خلیفہ سوم سیدنا

عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حصہ اول

حیات و خدمات

حصہ دوم

اعتراضات و جوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دارالایمان

نام کتاب	خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	مئی 2026ء
بار اشاعت	دوم
تعداد اشاعت	1100
ناشر	مکتبہ دار الایمان

@darulimansgd
www.Darulimansgd.com

مکتبہ دار الایمان

دار الایمان (رجسٹرڈ)
0300-6623540 / 0321-6353540

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مکتبہ دار الایمان کی طرف سے اس کتاب کو دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور اشاعت سے قبل ادارہ سے اجازت لینا ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 15

حصہ اول: حیات و خدمات 17

شخصی تعارف 18

ولادت: 18

نام ونسب: 18

کنیت: 19

لقب مبارک: 19

حلیہ مبارک: 20

1: خوبصورتی 20

2: مشابہتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام 20

3: مشابہتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 21

خاندان (ازواج و اولاد) 21

بوقتِ شہادت چار بیویاں: 23
اسلام سے قبل سیرت وکردار: 23

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں 24

قبولِ اسلام: 24
چوتھے مسلمان: 25
قبولِ اسلام کے بعد مصائب: 25
پہلا نکاح سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے: 26
خوبصورت ترین جوڑا: 27
دوسرا نکاح سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے: 27
پہلی ہجرت؛ ہجرتِ حبشہ 29
دوسری ہجرت؛ ہجرتِ حبشہ 31
تیسری ہجرت؛ ہجرتِ مدینہ منورہ 32
عقدِ موالات: 32
عقدِ مؤاخات: 33
عثمان واَوس بن ثابت رضی اللہ عنہما کے درمیان عقدِ مؤاخات: 33

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سخاوت 34

(1) مسجد نبوی کی توسیع 34
(2) میٹھے پانی کا کنواں 35

غزوات میں شرکت 38

غزوۂ بدر: 38
غزوۂ احد: 39
غزوۂ غَطفَان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں نائب: 40
غزوۂ ذات الرقاع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں نائب: 41
صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان: 41
غزوۂ تبوک میں سامانِ جہاد کی فراہمی: 47
بارگاہِ خداوندی میں 51
بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں 56
(1): امت محمدیہ کا سب سے زیادہ باحیا انسان 56
(2): فرشتوں کا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنا 56
(3): آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت علی القتال کرنا 56
(4): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم حیثیت قرار دینا 57
(5): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی قرار دینا 58
(6): بناتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح بذریعہ وحیِ الٰہی 58
(7): چالیس بیٹیاں ہوتیں تو بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح: 59
(8): آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی کرنا 59
(9): بارگاہِ نبوی سے جنت کی بشارت 60
(10): عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق 60
(11): عثمان رضی اللہ عنہ کا ستر ہزار افراد کی شفاعت کرنا 61

(12): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتماد 61
(13): عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت: 62
(14): عثمان رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت: 62
(15): عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا عند اللہ مبغوض 62
عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں 64
روم کی طرف پیش قدمی کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے: 64
قحط سالی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت: 65
والیِ بحرین کے تقرر کے سلسلے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے: 66
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدینہ میں نائب: 67
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتماد: 67
عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں 69
اسلامی تقویم کے آغاز کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تجویز: 69
بیت المال کی ریکارڈ بندی سے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تجویز: 71
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ لینے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے: 71
امہات المومنین کی حفاظت پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تقرر: 72
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ: 73
استخلافِ عثمان رضی اللہ عنہ کا اشارہ: 73
استخلافِ عثمان رضی اللہ عنہ کے عملی مراحل: 74
استخلافِ عثمان رضی اللہ عنہ میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا دانشمندانہ کردار: 78

اپنے عہدِ خلافت میں 83

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرز خلافت کی ایک جھلک: 83

1: پہلا خطبہ 83

2: والیانِ حکومت کے نام پہلا خط 84

3: خراج وصول کرنے والوں کے نام پہلا خط 85

4: سپہ سالاروں کے نام پہلا خط 85

5: عام رعایا کے نام ہدایات 86

6: فوجیوں کے وظائف میں اضافہ 87

7: ساحلی علاقوں کی مضبوطی 87

8: بچوں کے وظائف 88

9: فتوحات 89

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرزِ فقاہت کی ایک جھلک 90

1: جمع قرآن کے مراحل اور عثمانی مصحف 90

پہلا مرحلہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں: 90

دوسرا مرحلہ عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں: 92

عہد نبوی اور عہد صدیقی کی کتابت قرآنی: 95

تیسرا مرحلہ عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں: 96

عہد صدیقی اور عہد عثمانی کی کتابت قرآنی: 98

2: مسئلہ اتباعِ سلف 99

3:ترکِ قراءۃ خلف الامام 100
4:جمعہ کی اذان ثانی 101
5:مسئلہ بیس تراویح 102
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرزِ عبادت کی ایک جھلک 103
1:ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت 103
2:روزوں کی کثرت 104
3: مسلسل دس حج 104
4:صلہ رحمی 104
5:تواضع وانکساری 105
6:خشیت الٰہی 105
قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ کے محرکات واسباب 107
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ 113
دشمنوں کے سامنے اپنی حیثیت واضح فرمائی: 114
ایامِ محاصرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک جذبہ: 115
1:حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ 115
2:حضرت زبیر بن العوّام رضی اللہ عنہ 115
3:حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ 116
4:حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما 117
5:حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ 118

6:حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما 118
7:سیدہ نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا 119
8:حسنین کریمین اور اولادِ صحابہ رضی اللہ عنہم 120
عہدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری: 120
اعتراض: 121
جواب: 121
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت 123
شہادت کی پیش گوئی: 123
شہادت سے قبل ایک خواب: 124
عبادت بوقتِ شہادت 126
1: تلاوتِ قرآن 126
2:روزہ 127
3:غلاموں کی آزادی 128
4: قیامِ امن کا حکم 128
5:دعا 128
شہادت اور شہادت کے بعد 130
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈانٹ: 130
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ: 131

نماز جنازہ: 132

بوقتِ شہادت فرشتوں کی دعائے مغفرت: 132

تکفین و تدفین: 133

شہادت کا دن، مہینہ اور سال: 133

کل عمر: 134

کل زمانہ خلافت: 134

حصہ دوم: اعتراضات وجوابات 135

اعتراض نمبر 1: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نام کا معنی درست نہیں 136

جواب نمبر 1: 136

جواب نمبر 2: 137

جواب نمبر 3: 138

اعتراض نمبر 2: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے 140

جواب: 140

اعتراض نمبر 3: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں میدان چھوڑ کر چلے گئے 142

جواب: 144

اعتراض نمبر 4: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان میں شریک نہیں ہوئے 146

جواب: 146

اعتراض نمبر5: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارا 149
جواب نمبر1: 149
جواب نمبر2: 150
اعتراض نمبر6: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جلاوطن کیا 153
جواب نمبر1: 154
جواب نمبر2: 154
جواب نمبر3: 155
اعتراض نمبر7: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مردہ بیوی کے ساتھ جماع کیا 161
جواب نمبر1: 162
جواب نمبر2: 162
جواب نمبر3: 165
اعتراض نمبر8: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سفر میں قصر کرنے کے بجائے مکمل نماز پڑھی 167
جواب: 167
اعتراض نمبر9: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان ثانی کا اضافہ کیا 169
جواب نمبر1: 170
جواب نمبر2: 171
اعتراض نمبر10: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی اجتماعی چراگاہ کو ذاتی استعمال میں لائے 173

جواب: 173

اعتراض نمبر 11: عمار بن یاسر؛ عثمان رضی اللہ عنہما پر لگائے جانے والے الزامات کو درست سمجھتے تھے 175

جواب: 176

اعتراض نمبر 12: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کا خط لکھا 178

جواب: 179

اعتراض نمبر 13: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا 181

جواب نمبر 1: 182

جواب نمبر 2: 184

جواب نمبر 3: 184

اعتراض نمبر 14: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے نسخوں کو جلانے کا حکم دیا 189

جواب نمبر 1: 190

جواب نمبر 2: 192

جواب نمبر 3: 193

جواب نمبر 4: 194

اعتراض نمبر 15: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قصاص نہ لیا 196

جواب: 196

اعتراض نمبر 16: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو قتل کیا 200

جواب نمبر 1: 200
جواب نمبر 2: 201
جواب نمبر 3: 202
اعتراض نمبر 17: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مارا 203
جواب نمبر 1: 203
جواب نمبر 2: 205
جواب نمبر 3: 206
اعتراض نمبر 18: عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں طرزِ نبوت کی مخالفت کی 207
جواب نمبر 1: 208
جواب نمبر 2: 209
اعتراض نمبر 19: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بنو امیہ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو عہدے دیے 210
جواب نمبر 1: 210
بنوامیہ سے تعلق رکھنے والے رشتہ دار: 213
بنوامیہ کے علاوہ دیگر رشتہ دار: 213
جواب نمبر 2: 214
جواب نمبر 3: 214
اعتراض نمبر 20: عثمان رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے نوجوانوں کو عہدے دیے 216
جواب نمبر 1: 216

جواب نمبر2:... 217

جواب نمبر3:... 217

اعتراض نمبر21: بیعتِ رضوان؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماعِ صلوٰۃ وسلام کی نفی کی دلیل ہے 218

جواب نمبر1: 218

جواب نمبر2:... 218

جواب نمبر3:... 218

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عطا کیے ہیں۔ ان میں سب سے افضل حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہیں جن کا دورِ خلافت؛ تاریخ اسلامی کا ایک اہم اور تابناک دور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے امت کو سنبھالا۔ ان حضرات نے امت کی فلاح و بہبود میں کارہائے نمایاں سرانجام دیں جو رہتی دنیا تک امت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ دوہرے دامادِ رسول ہیں۔ آپ کا شمار سابقینِ اسلام میں ہوتا ہے۔ بشارتِ نبوی کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ بالجنۃ میں داخل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امت کو ایک مصحف پر جمع کیا۔ حیاء وشرافت، خشیتِ الٰہی، انفاق فی سبیل اللہ، اہلِ ایمان کی مدد و نصرت، عبادت و ریاضت، تلاوتِ قرآن، امت مسلمہ کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ..... الغرض آپ کی زندگی کا ہر پہلو آپ کی شخصیت کی عظمت کی دلیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ تربیت کا عکاس ہے۔

زیرِ نظر کتاب "خلیفہ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ" میں ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی کے مختلف پہلو بیان کئے ہیں۔ کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے:

پہلے حصہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی حیات و خدمات جبکہ دوسرے حصہ میں آپ پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات دلائل و براہین کی روشنی میں دیے گئے ہیں۔

ہم حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حیات و خدمات پر الگ الگ کتب پیش کرنے جارہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر اس ایڈیشن میں بھی کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کو سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سیرت کو پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غلامی نصیب فرمائے۔آمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَأَزْوَاجِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

محتاجِ دعا

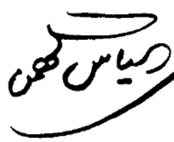

سرپرست مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

اتوار؛1–جمادی الاخریٰ 1447ھ،23–نومبر 2025ء

﴾حصہ اول﴿

حیات و خدمات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شخصی تعارف

ولادت:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ بَعْدَ الْفِيْلِ بِستٍّ سِنِيْنَ عَلَى الصَّحِيْحِ. [1]

ترجمہ: صحیح قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے چھ سال بعد (مکہ مکرمہ میں) پیدا ہوئے۔

نام و نسب:

امام اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 535ھ) فرماتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ يَجْتَمِعُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَبْدِ مَنَافٍ. [2]

ترجمہ: (والد کی طرف سے نسب اس طرح ہے) عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف (پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ) عبد مناف پر جا کر نسبِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) فرماتے ہیں:

وَأُمُّ عُثْمَانَ: أَرْوٰى بِنْتُ كُرَيْزِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَأُمُّهَا أُمُّ حَكِيْمٍ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ وَهِيَ الْبَيْضَاءُ تَوْأَمَةُ أَبِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [3]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ (کی طرف سے نسب اس طرح ہے: عثمان بن) اَروىٰ بنت کُریز بن

---

[1] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ لابن حجر: ج2 ص1238 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[2] سِیَر السلف الصالحین للقرشی الاصبہانی: ص68 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[3] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج1 ص58 معرفۃ نسبۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اَروٰی بنت کُریز کی والدہ ام حکیم بیضاء بنت عبد المطلب بن ہاشم ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ کی جڑواں بہن ہیں۔ اس رشتے سے آپ علیہ السلام کی سگی پھوپھی ہیں۔

فائدہ: اس نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ؛ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھانجے ہوئے۔

کنیت:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم القرطبی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

يُكَنّٰى أَبَا عَبْدِ اللهِ وَأَبَا عَمْرٍو ، كُنْيَتَانِ مَشْهُوْرَتَانِ لَهٗ وَأَبُوْ عَمْرٍو أَشْهَرُهُمَا. [4]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دو کنیتیں مشہور ہیں؛ ایک ابو عبد اللہ اور دوسری ابو عمرو؛ ان دو میں بھی زیادہ مشہور "ابو عمرو" ہے۔

لقب مبارک:

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نَزَالِ بْنِ سَبْرَةَ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَأَلْنَاهُ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: ذَاكَ امْرُؤٌ يُدْعٰى فِي الْمَلَإِ الْأَعْلٰى "ذَا النُّوْرَيْنِ" خَتَنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتَيْهِ. [5]

ترجمہ: نزال بن سَبْرَہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسی عظیم الشان ہستی ہیں کہ جنہیں آسمانوں میں "ذوالنورین" کہا جاتا ہے، اور وہ؛ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی (یکے بعد دیگرے) دو بیٹیوں کے شوہر ہیں۔

امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ الْجُعْفِيَّ رَحِمَهُ اللهُ

---

[4] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ص 504 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[5] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج 1 ص 63 معرفۃ انہ کان ممن صلی القبلتین

يَقُوْلُ: قَالَ لِيْ أَبِيْ:يَا بُنَيَّ! تَدْرِيْ لِمَ سُمِّيَ عُثْمَانُ "ذَا النُّوْرَيْنِ"؟ لِأَنَّهُ لَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ ابْنَتَيْ نَبِيٍّ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. [6]

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر بن ابان کہتے ہیں کہ میں نے حسین بن علی الجُعفی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے والد (علی جُعفی) نے مجھ سے پوچھا: بیٹے! کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو "ذوالنورین" کیوں کہا جاتا ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک سوائے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کسی نے بھی کسی پیغمبر کی (یکے بعد دیگرے) دو بیٹیوں سے نکاح نہیں کیا۔

حلیہ مبارک:

1: خوبصورتی

امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 470ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ رَجُلًا لَيْسَ بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالطَّوِيْلِ، حَسَنَ الْوَجْهِ كَثِيْرَ اللِّحْيَةِ، أَسْمَرَ اللَّوْنِ، عَظِيْمَ الْكَرَادِيْسِ، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ. [7]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ معتدل قد والے تھے، نہ بہت زیادہ لمبے نہ پست قد، خوبصورت، گھنی داڑھی والے، گندمی رنگ والے، مضبوط جسم اور کشادہ سینہ کے مالک تھے۔

2: مشابہتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 470ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا نُشَبِّهُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) بِأَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [8]

---

[6] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج1 ص62 معرفۃ انہ کان ممن صلی القبلتین

[7] المستخرج من کتب الناس: ج1 ص150 تحت ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[8] المستخرج من کتب الناس: ج1 ص150 تحت ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو اپنے والد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے مشابہ سمجھتے ہیں۔

3: مشابہتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا زَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ قَالَ لَهَا: "إِنَّ بَعْلَكِ أَشْبَهُ النَّاسِ بِجَدِّكِ إِبْرَاهِيمَ وَأَبِيكِ مُحَمَّدٍ.[9]

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ بیٹی! آپ کے شوہر آپ کے دادا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور آپ کے والد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

فائدہ: اس روایت کو علامہ شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ (ت 974ھ) نے اپنی کتاب "الصواعق المحرقہ" میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حسن وجمال کے تذکرہ کے ذیل میں ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت اور سابقہ روایت جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت کا ذکر ہے اس سے مراد؛ صورت وحلیہ میں مشابہت ہے۔

خاندان (ازواج واولاد)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یکے بعد دیگرے کل 8 شادیاں کی ہیں۔ (بیک وقت چار سے زائد نہیں تھیں) اور سب کی سب اسلام لانے کے بعد کی ہیں۔

امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) نقل کرتے ہیں:

كَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ: عَبْدُ اللهِ مِنْ رُقَيَّةَ، وَعَبْدُ اللهِ الْأَصْغَرُ أُمُّهُ فَاخِتَةُ بِنْتُ غَزْوَانَ وَعَمْرٌو وَخَالِدٌ وَأَبَانُ وَعُمَرُ وَمَرْيَمُ أُمُّهُمْ أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ جُنْدُبٍ مِنَ الْأَزْدِ وَالْوَلِيدُ وَسَعِيدٌ وَأُمُّ سَعِيدٍ

[9] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص120 الخلیفۃ الثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

أُمُّهُمْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْوَلِيْدِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ أُمُّهُ أُمُّ الْبَنِيْنَ بِنْتُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَعَائِشَةُ وَأُمُّ أَبَانَ وَأُمُّ عَمْرٍو أُمُّهُنَّ رَمْلَةُ بِنْتُ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَمَرْيَمُ أُمُّهَا نَائِلَةُ بِنْتُ الْفَرَافِصَةِ وَأُمُّ الْبَنِيْنَ بِنْتُ عُثْمَانَ أُمُّهَا أُمُّ وَلَدٍ. [10]

نوٹ: آسانی کے پیش نظر ترجمہ کو درج ذیل جدول میں ذکر کرتے ہیں۔ آپ کے 9 بیٹے اور 7 بیٹیاں تھیں۔

رقم	زوجہ کا نام	بیٹے	بیٹیاں
1	سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	عبد اللہ	
2	سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم		
3	سیدہ فاختہ بنت غزوان رضی اللہ عنہا	عبد اللہ الاصغر	
4	سیدہ ام عمرو بنت جُندُب الازدیہ رضی اللہ عنہا	عمرو، خالد، ابان، عمر	مریم
5	سیدہ فاطمہ بنت ولید بن عبد شمس بن مغیرہ المخزومیہ رضی اللہ عنہا	ولید، سعید	ام سعید
6	سیدہ ام البنین بنت عیینہ بن حصن الفزاریہ رضی اللہ عنہا	عبد الملک	
7	سیدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ الامویہ رضی اللہ عنہا		عائشہ، ام ابان، ام عمرو
8	سیدہ نائلہ بنت فرافصہ الکلبیہ رضی اللہ عنہا		مریم
☆	ام ولد (نام معلوم نہیں ہو سکا)		ام البنین

فائدہ: "ام ولد" اس باندی کو کہتے ہیں کہ جب وہ بچہ یا بچی کو جنم دے اور مالک اس کو اپنی اولاد تسلیم کر لے تو وہ باندی مالک کی وفات کے بعد خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔

[10] تلقیح فہوم اھل الاثر فی عیون التاریخ والسیر: ص109، 110 تحت ذکر اولادہ

بوقتِ شہادت چار بیویاں:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

وَقُتِلَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعِنْدَهٗ أَرْبَعٌ؛ نَائِلَةُ وَرَمْلَةُ وَأُمُّ الْبَنِيْنَ وَفَاخِتَةُ. [11]

ترجمہ: جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ کے عقد میں چار بیویاں موجود تھیں؛ سیدہ نائلہ، سیدہ رملہ، سیدہ ام البنین اور سیدہ فاختہ رضی اللہ عنہن۔

اسلام سے قبل سیرت و کردار:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَلَا زَنَيْتُ وَلَا سَرَقْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَلَا تَغَنَّيْتُ وَلَا تَمَنَّيْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا مَسَسْتُ فَرْجِي بِيَمِيْنِيْ مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [12]

ترجمہ: میں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں نہ کبھی زنا کیا، نہ کبھی چوری کی، نہ گانا گایا، نہ کبھی مسلمان ہونے کے بعد دین سے پھرنے کی تمنا کی اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو چھوا جب سے میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَوَاللهِ مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ. [13]

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو ناحق قتل کیا۔

---

[11] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص234 ذکر زوجاتہ وبنیہ وبناتہ رضی اللہ عنہم

[12] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص194 ذکر حصر امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[13] معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم: ج1 ص75 معرفۃ ما اسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

قبولِ اسلام:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کی خالہ سُعدیٰ بنت کُرَیز نے اسلام کی دعوت دی۔

حافظ ابوالفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُثْمَانُ: فَانْطَلَقْتُ مُفَكِّرًا فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: وَيْحَكَ يَا عُثْمَانُ! إِنَّكَ لَرَجُلٌ حَازِمٌ مَا يَخْفٰى عَلَيْكَ الْحَقُّ مِنَ الْبَاطِلِ، مَا هٰذِهِ الْأَصْنَامُ الَّتِيْ يَعْبُدُهَا قَوْمُنَا؟ أَلَيْسَتْ مِنْ حِجَارَةٍ صُمٍّ لَا تَسْمَعُ، وَلَا تُبْصِرُ، وَلَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى، وَاللهِ! إِنَّهَا لَكَذٰلِكَ. فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ صَدَقَتْكَ خَالَتُكَ هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَدْ بَعَثَهُ اللهُ إِلٰى خَلْقِهٖ بِرِسَالَتِهٖ هَلْ لَكَ أَنْ تَأْتِيَهٗ؟ فَاجْتَمَعْنَا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! أَجِبِ اللهَ إِلٰى جَنَّتِهٖ. فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكَ وَإِلٰى خَلْقِهٖ. قَالَ: فَوَاللهِ مَا تَمَالَكْتُ حِيْنَ سَمِعْتُ قَوْلَهٗ أَنْ أَسْلَمْتُ وَشَهِدْتُّ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. [14]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنی خالہ کی دعوت اسلام پر) غور و فکر کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی، میں نے آپ کو وہ سارا واقعہ بتایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: پیارے عثمان! آپ ایک سمجھ دار انسان ہیں، آپ پر یہ حق مخفی نہیں اور وہ باطل (بھی مخفی نہیں) جو کہ ہماری قوم بتوں کی عبادت کی صورت میں کر رہی ہے۔ (آپ سوچیے) کیا یہ (بے جان بت) پتھر نہیں ہیں؟ جو نہ تو سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں اور نہ نفع دے سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: بالکل یہ بت اسی طرح ہیں (جیسے آپ نے بیان کیا) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی خالہ (سُعدیٰ بنت کُرَیز) نے بالکل سچ کہا۔ محمد بن عبد اللہ؛ اللہ کے پیغمبر ہیں، اللہ نے آپ کو اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کیا خیال ہے ان کی خدمت میں آپ کو حاضر ہونا چاہیے؟ (یا نہیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

---

[14] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص214 بعض الاحادیث الواردۃ فی فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عثمان! اللہ کی جنت کو قبول کرو (اس کی صورت یہ ہے کہ) میں اللہ کا رسول ہوں جو آپ کی طرف اور پوری کائنات کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو بغیر کسی تاخیر کے اسلام قبول کیا اور اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

فائدہ: وَيْحٌ .... صیغہ تَرَحُّم، اِشفاق اور تعجب۔ دوسرے کو رحمت و شفقت کا مستحق سمجھ کر یا کسی بات پر تعجب کرتے ہوئے کلام کرنا۔ کبھی کبھار لفظ "وَيْحٌ" ویل (ہلاکت) کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

چوتھے مسلمان:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَوْرٍ الْنَهْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ..... إِنِّيْ لَرَابِعُ أَرْبَعَةٍ فِي الْإِسْلَامِ. [15]

ترجمہ: حضرت یزید بن عمرو المعافری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو ثور النھمی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسلام قبول کرنے والے (مَردوں میں) چوتھے نمبر پر ہوں۔

فائدہ: مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔

قبولِ اسلام کے بعد مصائب:

امام ابو الفرج نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی رحمہ اللہ (ت1044ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[15] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص49 رقم الحدیث 122

لَمَّا أَسْلَمَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَخَذَهٗ عَمُّهُ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ وَالِدُ مَرْوَانَ فَأَوْثَقَهٗ كِتَافًا وَقَالَ: تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ آبَائِكَ إِلٰى دِيْنِ مُحَمَّدٍ؟ واللهِ! لَا أُحُلُّكَ أَبَدًا حتّٰى تَدَعَ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ. فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ الله عَنْهُ: وَاللهِ! لَا أَدَعُهٗ أَبَدًا وَلَا أُفَارِقُهٗ فَلَمَّا رَأَى الْحَكَمُ صَلَابَتَهٗ فِي الْحَقِّ تَرَكَهٗ. [16]

ترجمہ: جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو آپ کے چچا حکم بن ابی العاص بن امیہ نے جو کہ مروان بن حکم کے والد ہیں، آپ کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا اور کہا: تم اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی اتباع کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تو اس دین کو نہیں چھوڑے گا جس پر ابھی قائم ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کبھی اس دین کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ اس سے جدا ہوں گا۔ جب چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کی حق پر قائم رہنے کے لیے پختگی دیکھی تو آپ کو چھوڑ دیا۔

پہلا نکاح سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت فرماتے ہیں:

وَأَمَّا رُقَيَّةُ فَكَانَ قَدْ تَزَوَّجَهَا أَوَّلًا ابْنُ عَمِّهَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ لَهَبٍ كَمَا تَزَوَّجَ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُوْمٍ أَخُوْهُ عُتَيْبَةُ بْنُ أَبِيْ لَهَبٍ ثُمَّ طَلَّقَاهُمَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِهِمَا بُغْضَةً فِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (۱) مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ (۲) سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ (۳) وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (٤) فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (٥)﴾ فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رُقَيَّةَ. [17]

---

[16] السیرۃ الحلبیۃ: ج1ص394باب ذکر اول الناس ایمانا بہ صلی اللہ علیہ وسلم

[17] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3ص321فی ذکر اولادہ علیہ وعلیہم السلام

ترجمہ: سیدہ رقیہ (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا نکاح اولاً آپ کے (والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) چچازاد عُتبہ بن ابی لہب سے ہوا جیسا کہ آپ کی بہن سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح اولاً آپ کے (والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) چچازاد عُتَیبہ بن ابی لہب سے ہوا۔ رخصتی سے قبل ہی اُن دونوں (بھائیوں) نے اِن دونوں (بہنوں) کو طلاق دے دی۔ وجہ وہ بغض تھا جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ہوا جب سورۃ اللھب نازل ہوئی۔ چنانچہ (اس کے بعد) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔

خوبصورت ترین جوڑا:

امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ نِسَاءُ قُرَيْشٍ يَقُلْنَ حِيْنَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ: [18]

ترجمہ: جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو قریشی خواتین یوں کہا کرتی تھیں:

أَحْسَنُ شَخْصَيْنِ رَأٰى إِنْسَانُ

خوبصورت جوڑا جسے کسی انسان نے دیکھا ہے

رُقَيَّةُ وَ بَعْلُهَا عُثْمَانُ

وہ رقیہ اور ان کے شوہر عثمان ہیں

دوسرا نکاح سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔

امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحٰى

[18] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج2 ص2505 تحت سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ: 59

إِلَيَّ أَنْ أُزَوِّجَ كَرِيمَتَيَّ عُثْمَانَ. [19]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے میری طرف یہ وحی فرمائی کہ میں اپنی دو صاحبزادیوں (سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما) کی شادی عثمان سے کروں۔

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ أُمَّ كُلْثُومٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ السَّمَاءِ. [20]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے (اپنی صاحبزادی) ام کلثوم کی شادی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے وحیِ سماوی کی بنیاد پر کی ہے۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: .... إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ عُثْمَانَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! هٰذَا جِبْرِيلُ يُخْبِرُنِي أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ زَوَّجَكَ أُمَّ كُلْثُومٍ عَلٰى مِثْلِ صَدَاقِ رُقَيَّةَ. [21]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی (ایک طویل حدیث میں) ہے کہ مسجد کے دروازے کے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں، مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ عزوجل نے آپ کا نکاح (میری بیٹی) ام کلثوم سے اتنے ہی مہر پر کر دیا ہے جتنا (میری بیٹی) رقیہ کا تھا۔

---

[19] فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص628 رقم الحدیث 837 باب فضائل عثمان رضی اللہ عنہ

[20] الشریعۃ للآجری: ص519 رقم الحدیث 1464 ذکر تزویج عثمان رضی اللہ عنہ

[21] المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص384، 385 رقم الحدیث 18495

پہلی ہجرت؛ہجرتِ حبشہ

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُصِيْبُ أَصْحَابَهُ مِنَ الْبَلَاءِ وَمَا هُوَ فِيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ بِمَكَانِهِ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ عَمِّهٖ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يَمْنَعَهُمْ مِمَّا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْبَلَاءِ قَالَ لَهُمْ: لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ فِيْهِ. فَخَرَجَ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ .... فَكَانَتْ أَوَّلَ هِجْرَةٍ كَانَتْ فِي الْإِسْلَامِ، وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ بَنِيْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ ابْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرٍ: عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ أُمَيَّةَ مَعَهُ امْرَأَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [22]

ترجمہ: امام ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مصائب اور کڑی آزمائشوں کو دیکھا جو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر آرہی تھیں اگرچہ آپ خود اللہ (مسبب الاسباب) کی حفاظت اور (تحت الاسباب) چچا ابو طالب کی وجہ سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بنسبت) عافیت میں تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھی محفوظ رکھ سکتے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: آپ لوگ سرزمین حبشہ کی طرف (ہجرت کر کے) چلے جائیں کیونکہ وہاں ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ سچے لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے لیے اس آزمائش سے چھٹکارا پیدا فرمادے جس میں اب گرفتار ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ اسلام کی سب سے پہلی ہجرت تھی اور مسلمانوں میں سے سب سے پہلے جس شخص نے ہجرت کی وہ بنو امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن

[22] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج1 ص321،322 ذکر الهجرة الأولى إلى الحبشة

مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے چشم و چراغ حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے، آپ کے ہمراہ آپ کی اہلیہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔

فائدہ: ہجرتِ حبشہ؛ اسلام کی پہلی ہجرت اور اس کے پہلے مہاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

اشکال:

مکہ مکرمہ میں کٹھن حالات کا سامنا تھا۔ ان حالات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں چھوڑ کر کیسے ہجرت کی؟ یہ حالات تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے تھے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں چھوڑ کر جانے کے تھے۔

جواب:

مکہ میں جن کٹھن حالات کا سامنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مامون تھے۔ ایک تو خصوصی حفاظتِ خداوندی آپ کو میسر تھی اور دوسرا آپ کے چچا ابو طالب کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی ایذاؤں سے محفوظ تھے جبکہ ایسی حفاظت وعافیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میسر نہ تھی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں رہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کوئی خطرہ نہیں تھا، ہاں البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس طرح کی حفاظت میں رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ممکن نہ تھا اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے پر ہجرت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں رہ گئے۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُصِيْبُ أَصْحَابَهٗ مِنَ الْبَلَاءِ وَمَا هُوَ فِيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ بِمَكَانِهٖ مِنَ اللهِ وَمِنْ عَمِّهٖ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَنَّهٗ لَا يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يَمْنَعَهُمْ مِمَّا هُمْ فِيْهِ مِنَ الْبَلَاءِ. [23]

[23] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج1 ص321 ذکر الھجرۃ الأولی إلی الحبشۃ

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مصائب اور کڑی آزمائشوں کو دیکھا جو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر آ رہی تھیں اگرچہ آپ خود اللہ (مسبب الاسباب) کی حفاظت اور (تحت الاسباب) چچا ابو طالب کی وجہ سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بنسبت) عافیت میں تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھی محفوظ رکھ سکتے۔

دوسری ہجرت؛ ہجرتِ حبشہ

امام عزالدین عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم الدمشقی رحمہ اللہ (ت 767ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَقَامُوْا بِالْحَبَشَةِ فِيْ أَحْسَنِ جِوَارٍ فَبَلَغَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ أَسْلَمُوْا فَرَجَعُوا إِلٰى مَكَّةَ .... فَأَذِنَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخُرُوْجِ إِلٰى أَرْضِ الْحَبَشَةِ مَرَّةً ثَانِيَةً. فَقَالَ عُثْمَانُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَهِجْرَتُنَا الْأُوْلٰى وَهٰذِهٖ إِلَى النَّجَاشِيِّ، وَلَسْتَ مَعَنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمْ مُهَاجِرُوْنَ إِلَى اللهِ وَإِلَيَّ، لَكُمْ هَاتَانِ الْهِجْرَتَانِ جَمِيْعًا. فَقَالَ عُثْمَانُ: فَحَسْبُنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَهَاجَرُوْا إِلَى الْحَبَشَةِ. [24]

ترجمہ: جو لوگ ہجرت کر کے حبشہ پہنچے وہ وہاں اچھے ماحول میں زندگی گزار رہے تھے (ایک روز کہیں سے) انہیں یہ خبر ملی کہ کفارِ مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ (خبر سننے کے بعد) وہ لوگ واپس مکہ کی جانب لوٹے.... (یہاں آکر معلوم ہوا کہ جو خبر پہنچی تھی وہ درست نہیں تھی بلکہ مکہ کے کفار و مشرکین اب بھی اسلام دشمنی پر ویسے ہی قائم ہیں۔ ان لوگوں نے دوبارہ عرض کی کہ ہمیں حبشہ جانے کی اجازت دی جائے)..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہماری پہلی اور یہ دوسری ہجرت شاہ حبشہ نجاشی کی طرف ہو رہی ہے لیکن آپ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ لوگ اللہ اور میری طرف ہجرت کرنے والے ہیں یہ دونوں ہجرتیں آپ کے حق میں عند اللہ و عند الرسول مقبول ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! ہمیں

[24] المختصر الکبیر فی سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: ج1 ص37 تحت ذکر الھجرتین إلی الحبشۃ

یہی بات کافی ہے (کہ آپ نے اس ہجرت کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت قرار دیا ہے) اور پھر حبشہ کی جانب ہجرت کی۔

تیسری ہجرت؛ ہجرتِ مدینہ منورہ

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ عُثْمَانُ مِمَّنْ رَجَعَ مِنَ الْحَبَشَةِ فَهَاجَرَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ زَوْجَتُهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [25]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو حبشہ سے واپس مکہ لوٹے اور پھر مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ (اس ہجرت میں) ان کے ساتھ ان اہلیہ سیدہ رقیہ بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن ابی الکرم محمد بن محمد رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَهَاجَرَا كِلَاهُمَا اِلٰى اَرْضِ الْحَبْشَةِ الْهِجْرَتَيْنِ ثُمَّ عَادَا اِلٰى مَكَّةَ وَهَاجَرَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ. [26]

ترجمہ: حضرت عثمان اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہما دونوں نے حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی ہے، پھر وہاں سے مکہ واپس آئے اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

عقدِ موالات:

عرب میں ایک طریقہ "عقدِ موالات" کا رائج تھا یعنی غیر قبیلہ کا کوئی آدمی کسی اور قبیلہ میں پہنچتا تو معاہدہ کر کے اس قبیلہ میں داخل ہو جاتا۔ اس کے بعد اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوتا۔ اس کے بعد وہ شخص صلح اور جنگ میں اسی قبیلے کے ساتھ شریک رہتا۔ اس شخص کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلہ میں تقسیم کیا جاتا۔ اس عقد موالات میں حق وانصاف کے بجائے اسی قبیلہ کی طرف داری اور حمایت ضروری ہوتی تھی خواہ قبیلہ والے غلط، ناانصافی بلکہ ظلم بھی کر رہے ہوں۔ اسلام نے اسے ختم فرما دیا اور یہ تعلیم دی کہ ہر حال میں حق اور انصاف کا ساتھ

---

[25] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص264 باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ

[26] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص318 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

دو یہاں تک کہ اگر وہ تمہارے اپنوں کے خلاف ہی ہو۔

عقدِ مؤاخات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقدِ موالات کے بجائے عقدِ مؤاخات کا طریقہ جاری فرمایا اور افراد کی ہم مزاجی کا خیال فرماتے ہوئے ایک مہاجر کو ایک انصاری کا نام بنام بھائی قرار دیا۔

عثمان و اَوس بن ثابت رضی اللہ عنہما کے درمیان عقدِ مؤاخات:

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَنَزَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلٰى أَوْسِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ أَخِيْ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ فِيْ دَارِ بَنِي النَّجَّارِ فَلِذٰلِكَ كَانَ حَسَّانٌ يُحِبُّ عُثْمَانَ وَيَبْكِيْهِ حِيْنَ قُتِلَ. [27]

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو) بنو نجّار کے محلے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت اوس بن ثابت بن منذر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ٹھہرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ آپ پر بہت روئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُوْسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: آخٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَوْسِ بْنِ ثَابِتٍ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. [28]

ترجمہ: موسیٰ بن محمد بن ابراہیم اپنے والد محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اوس بن ثابت اور عثمان رضی اللہ عنہما کے درمیان عقد مواخات قائم فرمایا۔

---

[27] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج1 ص479 منزل عثمان رضی اللہ عنہ

[28] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص382 ترجمۃ اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی سخاوت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت سے خوب نوازا۔ آپ اسے راہِ خدا میں بڑی فیاضی سے خرچ فرماتے۔ مشکل حالات میں آپ نے مسلمانوں کے لیے ان کی روزمرہ کی ضروریات کو پورا کیا۔ مثلاً مسجد کی توسیع کرائی، میٹھے پانی کا کنواں وقف کیا، غزوات میں شرکت اور اس میں اسلحہ، سواریاں اور فوجی راشن کا بندوبست کیا۔

(1)مسجد نبوی کی توسیع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ کیا۔ ایک انصاری کی زمین مسجد کے قریب تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زمین خریدنے کی بات کی تو انہوں نے عذر کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان انصاری سے بات کی اور دس ہزار درہم میں وہ زمین خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی جسے مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا۔

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ)روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ أَبِيْهِ أَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْبُقْعَةِ الَّتِيْ زِيدَتْ فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ صَاحِبُهَا رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :"لَكَ بِهَا بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ" ، فَقَالَ:لَا . فَجَاءَ عُثْمَانُ ، فَقَالَ لَهُ : "لَكَ بِهَا عَشْرَةُ آلَافٍ فَاشْتَرَاهَا مِنْهُ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللهِ! اشْتَرِ مِنِّي الْبُقْعَةَ الَّتِي اشْتَرَيْتُهَا مِنَ الْأَنْصَارِيِّ فَاشْتَرَاهَا مِنْهُ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ عُثْمَانُ : إِنِّي اشْتَرَيْتُهَا بِعَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِنَةً ، ثُمَّ دَعَا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَوَضَعَ لَبِنَةً ، ثُمَّ دَعَا عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَوَضَعَ لَبِنَةً ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، فَوَضَعَ لَبِنَةً ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ : ضَعُوْا فَوَضَعُوْا . [29]

ترجمہ: زیاد بن ابو الملیح اپنے والد ابو الملیح (عامر بن اسامہ بن عمیر) سے اور وہ اپنے والد (حضرت اسامہ بن عمیر

[29] المعجم الکبیر للطبرانی:ج1ص146رقم الحدیث522

بن عامر الھذلی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری صحابی سے جن کی زمین مسجد نبوی کے قریب تھی - جسے بعد میں مسجد کا حصہ بنا دیا گیا- فرمایا کہ یہ زمین ہمیں دے دو، اس کے بدلے تمہیں جنت میں گھر ملے گا۔ اس انصاری نے معذرت کی۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس انصاری کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا: میں اس زمین کے بدلے تمہیں دس ہزار درہم دیتا ہوں (تم مجھے یہ ٹکڑا فروخت کر دو۔ چنانچہ وہ انصاری راضی ہوا) تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہ زمین ان سے خرید لی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھ سے وہ زمین کا ٹکڑا خرید لیں جو آپ اس انصاری سے خریدنا چاہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ ٹکڑا جنت کے ایک گھر کے بدلے میں خرید لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں نے یہ ٹکڑا دس ہزار درہم کے بدلے میں خریدا ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (زمین کے اس ٹکڑے کو مسجد میں شامل کرتے ہوئے) ایک اینٹ رکھی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے بھی ایک اینٹ رکھی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے بھی ایک اینٹ رکھی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے بھی ایک اینٹ رکھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیہ لوگوں سے فرمایا کہ وہ بھی ایک ایک اینٹ رکھیں۔ چنانچہ لوگوں نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔

(2) میٹھے پانی کا کنواں

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بِشْرِ بْنِ بَشِيْرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ اسْتَنْكَرُوا الْمَاءَ وَكَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا رُومَةٌ وَكَانَ يَبِيْعُ مِنْهَا الْقِرْبَةَ بِمُدٍّ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بِعْنِيْهَا بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ"، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَيْسَ لِيْ، وَلَا لِعِيَالِيْ غَيْرُهَا، لَا أَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاشْتَرَاهَا بِخَمْسَةٍ وَثَلَاثِيْنَ أَلْفِ دِرْهَمٍ،

ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَتَجْعَلُ لِيْ مِثْلَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لَهُ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قَالَ: قَدِ اشْتَرَيْتُهَا وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِيْنَ. [30]

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بشر بن بشیر اسلمی اپنے والد حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین (مکہ سے ہجرت کر کے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے پانی (کے ذائقے) کو کچھ عجیب سا محسوس کیا۔ قبیلہ بنو غفار کے ایک شخص کا میٹھے پانی کا کنواں تھا جس کا نام رومہ تھا۔ وہ ایک مشکیزہ ایک مُد (796.068 گرام) غلے کے بدلے میں فروخت کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ آپ یہ کنواں جنت کے چشمے کے بدلے ہمیں بیچ دو (یعنی راہ خدا میں وقف کر دو) وہ کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! میرے اور میرے گھر والوں کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور (ذریعہ روزگار) نہیں ہے۔ اس لیے میرے لیے اسے وقف کرنا ممکن نہیں۔ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں 35 ہزار دراہم کا خرید لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر میں یہ کنواں خرید لوں (اور راہ خدا میں وقف کر دوں) تو کیا آپ مجھے اس کے بدلے جنت میں ایک چشمہ (ملنے کی ضمانت) دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول! (میں آپ کو گواہ بنا کر یہ بات کہتا ہوں کہ) میں نے وہ کنواں خرید کر (بطور خاص) مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا ہے۔

حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَحْفِرُ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ" فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ. [31]

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رومہ نامی کنواں (خرید کر راہِ خدا میں) وقف کرے گا (اس کے بدلے میں) اس کے لیے جنت ہے۔ تو حضرت عثمان نے وہ کنواں (خرید کر راہِ خدا میں) وقف کر دیا۔

فائدہ: المعجم الکبیر للطبرانی کی مذکورہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کنواں بنو غفار کے ایک مسلمان شخص کا تھا

[30] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص316 رقم الحدیث 1212

[31] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص54 باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

لیکن ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ (بِئْرُ رُوْمَةَ) بِإِضَافَةِ بِئْرٍ إِلٰى رُوْمَةَ بِضَمِّ الرَّاءِ وَسُكُوْنِ الْوَاوِ وَبِالْمِيْمِ وَ رُوْمَةُ عَلَمٌ عَلٰى صَاحِبِ الْبِئْرِ وَهُوَ رُوْمَةُ الْغِفَارِيّ وَقَالَ ابْنُ بَطَّالٍ: بِئْرُ رُوْمَةَ كَانَتْ لِيَهُوْدِيّ وَكَانَ يَقْفِلُ عَلَيْهَا بِقُفْلٍ وَيَغِيْبُ فَيَأْتِي الْمُسْلِمُوْنَ لِيَشْرَبُوْا مِنْهَا فَلَا يَجِدُوْنَهُ حَاضِرًا فَيَرْجِعُوْنَ بِغَيْرِ مَاءٍ فَشَكَا الْمُسْلِمُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ: "مَنْ يَشْتَرِيْهَا وَيَمْنَحُهَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَيَكُوْنُ نَصِيْبُهُ فِيْهَا كَنَصِيْبِ أَحَدِهِمْ فَلَهُ الْجَنَّةُ؟" فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ وَهِيَ بِئْرٌ مَعْرُوْفَةٌ بِمَدِيْنَةِ النَّبِيّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اشْتَرَاهَا عُثْمَانُ بِخَمْسَةٍ وَثَلَاثِيْنَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَوَقَفَهَا. [32]

ترجمہ: بئر رومہ (رومہ کا کنواں)؛ کنویں کی اضافت رومہ کی طرف ہے اور رومہ اس کنویں کے مالک کا نام ہے۔ یہ مالک؛ رومہ غفاری تھے۔ شارح بخاری حافظ ابن بطال فرماتے ہیں کہ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا اور وہ اس پر تالا لگا کر رکھتا تھا اور خود غائب رہتا۔ مسلمان پانی لینے کے لیے کنویں پہ آتے، اس یہودی کو وہاں نہ پاتے تو بغیر پانی لیے واپس لوٹ جاتے۔ اس بات کی شکایت مسلمانوں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے یوں وقف کرے گا کہ اسے بھی اس کنویں کا اتنا حصہ ملے گا جتنا دوسروں کا ہو گا تو اس شخص کے لیے جنت ہو گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید لیا۔ یہ کنواں مدینہ منورہ میں معروف ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے 35 ہزار درہم میں خرید کر وقف کر دیا۔

---

[32] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج2 ص52، 53 باب من رای صدقة الماء وهبته ووصيته جائزة

غزوات میں شرکت

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ شجاعت کے پیکر تھے۔ آپ نے زمانہ نبوی میں تقریباً تمام غزوات میں بنفس نفیس شرکت کی۔

غزوۂ بدر:

17 رمضان المبارک سن 2 ہجری آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ تین سو سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر مدینہ منورہ سے تقریباً 150 کلومیٹر دور "بدر" کے مقام پر تشریف لے گئے جہاں کفر و اسلام کا پہلا باضابطہ معرکہ لڑا گیا۔ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بدر کی طرف چلنے کی اجازت مانگی۔ یہ وہ دن تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا شدید بیمار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنگِ بدر میں شرکت کی اجازت نہ دی بلکہ انہیں اپنی زوجہ کی خدمت پر مامور فرمایا۔ بالآخر 19 رمضان المبارک سن 2 ہجری بروز اتوار سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی۔

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَتُوُفِّيَتْ فِيْ أَيَّامِ بَدْرٍ وَهِيَ عِنْدَ عُثْمَانَ وَدُفِنَتْ بِالْبَقِيْعِ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عُثْمَانُ. وَغَسَلَتْهَا أُمُّ أَيْمَنَ وَلَمْ يَحْضُرْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَالُ: إِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بِخَبَرِ بَدْرٍ حِيْنَ سُوِّيَ عَلٰى رُقَيَّةَ التُّرَابُ. [33]

ترجمہ: سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ بدر کے موقع پر وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ کو (مسجد نبوی کے متصل قبرستان) بقیع میں دفن کیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور غسل حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دیا۔ آپ کی نماز جنازہ کے موقع پر اللہ

[33] انساب الاشراف للبلاذری: ج ص 104 رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں تھے (کیونکہ بدر تشریف لے گئے تھے) یہ بات بھی منقول ہے کہ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کی فتح کی خوشخبری سنانے کے لیے مدینہ پہنچے تو اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (کو دفن کرکے ان) کی قبر کی مٹی کو برابر کیا جارہا تھا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ. [34]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں (اس لیے) شریک نہیں ہوئے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں جو ان دنوں بیمار تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! آپ کے لیے اس شخص کے برابر اجر اور مال غنیمت کا حصہ ہے جو غزوہ بدر میں شریک ہوا ہے۔

غزوۂ احد:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں بھی شرکت فرمائی ہے۔

مولانا محمد نافع رحمہ اللہ (ت1436ھ) لکھتے ہیں:

"غزوۂ احد میں جناب نبی اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُحد پہاڑ کے ایک درہ پر مسلمان تیر اندازوں کی ایک جماعت کو متعین فرمایا اور انہیں کسی صورت میں بھی اس مقام کو نہ چھوڑنے کا حکم صادر فرمایا لیکن ابتداء میں مسلمانوں کی فتح کو دیکھ کر اِس جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مقررہ مقام کو چھوڑ دیا اور غنائم اکٹھے کرنے میں شریک ہوگئے۔ ان حالات میں پشت کی طرف سے کفار نے اہلِ اسلام پر زبردست حملہ کر دیا۔ ان نازک حالات میں بعض مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے نکل کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں میں حضرت عثمان

---

[34] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3130

رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واقعہ کو بالاختصار قرآن مجید میں ذکر فرمایا اور ان لوگوں کی اس لغزش کو معاف فرمادیا:

قولہ تعالیٰ: ﴿اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ (آل عمران:155)

یعنی ان لوگوں کو شیطان نے (اس معاملہ میں) پھسلا دیا اور یہ ان کے پہلے بعض اعمال کی وجہ سے تھا، تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمانے والے بردبار ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سمیت جن مسلمانوں سے یہ فروگزاشت ہو گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا۔ اب ان حضرات پر اس کا کوئی گناہ نہ رہا۔ حق تعالیٰ کلیۃً ان کی تقصیر معاف فرماچکا، اب کسی کو ان پر طعن کرنے کا کوئی حق نہیں اور نہ ملامت کرنے کا کوئی جواز ہے۔"[35]

فائدہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوۂ احد میں شرکت واضح ہے۔ اس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

غزوۂ غَطفَان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں نائب:

سن 3 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے "نجد" کی طرف تشریف لے گئے جہاں قبیلہ بنو غطفان رہائش پذیر تھا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ السَّوِيْقِ أَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ بَقِيَّةَ ذِي الْحِجَّةِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْهَا ثُمَّ غَزَا نَجْدًا يُرِيْدُ غَطَفَانَ وَهِيَ غَزْوَةُ ذِي أَمَرَّ وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فِيْمَا قَالَ ابْنُ هِشَامٍ .[36]

---

[35] فوائد نافعہ از مولانا محمد نافع: ص474، 475

[36] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص46 غزوۃ ذی امر

ترجمہ: جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ سویق سے واپس تشریف لائے تو ذوالحج کے بقیہ ایام یا اس کے قریب قریب کے دن مدینہ منورہ میں گزارے۔ پھر آپ نجد کی جانب بغرض جہاد تشریف لے گئے۔ آپ کا ارادہ غطفان کا تھا جسے غزوۂ ذی اَمَرّ بھی کہتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا قائم مقام حاکم مقرر فرمایا جیسا کہ امام ابن ہشام رحمہ اللہ کی روایت میں ہے۔

غزوۂ ذات الرقاع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں نائب:

سن 7 ہجری میں غزوۂ ذات الرقاع پیش آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے "ذات الرقاع" کی طرف تشریف لے گئے۔

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن ابی الکرم محمد بن محمد رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

أَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ بَنِي النَّضِيْرِ شَهْرَيْ رَبِيْعٍ، ثُمَّ غَزَا نَجْدًا يُرِيْدُ بَنِيْ مُحَارِبٍ وَبَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ ..... وَهِيَ غَزْوَةُ الرِّقَاعِ، سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِأَجْلِ جَبَلٍ كَانَتِ الْوَقْعَةُ بِهِ، فِيْهِ سَوَادٌ وَبَيَاضٌ وَحُمْرَةٌ فَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [37]

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنو نضیر کے بعد دو مہینے ربیع الاول اور ربیع الثانی مدینہ منورہ میں رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارادہ جہاد نجد کی طرف تشریف لے گئے جہاں قبیلہ بنو غطفان کی دو بڑی شاخوں بنو محارب اور بنو ثعلبہ سے معرکہ پیش آیا.......... یہ غزوہ "ذات الرقاع" کہلاتا ہے۔ اسے ذات الرقاع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس مقام پر معرکہ پیش آیا وہاں ایک پہاڑ تھا جس پر سیاہ، سفید اور سرخ پتھر موجود تھے۔ اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا قائم مقام حاکم بنایا۔

صلح حدیبیہ اور بیعتِ رضوان:

[1]: سن 6 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد کسی نے سر کے بال منڈوائے اور کسی نے کتروائے۔

---

[37] الکامل فی التاریخ: ج2 ص174 تحت غزوۃ ذات الرقاع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنایا۔ سب نہایت خوش ہوئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کا سفر شروع کیا۔ آپ کے ہمراہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 1400 اور 1500 کے درمیان تھی۔ مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر سب نے احرام باندھا۔

[2]: مقامِ حدیبیہ تک پہنچے تو کفار مکہ نے مزاحمت کی کہ ہم مکہ میں نہیں آنے دیں گے۔

[3]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر سرداران قریشِ مکہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم لڑنے کے لیے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں، زیارت کر کے چلے جائیں گے۔

[4]: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جانے لگے تو بعض صحابہ نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو خوش قسمت ہیں کہ مکہ جا کر بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان کو کئی سال بھی وہاں رکنا پڑے تب بھی وہ طواف نہیں کریں گے جب تک میں طواف نہ کرلوں۔

[5]: قریشِ مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ طواف کرلیں لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کے لیے بیت اللہ میں آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

[6]: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس بات پر راضی نہ ہوئے تو قریشِ مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو مکہ ہی میں روک لیا۔

[7]: ادھر یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔

[8]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔

[9]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سب سے پہلے حضرت ابو سنان عبد اللہ بن وهب الاسدی رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ ان کے بعد باقی لوگوں نے کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اس دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی بیعت فرمائی۔

[10]: بعد میں پتہ چلا کہ شہادت والی خبر سچی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کفار کے کچھ لوگوں کو قید کرو، چنانچہ انہیں قید کر لیا۔ تب کافروں نے مجبور ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو رہا کیا اور اس کے بدلے اپنے لوگوں کو رہا کروایا۔ اسی مقامِ حدیبیہ پر فریقین کے درمیان صلح ہوئی۔ مسلمان اس سال واپس چلے گئے اور اگلے سال آ کر عمرہ کیا۔

اس حوالے سے چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف الخازن رحمہ اللہ (ت 741ھ) آیت ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ﴾[38] کا شانِ نزول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سَبَبُ نُزُوْلِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِي الْمَنَامِ وَهُوَ بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الْحُدَيْبِيَّةِ أَنَّهٗ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهٗ آمِنِيْنَ وَيَحْلِقُوْا رُؤُوْسَهُمْ فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ أَصْحَابَهٗ فَفَرِحُوْا وَحَسِبُوْا أَنَّهُمْ دَاخِلُوْ مَكَّةَ عَامَهُمْ ذٰلِكَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا وَلَمْ يَدْخُلُوْا شُقَّ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ وَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: أَيْنَ رُؤْيَاهُ الَّتِيْ رَآهَا؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَدَخَلُوْا فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ.[39]

ترجمہ: اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کی طرف جانے سے پہلے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ امن وسکون سے مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور اپنے سر منڈوا رہے ہیں (یعنی عمرہ کی ادائیگی کر رہے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے یہی سمجھا کہ اسی سال ہم مکہ جائیں گے (اور عمرہ ادا کریں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمرہ کے ارادہ سے عازمِ سفر ہوئے لیکن مشرکین کے حدیبیہ نے مقام پر روک لیا۔ چند شرائط کے ساتھ صلح کر کے) جب یہ لوگ واپس آئے

[38] سورۃ الفتح: 27

[39] تفسیر الخازن: ج4 ص173 تحت سورۃ الفتح، رقم الآیۃ 27

تو یہ بات ان پر شاق گزری۔ اس وقت منافقین نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خواب دیکھا اس کا کیا بنا؟ (یعنی منافق لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں شک کرنے لگے) تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کو سچ کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوں گے، اپنے سر منڈوائیں گے، قصر کروائیں گے یعنی عمرہ کی ادائیگی کریں گے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگلے سال مکہ میں داخل ہوئے (اور عمرہ کیا)

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَبَعَثَهُ إِلٰى أَبِيْ سُفْيَانَ وَأَشْرَافِ قُرَيْشٍ، يُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ لِحَرْبٍ وَإِنَّهُ إِنَّمَا جَاءَ زَائِرًا لِهٰذَا الْبَيْتِ وَمُعَظِّمًا لِحُرْمَتِهِ.[40]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اورآپ کو سرداران قریش بالخصوص ابوسفیان کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ لڑنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت (بصورتِ عمرہ) کرنے آئے ہیں اور اس کی حرمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تعظیم کریں گے۔

امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (ت 327ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيْئًا لِابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَنَحْنُ هَاهُنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ مَكَثَ كَذَا وَكَذَا سَنَةً مَا طَافَ حَتّٰى أَطُوفَ".[41]

ترجمہ: (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جانے لگے تو) بعض لوگوں نے یہ بات کہہ دی کہ عثمان کی قسمت اچھی ہے وہ مکہ جا کر بیت اللہ کا طواف کریں گے مگر ہم حدیبیہ میں ہیں (ہمیں کفار اجازت دیں یا نہ دیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر عثمان کو کئی سال تک بھی وہاں رکنا پڑا

---

[40] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص315 عثمان رسول محمد الی قریش

[41] تفسیر ابن ابی حاتم الرازی: ج7 ص444 تحت تفسیر سورۃ الفتح، رقم الآیۃ 18

وہ اس وقت تک طواف نہیں کریں گے جب تک میں طواف نہ کرلوں۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے اور مشرکینِ مکہ کو یہ بات سمجھانے کی بھرپور کوشش کی لیکن انہوں نے ضد کی وجہ سے اس بات کو قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَخَرَجَ عُثْمَانُ إِلٰى مَكَّةَ فَلَقِيَهُ أَبَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ حِيْنَ دَخَلَ مَكَّةَ، أَوْ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا فَحَمَلَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ أَجَارَهُ حَتّٰى بَلَّغَ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَ عُثْمَانُ حَتّٰى أَتٰى أَبَا سُفْيَانَ وَعُظَمَاءَ قُرَيْشٍ، فَبَلَّغَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرْسَلَهُ بِهٖ، فَقَالُوا لِعُثْمَانِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ رِسَالَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاحْتَبَسَتْهُ قُرَيْشٌ عِنْدَهَا فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَدْ قُتِلَ. [42]

ترجمہ: امام ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے یا اس سے پہلے آپ کی ملاقات ابان بن سعید (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ) سے ہوئی۔ ابان بن سعید نے آپ کو اپنی سواری پر سوار کیا اور بیت اللہ کے قریب لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابوسفیان بن حرب (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ رضی اللہ عنہ) اور دیگر سردارانِ قریش کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ پیغام پہنچایا جو آپ کو دے کر بھیجا گیا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے پیغام پہنچا دیا تو سردار کہنے لگے: عثمان! اگر آپ بیت اللہ کا طواف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر میں کسی صورت طواف نہیں کروں گا۔ (آپ کے اس جواب پر) قریشیوں نے آپ رضی

---

[42] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص315 اشاعۃ مقتل عثمان رضی اللہ عنہ

اللہ عنہ کو قید کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (اور ان کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو شہید کر دیا گیا ہے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلىٰ أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسَ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ". فَضَرَبَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيْهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ. [43]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (اللہ رب العزت کی طرف سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعتِ رضوان کا حکم دیا گیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد اور سفیر بن کر مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی اور فرمایا: عثمان؛ اللہ اور اس کے رسول کے کام کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک مبارک ہاتھ کو (حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر) دوسرے مبارک ہاتھ پر رکھا۔ حضرت عثمان کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ لوگوں کے لیے ان کے اپنے ہاتھوں سے بہت بہتر تھا۔

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ رَحِمَهُ اللهُ: أَنَّ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ أَبُو سِنَانٍ الْأَسَدِيُّ. [44]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بیعت رضوان میں سب سے پہلے حضرت ابو سنان الاسدی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔

---

[43] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3702

[44] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص316 مبایعۃ الرسول الناس علی الحرب

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ بَاطِلٌ .... ثُمَّ بَعَثَتْ قُرَيْشٌ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو، أَخَا بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا لَهُ: ائْتِ مُحَمَّدًا فَصَالِحْهُ، وَلَا يَكُنْ فِيْ صُلْحِهٖ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ عَنَّا عَامَهٗ هٰذَا .... فَأَتَاهُ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا، قَالَ: قَدْ أَرَادَ الْقَوْمُ الصُّلْحَ حِيْنَ بَعَثُوْا هٰذَا الرَّجُلَ .... ثُمَّ جَرٰى بَيْنَهُمَا الصُّلْحُ.[45]

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے (شہید ہونے کے) بارے میں جو خبر پہلے آئی تھی وہ غلط تھی۔ پھر قریش نے بنو عامر بن لوی کے بھائی سہیل بن عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور اس سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو۔ صلح اسی بات پر کرو کہ وہ اس سال واپس چلے جائیں (اور اگلے سال آکر عمرہ کریں) چنانچہ سہیل بن عمرو؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو فرمایا: قریش قوم کا ارادہ صلح کرنے کا ہے تبھی تو انہوں نے اس شخص کو بھیجا ہے۔ پھر فریقین کے درمیان صلح (کے متعلق بات چیت) شروع ہوئی۔

غزوۂ تبوک میں سامانِ جہاد کی فراہمی:

[1]: مدینہ منورہ کے کچھ تاجر زیتون لینے کے لیے روم گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر انہوں نے مدینہ منورہ میں آکر یہ اطلاع دی کہ رومیوں نے بہت بڑی فوج اکٹھی کرلی ہے جس میں غسان عرب اور رومی بہت بڑی تعداد میں ہیں۔

[2]: یہ فوج قیصرِ روم کے حکم سے اکٹھی ہوئی۔ قیصر روم نے قبیلہ غسان کو -جو کہ عیسائی تھا- مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

[3]: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ خوب تیاری کی جائے۔

[45] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص316 عثمان رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی قریش

ہم اس جنگ میں خود پیش قدمی کریں گے۔

[4]: سن 9ہجری ماہ رجب المرجب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے شام کی طرف تقریباً 670 کلومیٹر کے فاصلے پر "تبوک" تشریف لے گئے۔

[5]: "تبوک" ایک چشمہ یا پہاڑی کا نام ہے۔ اس کے قریب والے علاقے کو "تبوک" کہہ دیا جاتا ہے۔

[6]: یہ انتہائی سخت تنگی کا زمانہ تھا۔ سفر بھی طویل تھا، موسم بھی گرمی کا تھا اور سواریوں اور زادِ راہ کی بھی کمی تھی۔ نیز یہ وہ زمانہ تھا جس میں پھل پک چکے تھے اور عرب کا سارا دار و مدار کھجور کی فصل پر ہوتا تھا اس لئے مسلمانوں کے لئے بہت مشکل تھا۔ اسی لئے اس غزوہ کو "غزوۃ العسرۃ" بھی کہا جاتا ہے۔

[7]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے مالی تعاون کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس کی جتنی وسعت تھی اس نے اس کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

[8]: اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقدار اور تعداد کے اعتبار سے بہت زیادہ مال دیا۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ: شَهِدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ، مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ. [46]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن خَبَّاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جیشِ عُسرہ کے متعلق (مالی تعاون کی) ترغیب دے رہے تھے۔

---

[46] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3700

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں 100 اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کے پیش نظر (مالی تعاون کی) ترغیب جاری رکھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوبارہ اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں 200 اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کے پیش نظر (مالی تعاون کی) ترغیب جاری رکھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیسری بار اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں 300 اونٹ مع ساز و سامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ راوی حضرت عبد الرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے گا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں، آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے گا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

فائدہ: آج کی تاریخ (23، نومبر 2025ء) میں ایک اونٹ کی قیمت تقریباً چار لاکھ تیس ہزار روپے (430000) ہے۔ اس حساب سے 300 اونٹوں کی قیمت بارہ کروڑ نوے لاکھ روپے (129000000) بنتی ہے۔ ساز و سامان کی مالیت اس کے علاوہ ہے۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر الخزرجی رحمہ اللہ (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: جَاءَ عُثْمَانُ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَصَبَّهَا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يُدْخِلُ يَدَهُ فِيْهَا وَيُقَلِّبُهَا وَيَقُوْلُ: مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ . اللّٰهُمَّ لَا تَنْسَ هٰذَا الْيَوْمَ لِعُثْمَانَ.

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ لِعُثْمَانَ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ عُثْمَانَ! إِنِّيْ رَضِيْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ" فَمَا زَالَ يَدْعُوْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَنَزَلَتْ: ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى﴾ الْاٰيَةَ. [47]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیش عسرہ (یعنی جنگ

---

[47] تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج1 ص578 تحت تفسیر سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ 262

تبوک کے موقع پر مجاہدین) کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 1000 دینار لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن (رحمت) پر نچھاور کر دیا۔ روایِ حدیث حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دنانیر کو اپنے ہاتھوں سے الٹ پلٹ کر رہے تھے اور اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اے اللہ! عثمان کے لیے (اجر کے حوالے سے) آج کے دن کو فراموش نہ فرما۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگ رہے ہیں: اے عثمان کے رب! میں عثمان سے راضی ہوں، آپ بھی عثمان سے راضی ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا رات بھر مانگتے رہے یہاں تک طلوعِ فجر ہو گئی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (آیت کا ترجمہ یہ ہے) جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کا نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں انہی لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں اجر و ثواب ہے، ان کو نہ خوف لاحق ہو گا اور نہ ہی غمزدہ ہوں گے۔

فائدہ: ایک دینار سونے کا وزن 4.374 گرام ہوتا ہے۔ اس حساب سے 1000 دینار کا وزن 4374 گرام سونا بنتا ہے۔ آج کی تاریخ (23، نومبر 2025ء) میں ایک گرام سونے کی مالیت 37000 روپے ہے تو 4374 گرام سونے کی مالیت سولہ کروڑ اٹھارہ لاکھ اڑتیس ہزار روپے (161838000 روپے) بنتی ہے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ" فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [48]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جیش عسرہ (یعنی غزوۂ تبوک میں مجاہدین) کے لیے سامان جہاد کا بندوبست کرے گا اس کے لیے جنت ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان جہاد کا بندوبست کیا۔

[48] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص54 باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

بارگاہِ خداوندی میں

قرآن کریم کی بعض آیات مبارکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں اور بعض آیات کا مصداق اہلِ علم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

آیت نمبر 1:

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲۶۲)﴾ [49]

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کا نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں انہی لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں اجر و ثواب ہے۔ ان کو نہ خوف لاحق ہو گا اور نہ ہی غمزدہ ہوں گے۔

یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر الخزرجی رحمہ اللہ (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: جَاءَ عُثْمَانُ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَصَبَّهَا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يُدْخِلُ يَدَهُ فِيْهَا وَيُقَلِّبُهَا وَيَقُوْلُ: مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ . اللّٰهُمَّ لَا تَنْسَ هٰذَا الْيَوْمَ لِعُثْمَانَ.

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ لِعُثْمَانَ يَقُوْلُ: يَا رَبَّ عُثْمَانَ! إِنِّيْ رَضِيْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ". فَمَا زَالَ يَدْعُوْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَنَزَلَتْ: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى﴾ الْاٰيَةَ. [50]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیشِ عسرہ (یعنی جنگ تبوک کے موقع پر مجاہدین) کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں 1000 دینار لے کر آئے اور آپ صلی

[49] سورۃ البقرۃ:262

[50] تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی: ج1 ص578 تحت تفسیر سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ262

اللہ علیہ وسلم کے دامن (رحمت) پر نچھاور کر دیا۔ روایِ حدیث حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دنانیر کو اپنے ہاتھوں سے الٹ پلٹ کر رہے تھے اور اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اے اللہ! عثمان کے لیے (اجر کے حوالے سے) آج کے دن کو فراموش نہ فرما۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگ رہے ہیں: اے عثمان کے رب! میں عثمان سے راضی ہوں، آپ بھی عثمان سے راضی ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا رات بھر مانگتے رہے یہاں تک طلوعِ فجر ہو گئی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (آیت کا ترجمہ یہ ہے) جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کا نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں انہی لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں اجر و ثواب ہے، ان کو نہ خوف لاحق ہو گا اور نہ ہی غمزدہ ہوں گے۔

فائدہ: ایک دینار سونے کا وزن 4.374 گرام ہوتا ہے۔ اس حساب سے 1000 دینار کا وزن 4374 گرام سونا بنتا ہے۔ آج کی تاریخ (23، نومبر 2025ء) میں ایک گرام سونے کی مالیت 37000 روپے ہے تو 4374 گرام سونے کی مالیت سولہ کروڑ اٹھارہ لاکھ اڑتیس ہزار روپے (161838000 روپے) بنتی ہے۔

آیت نمبر 2:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۹۳)﴾ [51]

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں، تو انہوں نے پہلے جو کھایا پیا تھا، اس کا کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ آئندہ [حرام اشیاء سے] بچتے رہیں اور ایمان اور اعمالِ صالحہ کو اپنائیں اور پھر تقویٰ اور ایمان پر کاربند رہیں اور پھر متقی اور صاحبِ احسان بن کر ہی رہیں، اور اللہ تعالیٰ صاحبِ احسان لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔

---

[51] سورۃ المائدۃ:93

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے مصداق میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی شامل فرمایا۔

چنانچہ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبَسی الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ : أَخْبِرْهُمْ أَنَّ قَوْلِي فِيْ عُثْمَانَ أَحْسَنُ الْقَوْلِ إِنَّ عُثْمَانَ كَانَ مَعَ الَّذِينَ ﴿اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۹۳)﴾ [52]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو (جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نامناسب انداز میں یاد کرتے ہیں) یہ پیغام پہنچادو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں میرا نظریہ بہت عمدہ ہے۔ عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں قرآن کریم نے فرمایا کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے، نیک اعمال کرتے رہے پھر تقویٰ اختیار کیا، ایمان پر ثابت قدم رہے، تقویٰ اور احسان کو اپناتے رہے اللہ احسان کرنے والوں کو بہت محبوب رکھتا ہے۔

آیت نمبر 3:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (۱۰۱)﴾ [53]

ترجمہ: بلاشبہ جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی کا فیصلہ ہو چکا ہے، ان کو جہنم سے دور رکھا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مصداق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو قرار دیا۔

چنانچہ امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ رَحِمَهُ اللهُ وَكَانَ قَدِمَ الْبَصْرَةَ مَعَ عَلِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ وَمَعَهُ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾ أُولئِكَ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُ عُثْمَانَ. [54]

ترجمہ: محمد بن حاطب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بصرہ آئے۔ حضرت علی

[52] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص364 رقم الحدیث 9 کتاب الجمل

[53] سورۃ الانبیاء: 101

[54] انساب الاشراف للبلاذری: ج5 ص493 رقم الحدیث 1272 امر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدتے ہوئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر فرمارہے تھے (اور آپ کی زبان پر مذکورہ آیت جاری تھی، جس کا ترجمہ یہ ہے) "بلاشبہ جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی کا فیصلہ ہو چکا ہے، ان کو جہنم سے دور رکھا جائے گا"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب مراد ہیں۔

آیت نمبر 4:

﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰٮهُ ۙ اَيۡنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ‌ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ ۙ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ‌ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (٧٦)﴾ [55]

ترجمہ: اور اللہ ایک مثال دیتے ہیں کہ دو بندے ہیں ان میں سے ایک گونگا ہے جو کوئی کام نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے، وہ اسے جہاں بھی بھیجتا ہے وہ ڈھنگ کا کام کر کے نہیں آتا۔ کیا ایسا شخص اس دوسرے بندے کے برابر ہو سکتا ہے جو دوسروں کو اعتدال کی تعلیم دیتا ہو اور خود بھی سیدھی راہ پر چل رہا ہو۔

یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

امام محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی رحمہ اللہ (ت 510ھ) فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِيْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَمَوْلَاهُ كَانَ عُثْمَانُ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَكَانَ مَوْلَاهُ يَكْرَهُ الْإِسْلَامَ. [56]

ترجمہ: یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان میں اور ان کے (کافر) غلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس غلام پر خرچ کرتے تھے (اور اس کو اسلام کی دعوت بھی دیتے تھے) اور آپ کا وہ غلام اسلام قبول کرنے کو ناپسند کرتا تھا۔

آیت نمبر 5:

﴿اَمَّنۡ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيۡلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحۡذَرُ الۡاٰخِرَةَ وَيَرۡجُوۡا رَحۡمَةَ رَبِّهٖ‌ ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى

[55] سورۃ النحل:76

[56] تفسیر البغوی: ج3 ص78 تحت تفسیر سورۃ النحل، رقم الآیۃ 76

الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۹)﴾ [57]

ترجمہ: کیا (ایسا شخص جو شرک کرتا ہو اور دوسروں کو بھی راہِ خداوندی سے بھٹکاتا ہو وہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے) جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرتا ہے، کبھی سجدے اور کبھی قیام میں رہتا ہے، آخرت (کی پکڑ) سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید بھی رکھتا ہے۔ آپ ان سے فرما دیں کہ کیا جو لوگ جانتے ہیں وہ اور جو لوگ نہیں جانتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت صرف عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آیت کا مصداق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرار دیا۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَرَأَ ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ذَاكَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. وَإِنَّمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ذٰلِكَ لِكَثْرَةِ صَلَاةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَقِرَاءَتِهٖ حَتّٰى إِنَّهُ رُبَّمَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فِيْ رَكْعَةٍ. [58]

ترجمہ: حضرت یحیٰی البکاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مذکورہ آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ (تلاوت کے بعد) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت کا مصداق عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام یحیٰی البکاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس آیت کا مصداق اس لیے قرار دیا کیونکہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کے وقت کثرت سے نوافل ادا کرنے والے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے حتیٰ کہ کبھی کبھار ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

---

[57] سورۃ الزمر: 9

[58] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج4 ص96 تحت تفسیر سورۃ الزمر، رقم الآیۃ 9

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

(1): امت محمدیہ کا سب سے زیادہ باحیا انسان

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. [59]

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبی کے بعد اس امت کے سب سے زیادہ باحیا انسان عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

(2): فرشتوں کا عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنا

امام مسلم بن حجاج القشیری النیشابوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ. [60]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں) فرمایا: میں اس شخص (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) سے حیا کیوں نہ کروں جس کا فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

(3): آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت علی القتال کرنا

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

---

[59] فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم لاحمد بن حنبل: ص628 رقم الحدیث 838 باب فضائل عثمان رضی اللہ عنہ

[60] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6287

حِيۡنَ بَلَغَهٗ أَنَّ عُثۡمَانَ قَدۡ قُتِلَ: "لَا نَبۡرَحُ حَتّٰى نُنَاجِزَ الۡقَوۡمَ". فَدَعَا رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الۡبَيۡعَةِ فَكَانَتۡ بَيۡعَةُ الرِّضۡوَانِ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ. [61]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک قوم (قریش) سے عثمان کا بدلہ نہ لے لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت (علی الموت) کے لیے بلایا۔ اسی بیعت کو "بیعتِ رضوان" کہتے ہیں جو ایک (ببول کے) درخت کے نیچے ہوئی تھی۔

(4): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم حیثیت قرار دینا

امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُمَا بَيۡنَمَا نَحۡنُ فِيۡ بَيۡتِ ابۡنِ حَشَفَةَ فِيۡ نَفَرٍ مِنَ الۡمُهَاجِرِيۡنَ ، فِيۡهِمۡ : أَبُوۡ بَكۡرٍ وَعُمَرُ وَعُثۡمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلۡحَةُ وَالزُّبَيۡرُ وَعَبۡدُ الرَّحۡمٰنِ بۡنُ عَوۡفٍ وَسَعۡدُ بۡنُ أَبِيۡ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنۡهُمۡ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ : "لِيَنۡهَضۡ كُلُّ رَجُلٍ مِنۡكُمۡ إِلٰى كُفۡئِهٖ" فَنَهَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُثۡمَانَ فَاعۡتَنَقَهٗ. [62]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم مہاجرین؛ ابن حشفہ کے گھر میں تھے جن میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے برابر والے شخص کے ساتھ ہو جائے۔ (وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اٹھے اور اپنی اپنی حیثیت والے کے ساتھ ہوگئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھے اور انہیں اپنے گلے لگایا۔

---

[61] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: ج2 ص315 مبایعۃ الرسول الناس علی الحرب

[62] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص53، 54 رقم الحدیث 4592

(5): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی قرار دینا

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِ ابْنِ حَشْفَةَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ ، فِيْهِمْ : أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لِيَنْهَضْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ إِلٰى كُفْئِهِ" فَنَهَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عُثْمَانَ فَاعْتَنَقَهُ، وَقَالَ: "أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. [63]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم مہاجرین ابن حشفہ کے گھر میں تھے۔ جس میں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے برابر والے شخص کے ساتھ ہو جائے۔ (وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اٹھے اور اپنی اپنی حیثیت والے کے ساتھ ہوگئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھے، انہیں گلے لگایا اور فرمایا: اے عثمان! آپ دنیا و آخرت میں میرے دوست ہیں۔

(6): بناتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح بذریعہ وحیِ الٰہی

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَقَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرِ ابْنَتِهِ الثَّانِيَةِ الَّتِي كَانَتْ عِنْدَ عُثْمَانَ. فَقَالَ: ... لَوْ كُنَّ عَشْرًا لَزَوَّجْتُهُنَّ عُثْمَانَ وَمَا زَوَّجْتُهُ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ. [64]

---

[63] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص53، 54 رقم الحدیث 4592

[64] المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص384، 385 رقم الحدیث 18495

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی (ایک طویل حدیث میں) ہے کہ اللہ کے رسول اپنی دوسری صاحبزادی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، کی قبر کے قریب کھڑے ہوئے اور فرمایا: ...... اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کراتا۔ میں نے عثمان کا نکاح (اپنی صاحبزادیوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے ساتھ) وحی سماوی (حکم خداوندی) کے مطابق کیا ہے۔

(7): چالیس بیٹیاں ہوتیں تو بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح:

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَوْ كَانَ عِنْدِيْ أَرْبَعُوْنَ بِنْتًا لَزَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ، حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ.[65]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان کی شادی عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کردیتا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔

(8): آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیش گوئی کرنا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ: "اثْبُتْ أُحُدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ".[66]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ (اسی دوران

[65] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ج 3 ص 11 الفصل السادس فی خصائصہ

[66] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3675

زلزلہ آیا جس سے) احد پہاڑ لرزنے لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہاڑ پر اپنا پاؤں مبارک مارا اور) فرمایا: احد ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

(9): بارگاہِ نبوی سے جنت کی بشارت

امام مسلم بن حجاج القُشَیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِيْنَةِ ... اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ: فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: افْتَحْ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تَكُوْنُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، قَالَ فَفَتَحْتُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ. [67]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ (اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم باری باری حاضر ہو رہے تھے۔ اسی دوران) ایک شخص نے دروازہ کھولنے کی درخواست کی (اور اندر آنے کی اجازت چاہی)۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پہلے ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، پھر سیدھے ہو کر) بیٹھ گئے اور فرمایا: ان کے لیے دروازہ کھول دو اور پیش آنے والی آزمائش پر انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ (اس آزمائش سے مراد وہ سانحہ تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخر میں پیش آیا) میں گیا (اور دیکھا) تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی بشارت دی۔

(10): عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ فِي

---

[67] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6212

الْجَنَّةِ وَرَفِيْقِيْ فِيْهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ.[68]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق (دوست) ہو گا اور جنت میں میرا رفیق عثمان بن عفان ہو گا۔

(11): عثمان رضی اللہ عنہ کا ستر ہزار افراد کی شفاعت کرنا

امام ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ الدیلمی الھمذانی رحمہ اللہ (ت509ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَاللهِ لَيَشْفَعَنَّ عُثْمَانُ فِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِيْ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ مِمَّنْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ حَتّٰى يُدْخِلَهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ.[69]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم بخدا! (قیامت کے دن) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میری امت کے ستر ہزار مرتکبینِ کبیرہ لوگوں کی شفاعت کریں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی یہاں تک کہ اللہ ان گنہگاروں کو جنت میں داخل فرما دیں گے۔

(12): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتماد

امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی رحمہ اللہ (ت327ھ) روایت فرماتے ہیں:

فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لِابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَنَحْنُ هَاهُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ مَكَثَ كَذَا وَكَذَا سَنَةً مَا طَافَ حَتّٰى أَطُوفَ.[70]

ترجمہ: (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جانے لگے تو) بعض لوگوں نے یہ بات کہہ دی کہ عثمان کی قسمت اچھی ہے وہ مکہ جا کر بیت اللہ کا طواف کریں گے مگر ہم حدیبیہ میں ہیں (ہمیں کفار اجازت دیں یا نہ دیں۔ یہ بات

---

[68] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 109

[69] الفردوس بماثور الخطاب: ج4 ص360 رقم الحدیث 7034

[70] تفسیر ابن ابی حاتم الرازی: ج7 ص444 تحت قولہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین الآیۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر عثمان کو کئی سال تک بھی وہاں رکنا پڑا وہ اس وقت تک طواف نہیں کریں گے جب تک میں طواف نہ کرلوں۔

(13): عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہت:

امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد بن اسحاق الاصبہانی رحمہ اللہ (ت 470ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّا نُشَبِّهُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِأَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [71]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کو اپنے والد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے مشابہ سمجھتے ہیں۔

(14): عثمان رضی اللہ عنہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت:

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا زَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُوْمٍ قَالَ لَهَا: إِنَّ بَعْلَكِ أَشْبَهُ النَّاسِ بِجَدِّكِ إِبْرَاهِيْمَ وَأَبِيْكِ مُحَمَّدٍ. [72]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کیا تو ان سے فرمایا کہ بیٹی! آپ کے شوہر آپ کے دادا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور آپ کے والد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

(15): عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا عند اللہ مبغوض

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ

---

[71] المستخرج من کتب الناس: ج1 ص150 تحت ذکر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[72] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص120 الخلیفۃ الثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ. فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلَ هٰذَا؟ قَالَ: إِنَّهٗ كَانَ يَبْغَضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللهُ.[73]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک میت لائی گئی تاکہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ازراہِ تعجب) پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ (پھر اس شخص کی نماز جنازہ کیوں چھوڑ دی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص عثمان سے دلی نفرت رکھتا تھا، اس لیے یہ شخص اللہ کا بھی مبغوض ٹھہرا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[73] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3709

عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے اوصافِ جمیلہ اور صلاحیتوں کی وجہ سے امتیازی مقام حاصل رہا۔ ریاستی امور کے حل اور تعمیر و ترقی کے لیے آپ کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے رکن رکین تھے۔

روم کی طرف پیش قدمی کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ارتداد کے فتنے کو کچل دیا تو ملک روم کی طرف پیش قدمی کا ارادہ فرمایا۔ اس سلسلے میں اصحاب رائے سے مشورہ لیا۔ ہر شخص نے اپنی اپنی رائے کا اظہار فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی رائے پیش کی۔

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ "ابن عساکر" رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّيْ أَرٰى أَنَّكَ نَاصِحٌ لِأَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ، شَفِيْقٌ عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رَأَيْتَ رَأْيًا تَرَاهُ لِعَامَتِهِمْ صَلَاحًا فَاعْزِمْ عَلٰى إِمْضَائِهٖ فَإِنَّكَ غَيْرُ ظَنِيْنٍ، فَقَالَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ وَمَنْ حَضَرَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ: صَدَقَ عُثْمَانُ، مَا رَأَيْتَ مِنْ رَأْيٍ فَأَمْضِهٖ، فَإِنَّا لَا نُخَالِفُكَ وَلَا نَتَّهِمُكَ. [74]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (مشورہ دیتے ہوئے) فرمایا: میں اس بات کو بخوبی سمجھتا ہوں کہ آپ اس امت کے خیر خواہ اور مشفق ہیں، لہٰذا آپ کسی بات کو مسلمانوں کے لیے مفید سمجھیں تو اس کو کر گزریے! اس حوالے سے آپ پر کوئی بدگمانی نہیں کی جاسکتی۔ اس پر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت ابو عبیدہ، حضرت سعید بن زید اور اس مجلس میں موجود تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم نے بیک زبان کہا: حضرت عثمان نے سچ فرمایا ہے۔ جو آپ کو مناسب نظر آئے وہ کر لیں۔ ہم آپ کی مخالفت کریں گے نہ آپ کے بارے میں کوئی برا گمان رکھیں گے۔

---

[74] تاریخ دمشق لابن عساکر: ج 2 ص 64 باب ذکر اہتمام ابی بکر الصدیق بفتح الشام

قحط سالی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت:

امام ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرّی البغدادی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَحَطَ الْمَطَرُ عَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوا: السَّمَاءُ لَمْ تُمْطِرْ وَالْأَرْضُ لَمْ تُنْبِتْ وَالنَّاسُ فِيْ شِدَّةٍ شَدِيْدَةٍ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: انْصَرِفُوْا وَاصْبِرُوْا فَإِنَّكُمْ لَا تُمْسُوْنَ حَتّٰى يُفَرِّجَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْكُمْ فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا قَلِيْلًا أَنْ جَاءَ أُجَرَاءُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الشَّامِ فَجَاءَتْهُ مِائَةُ رَاحِلَةٍ بُرًّا أَوْ قَالَ: طَعَامًا فَاجْتَمَعَ النَّاسُ إِلٰى بَابِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَرَعُوْا عَلَيْهِ الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ مَلَإٍ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ: مَا تَشَاءُوْنَ؟ قَالُوا: الزَّمَانُ قَدْ قَحَطَ السَّمَاءُ لَا تُمْطِرُ وَالْأَرْضُ لَا تُنْبِتُ وَالنَّاسُ فِيْ شِدَّةٍ شَدِيدَةٍ وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ عِنْدَكَ طَعَامًا فَبِعْنَاهُ حَتّٰى تُوَسَّعَ عَلٰى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ عُثْمَانُ: حُبًّا وَكَرَامَةً ادْخُلُوْا فَاشْتَرُوا فَدَخَلَ التُّجَّارُ فَإِذَا الطَّعَامُ مَوْضُوْعٌ فِيْ دَارِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا مَعَاشِرَ التُّجَّارِ! تُرْبِحُوْنِيْ عَلٰى شِرَائِيْ مِنَ الشَّامِ؟ قَالُوْا: لِلْعَشَرَةِ اثْنَا عَشَرَ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَدْ زَادُوْنِيْ، قَالُوْا: لِلْعَشَرَةِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ فَقَالَ عُثْمَانُ: قَدْ زَادُوْنِي، قَالُوْا: لِلْعَشَرَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ عُثْمَانُ: قَدْ زَادُوْنِيْ، قَالَ التُّجَّارُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! مَا بَقِيَ فِي الْمَدِيْنَةِ تُجَّارٌ غَيْرُنَا فَمَنْ ذَا الَّذِيْ زَادَكَ؟ فَقَالَ: زَادَنِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشْرَةً، أَعِنْدَكُمْ زِيَادَةٌ؟ فَقَالُوْا: اللّٰهُمَّ لَا، قَالَ: فَإِنِّيْ أُشْهِدُ اللهَ أَنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ هٰذَا الطَّعَامَ صَدَقَةً عَلٰى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ. [75]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ لوگ اکٹھے ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: بارش نہیں ہوئی، فصلیں نہیں اگیں اور لوگ سخت پریشانی کا شکار ہیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

---

[75] الشریعۃ لآجُرّی: ص547 رقم الحدیث: 1544 باب ذکر اکرام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان رضی اللہ عنہ

ان سے فرمایا کہ آپ لوگ تشریف لے جائیں! صبر سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ شام تک آپ کی اس پریشانی کو دور فرما دیں گے۔ تھوڑی دیر گزری کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ملازمین کا قافلہ 100 اونٹوں پر غلہ لادے ہوئے شام سے مدینہ پہنچ گیا۔ یہ خبر ملتے ہی (تاجر) لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کے مجمع میں تشریف لائے اور فرمایا: آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کہ آپ جانتے ہیں ان دنوں قحط آچکا ہے، بارشیں نہیں ہوئیں، فصلیں نہیں اُگیں اور لوگ سخت پریشانی کا شکار ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس غلہ آیا ہے، آپ یہ ہمیں فروخت کر دیں تاکہ اسے فقراء و مساکین تک پہنچایا جاسکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت خوب! اندر تشریف لائیں (ریٹ سمجھ آئے تو) خرید لیں۔ تاجر لوگ آپ کے گھر تشریف لائے، دیکھا کہ گندم موجود ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تاجروں سے فرمایا: آپ لوگ شام سے میری قیمت خرید پر کتنا منافع دیں گے؟ انہوں نے کہا: دس کا بارہ دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا: دس کا چودہ دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا: دس کا پندرہ لے لیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس سے بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا کہ اے ابو عمرو! مدینہ میں ہمارے علاوہ کوئی تاجر تو ہے نہیں پھر کون ایسا ہے جو آپ کو ہم سے زیادہ دے رہا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے زیادہ دے رہے ہیں۔ ایک درہم کا دس دراہم دے رہے ہیں۔ کیا آپ اس سے زیادہ دے سکتے ہیں؟ تاجروں نے کہا کہ اللہ آپ کا بھلا کرے، اتنا زیادہ ہم نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد حضرت عثمان نے فرمایا: میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس سارے غلے کو غریب و فقیر مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں۔

والیِ بحرین کے تقرر کے سلسلے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے:

امام ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ "ابن عساکر" رحمہ اللہ (ت 571ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَشَاوَرَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَصْحَابَهُ فِيْمَنْ يُبْعَثُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: ابْعَثْ رَجُلًا قَدْ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَدِمَ عَلَيْهِ بِإِسْلَامِهِمْ وَطَاعَتِهِمْ وَقَدْ عَرَفُوْهُ وَعَرَفَهُمْ وَعَرَفَ بِلَادَهُمْ يَعْنِي: الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ .... وَأَجْمَعَ أَبُوْ بَكْرٍ بِعْثَةَ الْعَلَاءِ بْنِ

الْحَضْرَمِيِّ إِلَى الْبَحْرَيْنِ. [76]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اصحاب رائے سے مشورہ لیا کہ بحرین کا والی کسے بنایا جائے؟ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اس شخص کو بحرین کا والی مقرر کریں جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں کے پاس بھیجا تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بحرین والوں کے مسلمان ہونے اور ان کے اطاعت گزار ہونے کا پیغام لے کر حاضر ہوئے تھے۔ وہاں کے لوگ اِن کو جانتے ہیں اور یہ وہاں کے لوگوں کو اور اُن کے ملک کو جانتے ہیں۔ یعنی حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا جائے۔ بالآخر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کا والی مقرر کر دیا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدینہ میں نائب:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي وَجْزَةَ يَزِيْدَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ حَجَّ فِي سَنَةِ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ، وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ. [77]

ترجمہ: حضرت ابو وجزہ یزید بن عبید اپنے والد (حضرت عبید) سے روایت کرتے ہیں کہ سن 12 ہجری میں جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ کا قائم مقام حاکم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بنا کر گئے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتماد:

امام ابو الحسن عز الدین ابن الاثیر علی بن ابی الکرم محمد بن محمد رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَحْضَرَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَالِيًا لِيَكْتُبَ عَهْدَ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ: بِسْمِ اللهِ

[76] تاریخ دمشق لابن عساکر: ج6 ص136 ترجمۃ ابان بن سعید اَبِیْ اُحَیْحَۃَ

[77] تاریخ الطبری: ج3 ص386 حوادث متفرقۃ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، هٰذَا مَا عَهِدَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ ، أَمَّا بَعْدُ!" ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ عُثْمَانُ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّيْ قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَلَمْ آلُكُمْ خَيْرًا، ثُمَّ أَفَاقَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: اقْرَأْ عَلَيَّ، فَقَرَأَ عَلَيْهِ، فَكَبَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ: أَرَاكَ خِفْتَ أَنْ يَخْتَلِفَ النَّاسُ إِنْ مُتُّ فِيْ غَشْيَتِيْ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ.[78]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (کا مرض شدید ہوا تو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے لیے آپ) نے علیحدگی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ استخلاف عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ لکھوائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس بارے میں میرا فیصلہ لکھو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ فیصلہ ابو بکر بن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کے نام ہے۔ امابعد!"

(اتنی بات لکھوا پائے کہ) آپ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے امابعد کے بعد یہ عبارت لکھی: "میں آپ لوگوں پر اپنا جانشین عمر بن خطاب کو مقرر کرتا ہوں اور میں نے آپ لوگوں کے لیے بھلائی و خیر خواہی کے معاملے میں کوتاہی نہیں کرتا۔"

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہوشی سے کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا کہ ہاں! (جو لکھا ہے وہ) مجھے سناؤ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ عبارت سنائی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: اللہ اکبر۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ اگر میں بے ہوشی میں ہی وفات پا جاتا تو لوگ اختلاف وافتراق کا شکار ہو جاتے (تبھی آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں ایسے ہی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور اھلِ اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

---

[78] الکامل فی التاریخ: ج2 ص425 ذکر استخلافہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

عہدِ فاروقی رضی اللہ عنہ میں

اسلامی تقویم کے آغاز کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تجویز:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فِيْ سَنَةِ سِتَّ عَشَرَةَ وَقِيْلَ: سَنَةِ سَبْعَ عَشَرَةَ أَوْ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ فِي الدَّوْلَةِ الْعُمَرِيَّةِ عَلٰى جَعْلِ ابْتِدَاءِ التَّأْرِيْخِ الْإِسْلَامِيِّ مِنْ سَنَةِ الْهِجْرَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رُفِعَ إِلَيْهِ صَكٌّ أَيْ حُجَّةٌ لِرَجُلٍ عَلٰى آخَرَ وَفِيْهِ أَنَّهٗ يَحِلُّ عَلَيْهِ فِيْ شَعْبَانَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَيُّ شَعْبَانَ؟ أَشَعْبَانُ هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي نَحْنُ فِيْهَا أَوِ السَّنَةِ الْمَاضِيَةِ أَوِ الْآتِيَةِ؟ ثُمَّ جَمَعَ الصَّحَابَةَ فَاسْتَشَارَهُمْ فِيْ وَضْعِ تَأْرِيْخٍ. [79]

ترجمہ: خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سن 16، سن 17 یا سن 18 ہجری (علی اختلاف الاقوال) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اسلامی تاریخ کی ابتداء سن ہجرت سے کی جائے۔ اس کی وجہ یہ بنی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دستاویز پیش کی گئی جو ایک شخص کی دوسرے شخص؛ مقروض کے خلاف تھی جس میں مذکور تھا کہ (قرض کی) یہ رقم شعبان میں واجب الاداء ہو گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ کون سا شعبان؟ موجودہ سال کا؟ سال گزشتہ یا آئندہ سال کا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے تاریخ مقرر کرنے کے بارے میں مشاورت فرمائی۔

اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چند آراء درج ذیل تھیں:

1. سن ولادت نبوی
2. سن بعثت نبوی
3. سن ہجرت نبوی
4. سن وفات نبوی

[79] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص220 وقائع السنۃ الاولی من الھجرۃ

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

وَأَشَارَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَآخَرُوْنَ أَنْ يُؤَرَّخَ مِنْ هِجْرَتِهِ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ لِظُهُوْرِهِ لِكُلِّ أَحَدٍ فَإِنَّهُ أَظْهَرُ مِنَ الْمَوْلِدِ وَالْمَبْعَثِ. فَاسْتَحْسَنَ ذٰلِكَ عُمَرُ وَالصَّحَابَةُ. فَأَمَرَ عُمَرُ أَنْ يُؤَرَّخَ مِنْ هِجْرَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [80]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا کہ تاریخ کی ابتداء ہجرت والے سال سے شروع کی جائے۔ کیونکہ ہجرت کا واقعہ سب کے سامنے ظاہر ہے۔ مزید یہ کہ ولادت، بعثت اور وفات کی بنسبت ہجرت زیادہ مشہور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس رائے کو سراہا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم جاری کیا کہ تاریخ اسلامی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ ہجرت سے شروع کیا جائے۔

اس کے بعد سال کا آغاز کس مہینے سے کیا جائے؟ اس میں بھی درج ذیل آراء سامنے آئیں:

1. محرم
2. ربیع الاول
3. رجب
4. رمضان

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

فَقَالَ عُثْمَانُ: أَرِّخُوا الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرٌ حَرَامٌ وَهُوَ أَوَّلُ السَّنَةِ وَمُنْصَرَفُ النَّاسِ مِنَ الْحَجِّ. قَالَ: وَكَانَ ذٰلِكَ سَنَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَقِيْلَ: سَنَةَ سِتَّ عَشْرَةَ فِيْ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ. [81]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرم سے تاریخ کی ابتداء کی جائے کیونکہ محرم ان مہینوں میں سے

[80] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص80 فتح قرقیسیاء وھیت فی ھذہ السنۃ

[81] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص169 باب التاریخ من این ارّخوا التاریخ؟

ایک ہے جو قابل احترام ہیں۔ اور (عرب دستور کے مطابق) سال کا ابتدائی مہینہ ہے۔ اس مہینے میں لوگ حج سے (واپس اپنے گھروں کو) لوٹ چکے ہوتے ہیں۔ یہ 17 یا 16 ہجری کی بات ہے (جب یہ مشورہ ہو رہا تھا تو اس وقت) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

فائدہ: یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ہجرت ربیع الاول میں فرمائی لیکن اس کا ارادہ محرم سے فرمالیا تھا۔ گویا ہجرت کا منصوبہ محرم میں تشکیل پایا گیا۔

بیت المال کی ریکارڈ بندی سے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تجویز:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داوٗد البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ بْنِ نَقِيْذٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اسْتَشَارَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ تَدْوِيْنِ الدِّيْوَانِ .... وَقَالَ عُثْمَانُ: أَرٰى مَالًا كَثِيْرًا يَسَعُ النَّاسَ وَ إِنْ لَمْ يُحْصَوْا حَتّٰى يُعْرَفَ مَنْ أَخَذَ مِمَّنْ لَمْ يَأْخُذْ حَسِبْتُ أَنْ يَنْتَشِرَ الْأَمْرُ. [82]

ترجمہ: حضرت جُبَیر بن الحویرث بن نقید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے بیت المال کی ریکارڈ بندی کے متعلق مشورہ لیا۔ (اس موقع پر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے یہ پیش کی کہ مجھے (آنے والے وقت میں یوں) نظر آرہا ہے کہ مال بہت آئے گا جو لوگوں کے لیے کافی وافی ہوگا۔ (ابھی سے یہ ترتیب بنانی ضروری ہے کہ ریکارڈ جمع کیا جائے اور) اگر لوگوں کا ریکارڈ نہ رکھا گیا کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں لیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ آنے والے وقت میں یہ معاملہ انتشار کا شکار ہوگا (یعنی مشکل پیش آئے گی۔)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ لینے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: مَكَثَ عُمَرُ زَمَانًا لَا يَأْكُلُ مِنَ الْمَالِ شَيْئًا حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ خَصَاصَةٌ، وَأَرْسَلَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[82] فتوح البلدان للبلاذری: ص 267 العطاء فی خلافۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

فَاسْتَشَارَهُمْ فَقَالَ: قَدْ شَغَلْتُ نَفْسِيْ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ مِنْهُ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: كُلْ وَأَطْعِمْ. [83]

ترجمہ: حضرت ایوب بن ابی امامہ بن سہل بن حُنیف رحمہ اللہ اپنے والد حضرت ابوامامہ بن سہل بن حُنیف رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (منصب خلافت سنبھالنے کے بعد) کافی عرصہ تک بیت المال سے کچھ نہیں لیتے تھے۔ (ریاستی امور میں مشغولیت کے باعث کاروبار وغیرہ کر کے کمانا مشکل تھا) اس لیے نوبت تنگ دستی تک آ پہنچی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پیغام بھیجا(کہ ایک اہم معاملے میں مشورہ کرنا ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو) آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ لیا کہ میں امور ریاست میں مشغول ہوں، کیا بیت المال سے میرے لیے بقدر ضرورت مال لینے گنجائش ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھایئے اور کھلایئے!

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دینی امور میں اپنی خدمات کو جاری رکھنے کے لیے اجرت بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت بوجہ حبس الوقت بصورت حق الخدمت لی جاسکتی ہے۔

امہات المومنین کی حفاظت پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تقرر:

امام ابوالفرج جمال الدین عبدالرحمٰن بن الجوزی رحمہ اللہ (ت597ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ وَأَبِيْ حَارِثَةَ وَالرَّبِيْعِ بِأَسْنَادِهِمْ قَالُوْا: حَجَّ عُمَرُ بِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَعَهُنَّ أَوْلِيَاؤُهُنَّ [مِمَّنْ] لَا تَحْتَجِبْنَ مِنْهُ، وَجَعَلَ فِيْ مُقَدَّمِ قِطَارِهِنَّ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَفِيْ مُؤَخِّرِهٖ: عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ. [84]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان، ابو حارثہ اور ربیع رحمہم اللہ سے بسند مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنی خلافت کے آخری سال سن 23ھ میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا۔ ازواج

---

[83] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص233 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

[84] المنتظم فی تاریخ الامم والملوک لابن جوزی: ج4 ص327 تحت فتح اصطخر

مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ان کے وہ محرم لوگ بھی موجود تھے جن سے ان کے پردے کا مسئلہ نہیں تھا۔(ازواج مطہرات اونٹوں پر سوار تھیں اور اس) قطار کے آگے آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اور آخر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدٍ وَطَلْحَةَ وَزِيَادٍ ......: وَكَانُوا إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَسْأَلُوهُ عَنْ شَيْءٍ رَمَوْهُ بِعُثْمَانَ أَوْ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. [85]

ترجمہ: حضرت امام محمد، طلحہ اور زیاد رحمہم اللہ سے بسند مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی بات پوچھنا چاہتے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یا پھر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو درمیان میں واسطہ بناتے۔

استخلاف عثمان رضی اللہ عنہ کا اشارہ:

[1]: امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ عُثْمَانُ يُدْعٰى فِيْ إِمَارَةِ عُمَرَ "رَدِيْفًا" قَالُوْا: وَالرَّدِيْفُ بِلِسَانِ الْعَرَبِ الرَّجُلُ الَّذِيْ بَعْدَ الرَّجُلِ، وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ ذٰلِكَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ يَرْجُوْنَهُ بَعْدَ رَئِيْسِهِمْ. [86]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں "ردیف" کہا جاتا تھا۔ عربی زبان میں "ردیف" اس شخص کو کہتے ہیں جو شہسوار کے پیچھے بیٹھنے والا ہو۔ اہل عرب ردیف اس شخص کو کہتے ہیں جس کے بارے میں یہ امید ہو کہ اس سردار کے بعد یہ سردار ہو گا۔

[2]: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[85] تاریخ الطبری: ج3 ص480 ذکر ابتداء امر القادسیۃ

[86] تاریخ الطبری: ج3 ص480 ذکر ابتداء امر القادسیۃ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَمَرَ بِالشُّوْرٰى، دَخَلَتْ عَلَيْهِ حَفْصَةُ ابْنَتُهُ، فَقَالَتْ: يَا أَبَتِ! إِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ الَّذِيْنَ جَعَلْتَهُمْ فِي الشُّوْرٰى لَيْسَ هُمْ بِرَضًى، فَقَالَ: أَسْنِدُوْنِيْ،فَأَسْنَدُوْهُ، وَهُوَ لِمَا بِهِ، فَقَالَ: مَا عَسٰى أَنْ يَقُوْلُوْا فِيْ عُثْمَانَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "يَوْمَ يَمُوْتُ عُثْمَانُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ"، قُلْتُ: لِعُثْمَانَ خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: "بَلْ لِعُثْمَانَ خَاصَّةً". [87]

ترجمہ: حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور انہوں نے (امر خلافت کے بارے میں) شوریٰ کو حکم دیا۔ اسی دوران آپ کی صاحبزادی (ام المومنین زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں تشریف لائیں اور عرض کی: ابو جان! بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں کو آپ نے شوریٰ کے لیے منتخب فرمایا ہے وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (شدت تکلیف کی وجہ سے) فرمایا کہ مجھے سہارا دیں۔ وہاں پر موجود لوگوں نے آپ کو سہارا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت سخت تکلیف کی حالت میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید لوگ ایسی باتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کر رہے ہوں گے حالانکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس دن عثمان کی شہادت ہو گی اس دن آسمان کے فرشتے ان کے لیے دعائے رحمت کریں گے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا یہ صرف عثمان کے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ہے۔

استخلافِ عثمان رضی اللہ عنہ کے عملی مراحل:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں جبکہ آپ جان لیوا گہرے زخموں سے چُور چُور تھے، اپنے بعد امر خلافت کے معاملے کو انتہائی اہمیت کا حامل سمجھا۔ اس کے لیے درجہ بدرجہ درج ذیل تدابیر اختیار

[87] المعجم الاوسط للطبرانی: ج2 ص249 رقم الحدیث 3172

کرنے کا حکم دیا:

[1]: آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے لیے چھ افراد کے نام تجویز فرمائے:

حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم

[2]: ان چھ افراد کو حکم دیا کہ خلیفہ کے انتخاب کے لیے آپس میں مشورہ کریں۔ اپنے ساتھ صرف بطور مشیر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو شامل کرلیں۔

[3]: یہ چھ افراد تین دن کے اندر فیصلہ کریں، تین دن سے زیادہ تاخیر نہ کریں۔

[4]: مدت انتخاب کے دوران حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کریں۔

[5]: حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود الکِندی رضی اللہ عنہ کو انتخابی عمل کی کارروائی کا نگران مقرر فرمایا۔

[6]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ حکم دیا کہ جب افراد شوریٰ کسی کے خلیفہ ہونے پر اتفاق کرلیں تو جو اِن کی مخالفت کرے اس کی گردن اڑادی جائے۔

[7]: یہ حکم دیا کہ اگر مذکورہ چھ افراد میں سے تین ایک شخص کے بارے میں رائے دیں اور باقی تین دوسرے شخص کے بارے میں رائے دیں تو ایسی صورت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ثالث تسلیم کرلیں۔ اگر ان کے فیصلہ کو سب مان لیں تو فبہا ورنہ جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں اسی کی رائے کے مطابق خلیفہ نامزد کیا جائے۔

[8]: یہ حکم دیا کہ برابری کی صورت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بات تسلیم کرو۔

فائدہ: شق نمبر 7 اور 8 میں بہ ظاہر تعارض ہے۔ اس میں تطبیق یہ ہے کہ ان چھ افراد میں سے اگر تین ایک طرف اور تین دوسری طرف ہو جائیں تو چونکہ اب تقابل برابر ہو چکا ہے اس لیے اب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فیصل بنا دیا جائے۔ جس فریق کے حق میں وہ فیصلہ دیں اسی کے مطابق خلیفہ نامزد کر دیا جائے۔ اور اگر لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو تسلیم نہ کریں تو اب فیصلہ کا مدار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی

اللہ عنہ کو بنایا جائے کہ جس گروہ میں وہ ہوں اسی کی رائے کے مطابق خلیفہ نامزد کر لیا جائے۔

اس حوالے سے ائمہ محدثین ومؤرخین کی چند عبارات ملاحظہ ہوں:

(1): امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [88]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خلافت کا ان حضرات سے زیادہ کسی کو حق دار نہیں سمجھتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک راضی تھے۔ پھر آپ نے عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن العوّام اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لیے۔

(2): امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهٗ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ. [89]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شریک ہو جائیں لیکن امر خلافت کے مستحق نہیں ہوں گے۔

(3): امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَا تَتْرُكْهُمْ يَمْضِي الْيَوْمُ الثَّالِثُ حَتّٰى يُؤَمِّرُوْا أَحَدَهُمْ. [90]

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا) آپ ان لوگوں کو ایسی حالت میں نہ چھوڑیں کہ تین دن گزر جائیں اور انہوں نے اپنے میں سے کسی کو امیر نہ بنایا ہو۔

(4): امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[88] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3700

[89] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3700

[90] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص277، 278 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

لِيُصَلِّ لَكُمْ صُهَيْبٌ ثَلَاثًا. [91]

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ) آپ کو تین دن تک نماز حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے۔

فائدہ: شوریٰ کے مذکورہ چھ افراد میں سے کسی کو امامت نہیں سونپی کہ کہیں اسے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اسے اَمرِ خلافت کی نامزدگی نہ تصور کر لیا جائے۔

(5): امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيّ: "يَا أَبَا طَلْحَةَ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ طَالَمَا أَعَزَّ الْإِسْلَامَ بِكُمْ، فَاخْتَرْ مِنْهُمْ"، وَقَالَ لِلْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ: "إِذَا وَضَعْتُمُونِي فِي حُفْرَتِي فَاجْمَعْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ فِي بَيْتٍ حَتّٰى يَخْتَارُوا رَجُلًا مِنْهُمْ." [92]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوطلحہ !اللہ رب العزت نے آپ لوگوں کے ذریعے اسلام کو عزت بخشی ہے اس لیے آپ ان پر نگران رہیں۔ اور حضرت مقداد بن اسود الکندی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب آپ لوگ مجھے قبر میں اتار دو تو ان لوگوں کو کسی گھر کے اندر جمع کیے رکھنا یہاں تک کہ وہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں۔

(6): امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

وَتَشَاوَرُوا فِي أَمْرِكُمْ وَالْأَمْرُ إِلٰى هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ فَمَنْ بَعَلَ أَمْرَكُمْ فَاضْرِبُوا عُنُقَهٗ يَعْنِي مَنْ خَالَفَكُمْ. [93]

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) مشورہ کرو لیکن یہ یاد رہے کہ امر خلافت انہی چھ حضرات کے درمیان ہی رہے گا۔ جو شخص (خلیفہ منتخب ہونے کے اتفاقی موقف کا) انکار کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔

---

[91] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص262 ذکر استخلاف عمر رضی اللہ عنہ

[92] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج3 ص925 مقتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[93] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص45 ذکر شوریٰ وما کان من امرھم

فائدہ: "مَنْ بَعَلَ أَمْرَكُمْ "کا معنیٰ ہے "مَنْ خَالَفَكُمْ "(یعنی جو تمہاری مخالفت کرے)

(7): امام ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَإِنْ رَضِيَ ثَلَاثَةٌ رَجُلًا مِنْهُمْ وَثَلَاثَةٌ رَجُلًا مِنْهُمْ فَحَكِّمُوْا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَأَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ حَكَمَ لَهُ فَلْيَخْتَارُوا رَجُلًا مِنْهُمْ فَإِنْ لَمْ يَرْضَوْا بِحُكْمِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فَكُوْنُوْا مَعَ الَّذِيْنَ فِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ. [94]

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) مذکورہ چھ افراد میں سے تین ایک شخص کے بارے میں رائے دیں اور باقی تین دوسرے شخص کے بارے میں رائے دیں تو ایسی صورت میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ثالث تسلیم کر لیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (دو فریقوں میں سے) جس فریق کے حق میں فیصلہ دیں ان میں سے ایک کو (خلیفہ) منتخب کر لیا جائے۔ اگر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فیصلے پر اتفاق نہ ہو تو جس فریق میں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں، اس فریق کے ساتھ ہو جائیں۔

(8): امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَإِنِ اجْتَمَعَ رَأْيُ ثَلَاثَةٍ وَثَلَاثَةٍ فَاتَّبِعُوْا صِنْفَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا. [95]

ترجمہ: (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) چھ افراد میں سے تین ایک شخص کے بارے میں رائے دیں اور باقی تین دوسرے شخص کے بارے میں رائے دیں تو ایسی صورت میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنا۔ ان کی بات سننا اور اس پر عمل کرنا۔

استخلافِ عثمان رضی اللہ عنہ میں عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا دانشمندانہ کردار:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین سے لوگ فارغ ہوئے تو ممبرانِ شوریٰ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا (علیٰ اختلاف القولین) کے گھر میں جمع ہوئے۔ اس دوران

[94] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج3 ص925 مقتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

[95] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص45 ذکر الشوریٰ وما کان من امرھم

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چند امور سر انجام دیے:

(1): حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مجوزہ امیدواروں کی تعداد چھ سے تین تک لے آئے۔

(2): حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ جو بھی امر خلافت سے اپنی براءت ظاہر کرے گا ہم خلافت اسی کو دے دیں گے اور اللہ اس کا نگہبان ہو گا۔

(3): حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دونوں حضرات کی اجازت سے خلیفہ نامزد کرنے کی ذمہ داری خود لے لی۔

(4): حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دونوں کو اعتماد میں لیا۔

(5): حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حضرات سے متعلق خود بھی غور وخوض کیا اور اہلِ مدینہ سے مشورہ بھی کیا۔

(6): حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت کی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی۔ اس کے بعد تمام اہلِ مدینہ نے کی۔

اس حوالے سے محدثین ومؤرخین کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

[1]: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: اجْعَلُوْا أَمْرَكُمْ إِلٰى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَلِيٍّ، فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. [96]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (امورِ مشاورت کو احسن طریقے سے نمٹانے کے لیے اولاً) یہ رائے پیش کی کہ آپ لوگ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین لوگوں کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ

➢ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے

---

[96] صحیح البخاری: رقم الحدیث3700

حوالے کرتا ہوں۔

- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتا ہوں۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنا معاملہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتا ہوں۔

[2]: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِيْ نَفْسِهٖ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ. [97]

ترجمہ: (حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا) آپ دونوں میں سے جو بھی امر خلافت سے اپنی براءت ظاہر کرے گا ہم خلافت اسی کو دے دیں گے اور اللہ اس کا نگہبان ہو گا۔ مزید یہ کہ اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر ہو گی۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے؟ اس پر شیخین (دونوں بزرگ) خاموش ہو گئے۔

[3]: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

أَفَتَجْعَلُوْنَهُ إِلَيَّ وَاللهُ عَلَيَّ أَنْ لَا اٰلُوْ عَنْ أَفْضَلِكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ. [98]

ترجمہ: کیا آپ لوگ انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں؟ اللہ گواہ ہے کہ میں آپ میں سے جو افضل ہو گا اسے منتخب کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا۔ ان دونوں حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

[4]: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي

---

[97] صحیح البخاری: رقم الحدیث3700

[98] صحیح البخاری: رقم الحدیث3700

الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ. [99]

ترجمہ: پھر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں سے ایک (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور ان سے فرمایا کہ آپ کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ داری ہے اور آپ کو ابتداء میں اسلام قبول کرنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ آپ کو خود بھی یہ بات بخوبی معلوم ہے اللہ آپ کا نگہبان ہے۔ اگر میں آپ کے بارے میں خلیفہ ہونے کا فیصلہ کروں تو کیا آپ عدل سے کام لیں گے اور اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ ان کے احکام مانیں گے اور اطاعت کریں گے ؟اس کے بعد دوسرے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو الگ لے گئے اور ان سے بھی یہی بات فرمائی۔

[5]: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

يَا عَلِيُّ! إِنِّي قَدْ نَظَرتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفسِكَ سَبِيْلًا. [100]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی! میں نے لوگوں (یعنی اہلِ مدینہ سے مشاورت کے بعد ان) کی آراء میں غور وخوض کیا ہے (میری اور ان کی دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ) وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ اس لیے آپ کے دل میں اس بارے میں کوئی بات نہیں آنی چاہیے۔

امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: يَا عَلِيُّ! لَا تَجْعَلْ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا، فَإِنِّي قَدْ نَظَرْتُ وَشَاوَرْتُ النَّاسَ فَإِذَا هُمْ لَا يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ. [101]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علی! آپ کے دل میں اس بارے میں کوئی بات نہیں

[99] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3700

[100] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7207

[101] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج3 ص930 تحت مقتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

آنی چاہیے کیونکہ میں نے خود بھی خوب غور کیا ہے اور لوگوں (اہلِ مدینہ) سے مشورہ بھی کیا ہے، (میری اور ان کی دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ) وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (افضیلت کے پیش نظر) کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔

[6]: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ: "ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ!:" فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ. [102]

ترجمہ: اور جب حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (دونوں سے) وعدہ لے لیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ (ہم سے بیعت لینے کے لیے) ہاتھ آگے بڑھائیں۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہاتھ آگے بڑھایا) آپ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی، پھر اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور اہل مدینہ آئے اور انہوں نے بھی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی) بیعت کی۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ بَايَعَ لِعُثْمَانَ؛ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ. [103]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ اپنے والد حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[102] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3700

[103] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص45 ذکر بیعۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اپنے عہدِ خلافت میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اتفاقِ رائے سے خلیفہ نامزد کر دیا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرز خلافت کی ایک جھلک:

1: پہلا خطبہ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) نقل کرتے ہیں:

فَإِنِّيْ قَدْ حُمِّلْتُ وَقَدْ قَبِلْتُ أَلَا وَإِنِّيْ مُتَّبِعٌ وَلَسْتُ بِمُبْتَدِعٍ أَلَا وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيَّ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا:

- اتِّبَاعُ مَنْ كَانَ قَبْلِيْ فِيمَا اجْتَمَعْتُمْ عَلَيْهِ وَسَنَنْتُمْ وَسَنُّ سُنَّةِ أَهْلِ الْخَيْرِ فِيمَا لَمْ تَسُنُّوا عَنْ مَلَإٍ.
- وَالْكَفُّ عَنْكُمْ إِلَّا فِيمَا اسْتَوْجَبْتُمْ.
- أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ قَدْ شُهِيَتْ إِلَى النَّاسِ وَمَالَ إِلَيْهَا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الدُّنْيَا وَلَا تَثِقُوا بِهَا فَإِنَّهَا لَيْسَتْ بِثِقَةٍ وَاعْلَمُوا أَنَّهَا غَيْرُ تَارِكَةٍ إِلَّا مَنْ تَرَكَهَا. [104]

ترجمہ: لوگو! مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور میں نے اسے قبول کیا۔ میں پہلے لوگوں کی پیروی میں امور خلافت انجام دوں گا، ان سے ہٹ کر نہیں۔ (دوسرا معنٰی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں متبع سنت ہوں مبتدع نہیں ہوں) قرآن وسنت پر عمل کرنے کے بعد تم سب کے میرے اوپر تین بنیادی حقوق ہیں:

1. میں پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی ان چیزوں میں اتباع کروں جن پر آپ لوگوں نے اتفاق واجماع کر لیا ہے اور طریقہ متعین کر لیا ہے، اور آپ لوگوں نے اور اہل خیر نے جو طریقہ متعین کیا ہے وہ تمام لوگوں کے سامنے

[104] تاریخ الطبری: ج4 ص422 ذکر بعض خطب عثمان رضی اللہ عنہ

متعین کروں۔

2. میں تم میں سے کسی پر کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ کروں۔ الا یہ کہ تم خود (کسی جرم کا ارتکاب کر کے) اپنے اوپر سزا کو لازم کر لو۔

3. دنیا (دیکھنے کے اعتبار سے) سرسبز و شاداب ہے اور لوگوں کی طرف لپک رہی ہے اور بہت سارے لوگ اس کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ دنیا کی طرف مائل نہ ہونا، اس پر اعتماد نہ کرنا کیونکہ یہ دنیا قابل اعتماد نہیں اور دنیا کسی کو چھوڑنے والی نہیں۔ ہاں کوئی خود اس سے کنارہ کش ہو جائے تو الگ بات ہے۔

2: والیان حکومت کے نام پہلا خط

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ أَوَّلُ كِتَابٍ كَتَبَهُ عُثْمَانُ إِلٰى عُمَّالِهِ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْأَئِمَّةَ أَنْ يَكُوْنُوْا رُعَاةً وَلَمْ يَتَقَدَّمْ إِلَيْهِمْ أَنْ يَكُوْنُوْا جُبَاةً وَإِنَّ صَدْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خُلِقُوْا رُعَاةً لَمْ يُخْلَقُوْا جُبَاةً، وَلَيُوشِكَنَّ أَئِمَّتُكُمْ أَنْ يَصِيْرُوا جُبَاةً وَلَا يَكُوْنُوْا رُعَاةً فَإِذَا عَادُوْا كَذٰلِكَ انْقَطَعَ الْحَيَاءُ وَالْأَمَانَةُ وَالْوَفَاءُ أَلَا وَإِنَّ أَعْدَلَ السِّيْرَةِ أَنْ تَنْظُرُوْا فِيْ أُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْمَا عَلَيْهِمْ فَتُعْطُوْهُمْ مَا لَهُمْ وَتَأْخُذُوْهُمْ بِمَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ تُثَنُّوْا بِالذِّمَّةِ فَتُعْطُوْهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَتَأْخُذُوْهُمْ بِالَّذِيْ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ الْعَدُوَّ الَّذِيْ تَنْتَابُوْنَ فَاسْتَفْتِحُوْا عَلَيْهِمْ بِالْوَفَاءِ. [105]

ترجمہ: سب سے پہلا خط جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے والیان حکومت کے نام تحریر کیا اس میں حمد و صلاۃ کے بعد لکھا: اللہ تعالیٰ نے والیان حکومت کو حکم فرمایا ہے کہ وہ (رعایا کے) نگہبان بنیں۔ صرف ٹیکس وصول کرنے والے نہ بنیں۔ اس امت کے اولین لوگ نگہبان بنائے گئے تھے، ٹیکس وصول کرنے والے نہیں بنائے گئے تھے۔ (حالات کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ) آپ لوگوں کے امراء ٹیکس وصول کرنے والے بن جائیں گے اور نگہبان ہونے والی حیثیت کو برقرار نہ رکھ سکیں۔ (خدانخواستہ) اگر ایسا ہو گیا تو حیا، امانت اور وفاداری ختم ہو جائے گی۔

[105] تاریخ الطبری: ج4 ص244 کتب عثمان رضی اللہ عنہ الی عمالہ

معتدل طرز زندگی یہ ہے کہ آپ لوگ مسلمانوں کے مسائل میں غور وفکر کرو۔ ان کے جو حقوق ہیں وہ ادا کرو۔ اور ان کے ذمہ جو (ریاست کے) حقوق ہیں وہ ان سے وصول کرو۔ اس کے بعد ذمی لوگوں کے مسائل میں غور وفکر کرو ان کے جو حقوق ہیں وہ ادا کرو۔ اور ان کے ذمہ جو (ریاست کے) حقوق ہیں وہ ان سے وصول کرو۔ اس کے بعد دشمنوں کے مسائل میں غور وفکر کرو جن کے مقابلے میں آپ ڈٹے ہوئے ہو (اسلام اور اہلِ اسلام سے) وفاداری سے (ان کے خلاف) فتح حاصل کرو۔

3: خراج وصول کرنے والوں کے نام پہلا خط

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ أَوَّلُ كِتَابٍ كَتَبَهُ إِلَى عُمَّالِ الْخِرَاجِ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ بِالْحَقِّ، فَلَا يَقْبَلُ إِلَّا الْحَقَّ، خُذُوا الْحَقَّ وَأَعْطُوا الْحَقَّ بِهِ وَالْأَمَانَةَ الْأَمَانَةَ، قُومُوا عَلَيْهَا، وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ مَنْ يَسْلُبُهَا، فَتَكُونُوا شُرَكَاءَ مَنْ بَعْدَكُمْ إِلَى مَا اكْتَسَبْتُمْ وَالْوَفَاءَ الْوَفَاءَ، لَا تَظْلِمُوا الْيَتِيمَ وَلَا الْمُعَاهَدَ فَإِنَّ اللهَ خَصَمٌ لِمَنْ ظَلَمَهُمْ. [106]

ترجمہ: سب سے پہلا خط جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراج وصول کرنے والوں کے نام تحریر کیا اس میں حمد وصلاۃ کے بعد لکھا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو برحق طور پر پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حق ہی کو قبول فرماتا ہے۔ حق لو اور لوگوں کو حق دو، امانت اور راست بازی کا ہمیشہ خیال رکھو، پہلے پہلے امانت ضائع کرنے والے نہ بنو (کیونکہ آپ لوگوں سے پہلے اس امت میں یہ جرم کسی نے نہیں کیا) اس صورت میں آپ بعد والوں کے شریک جرم بن جاؤ گے، وفاداری اور ایفائے عہد کا خیال رکھو، نہ یتیم پر ظلم کرو اور نہ ہی معاہد (ذمی) پر کیونکہ مظلوم کا مدعی خود خدا ہوتا ہے۔

4: سپہ سالاروں کے نام پہلا خط

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ أَوَّلُ كِتَابٍ كَتَبَهُ إِلَى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ فِي الْفُرُوجِ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّكُمْ حُمَاةُ الْمُسْلِمِينَ

[106] تاریخ الطبری: ج4 ص245 کتب عثمان رضی اللہ عنہ الی عمالہ

وَذَادَتُهُمْ وَقَدْ وَضَعَ لَكُمْ عُمَرُ مَا لَمْ يَغِبْ عَنَّا، بَلْ كَانَ عَنْ مَلَإٍ مِنَّا، وَلَا يَبْلُغُنِي عَنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ تَغْيِيرٌ وَلَا تَبْدِيلٌ فَيُغَيِّرَ اللهُ مَا بِكُمْ ويَسْتَبْدِلَ بِكُمْ غَيْرَكُمْ، فَانْظُرُوا كَيْفَ تَكُونُونَ، فَإِنِّي أَنْظُرُ فِيمَا أَلْزَمَنِي اللهُ النَّظَرَ فِيهِ وَالْقِيَامَ عَلَيْهِ. [107]

ترجمہ: سب سے پہلا خط جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرحدوں پر موجود اسلامی افواج اور بالخصوص سپہ سالاروں کے نام تحریر کیا اس میں حمد وصلاۃ کے بعد لکھا: تم لوگ مسلمانوں کی حمایت اور ان کی طرف سے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہو۔ تمہارے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو قوانین مقرر فرمائے تھے وہ ہم میں سے کسی پر مخفی نہیں بلکہ ہماری مشاورت سے بنائے گئے تھے۔ اس لیے مجھ تک یہ خبر نہیں پہنچنی چاہیے کہ تم نے ان قوانین میں ردوبدل سے کام لیا ہے اور اگر تم نے ایسا کیا تو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئیں گے۔ اب تم خود فیصلہ کرو کہ تم نے کیسے بن کے رہنا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے میں بھی اس کی ادائیگی کی پوری کوشش کررہا ہوں۔

5: عام رعایا کے نام ہدایات

امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ كِتَابُهُ إِلَى الْعَامَّةِ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا بَلَغْتُمْ مَا بَلَغْتُمْ بِالِاقْتِدَاءِ وَالِاتِّبَاعِ فَلَا تَلْفِتَنَّكُمُ الدُّنْيَا عَنْ أَمْرِكُمْ فَإِنَّ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ صَائِرٌ إِلَى الِابْتِدَاعِ بَعْدَ اجْتِمَاعِ ثَلَاثٍ فِيكُمْ: تَكَامُلُ النِّعَمِ، وَبُلُوغُ أَوْلَادِكُمْ مِنَ السَّبَايَا وَقِرَاءَةُ الْأَعْرَابِ وَالْأَعَاجِمِ الْقُرْآنَ. فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْكُفْرُ فِي الْعُجْمَةِ، فَإِذَا اسْتُعْجِمَ عَلَيْهِمْ أَمْرٌ تَكَلَّفُوا وَابْتَدَعُوا. [108]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عامۃ الناس کے نام ہدایات جاری فرمائیں اس میں حمد وصلاۃ کے بعد لکھا: آپ لوگ جس مقام پر پہنچے ہو وہ (اسلاف کی) اقتداء وتابعداری ہی سے پہنچے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا تمہیں اس

---

[107] تاریخ الطبری: ج4 ص245 کتب عثمان رضی اللہ عنہ الی عمالہ

[108] تاریخ الطبری: ج4 ص245 کتب عثمان رضی اللہ عنہ الی عمالہ

منہج سے دور کر دے۔ کیونکہ جب اس امت میں تین چیزیں جمع ہو جائیں گی تو اس کا معاملہ بدعت کی طرف چل پڑے گا۔ نعمتوں کی فراوانی، جنگی قیدی خواتین سے آپ کی اولاد کا بلوغت تک پہنچنا اور عجمیوں کی طرح (بغیر قواعد تجوید) قرآن کریم پڑھنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کفر عجمیوں میں ہے۔ جب ان پر کوئی معاملہ دشوار گزرتا ہے تو بدعت ایجاد کر لیتے ہیں۔

6:فوجیوں کے وظائف میں اضافہ

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: أَوَّلُ خَلِيفَةٍ زَادَ النَّاسَ فِيْ أُعْطِيَاتِهِمْ مِائَةً عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَرَتْ. [109]

ترجمہ: حضرت عامر الشعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے فوجیوں کے وظائف میں سو سو درہم کے اضافہ کیا۔

7:ساحلی علاقوں کی مضبوطی

امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داوٗد البَلاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا اسْتُخْلِفَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ يَأْمُرُهُ بِتَحْصِيْنِ السَّوَاحِلِ وَشَحَنَتِهَا وَإِقْطَاعِ مَنْ يَنْزِلُهُ إِيَّاهَا الْقَطَائِعَ فَفَعَلَ. [110]

ترجمہ: جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں ساحلی علاقوں کو مضبوط بنانے اور حفاظتی دستے متعین کرنے کا حکم دیا۔ نیز جو لوگ ان علاقوں میں مقیم ہیں ان کے لیے وظائف اور جاگیریں مقرر کرنے کا بھی حکم دیا۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان امور کو سرانجام دیا۔

---

[109] تاریخ الطبری: ج4 ص245 کتب عثمان رضی اللہ عنہ الی عمالہ

[110] فتوح البلدان للبلاذری: ص82 فتح مدینۃ دِمَشق وارضہا

8: بچوں کے وظائف

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَدِمَ جَدِّي الْخِيَارُ عَلَى عُثْمَانَ فَقَالَ: كَمْ مَعَكَ مِنْ عِيَالِكَ يَا شَيْخُ؟ فَقَالَ: إِنَّ مَعِي فَذَكَرَ فَقَالَ: أَمَّا أَنْتَ يَا شَيْخُ! فَقَدْ فَرَضْنَا لَكَ خَمْسَ عَشْرَةَ يَعْنِي أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ وَلِعِيَالِكَ مِائَةٌ مِائَةٍ.[111]

ترجمہ: حضرت ابو اسحاق (الہمدانی) رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میرے دادا حضرت خیار رحمہ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ شیخ! آپ کے اہل و عیال کتنے افراد پر مشتمل ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اتنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کے لیے 1500 درہم جبکہ آپ کے اہل و عیال میں سے ہر ایک کے لیے ایک ایک سو درہم مقرر کر دیا ہے۔

فائدہ: امام ابو یوسف یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی رحمہ اللہ (ت 277ھ) نے "المعرفۃ والتاریخ" میں لکھا ہے کہ ابو اسحاق الہمدانی رحمہ اللہ کے دادا خیار رحمہ اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتایا:

إِنَّ مَعِيَ سِتِّيْنَ.

کہ میرے پاس 60 لوگ رہتے ہیں۔

اگر خیار اور ان کے اہل خانہ کے دراہم کو ملایا جائے تو وہ 7500 دراہم بنتے ہیں۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ جَدَّتِهِ وَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَوَلَدَتْ هِلَالًا، فَفَقَدَهَا يَوْمًا فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهَا قَدْ وَلَدَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ غُلَامًا، قَالَتْ: فَأَرْسَلَ إِلَيَّ بِخَمْسِيْنَ دِرْهَمًا وَشُقَيْقَةً سُنْبُلَانِيَّةً، وَقَالَ: هٰذَا عَطَاءُ ابْنِكِ وَكِسْوَتُهُ، فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ سَنَةٌ رَفَعْنَاهُ إِلَى مِائَةٍ.[112]

---

[111] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج6 ص311 ترجمۃ ابو اسحاق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ

[112] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص229 تحت ذکر شیء من سیرتہ وھی دالۃ علی فضیلتہ

ترجمہ: حضرت محمد بن ہلال رحمہ اللہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں -ان کی دادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایام محاصرہ میں آیا کرتی تھیں کہ ان کے ہاں بیٹا ہلال پیدا ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن ان کو اپنے ہاں نہ دیکھا (تو پوچھا کہ اس خاتون کا کیا بنا؟) آپ کو بتایا گیا کہ انہوں نے گزشتہ رات ایک بچے کو جنم دیا ہے۔ محمد بن ہلال رحمہ اللہ کی دادی صاحبہ فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میرے پاس پچاس درہم اور سنبلانی کپڑے بھیجے اور ساتھ یہ بھی کہلا بھیجا کہ یہ تیرے بیٹے کا وظیفہ اور کپڑا ہے۔ جب یہ ایک سال کا ہو جائے گا تو اس کا وظیفہ بڑھا کر سو درہم کر دیں گے۔

9: فتوحات

آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کی دو قسمیں تھیں:

نمبر 1: بعض ممالک جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتح ہو چکے تھے وہاں کے لوگوں نے بغاوت کی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فتح کیا۔

ان علاقوں میں آذربائیجان، آرمینیہ، رَے اور اسکندریہ کا نام قابلِ ذکر ہے۔ تاریخ طبری اور البدایۃ والنہایۃ میں ان علاقوں کا تفصیلاً ذکر ملتا ہے۔

نمبر 2: وہ نئے علاقے جو پہلے فتح نہیں ہوئے تھے۔ ان علاقوں میں بلاد روم اور قلعے، بلاد مغرب، طرابلس، اِنطاکیہ، طَرطُوس، شِمْشَاط، مَلَطِيَّه، افریقہ، سوڈان، ماوراء النہر، ایشائے کوچک، ایران، ترکستان، اندلس، اِصْطَخْرْ، قِنَّسْرِيْن، قَبْرص، فارس، سجستان، خراسان، مکران، طبرستان، قہستان، اَبْرَ شَهْرْ، طوس، بِيُوْرُو، حُمْران، سَرَخْس، بیہق مرو، طالقان، مَرْوُرُوْذْ، فاریاب، طَخَارِسْتَان، جوزجان، بلخ، ہَرات، بَاذَغِيْس، مَرْوَيْن وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے ہر علاقے کی فتح کی تفصیل کتب تاریخ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

گویا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایشیا، یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے ممالک فتح کیے۔ فارس وروم کی سیاسی قوت کا استیصال کیا اور روئے زمین کا بیشتر حصہ اسلامی سلطنت کے زیر نگیں آیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرزِ فقاہت کی ایک جھلک

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بہت سے مجتہدانہ فیصلے کیے جو آپ کی فقاہت پر روشن دلیل ہیں۔ چند ایک کا مختصر مگر جامع تذکرہ پیش خدمت ہے:

1: جمع قرآن کے مراحل اور عثمانی مصحف

قرآن کریم کے جمع کے تین مراحل ہیں:

پہلا مرحلہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں:

(1): قرآن کریم کا جو حصہ نازل ہوتا اسے فوراً تحریر کر لیا جاتا۔

(2): یہ تحریر کبھی جانور کے کندھے کی ہڈی پہ ہوتی، کبھی کاغذ پہ، کبھی چمڑے پہ، کبھی پتھر کی سِلوں پہ اور کبھی بانس کے پارچوں پہ۔

(3): قرآن مجید متفرق طور پر تحریر کیا گیا تھا لیکن ایک جلد میں جمع نہیں تھا۔ اس لیے سورتوں کی باقاعدہ ترتیب نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (٢)﴾ [113]

ترجمہ: (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے عظیم الشان رسول ہیں جو پاک صحائف کی تلاوت کرتے ہیں۔

فائدہ: یہ تبھی ممکن ہے کہ جب قرآن کریم کو صحائف میں لکھ لیا جاتا ہو۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی مقرر تھے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِی

---

[113] سورة البينة:2

الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ادْعُ لِيْ زَيْدًا وَلْيَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاةِ وَالْكَتِفِ أَوِ الْكَتِفِ وَالدَّوَاةِ ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ﴾ الآية. [114]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت کریمہ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ نازل ہوئی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ زید کو میرے پاس بھیجو، وہ تختی، دوات اور (کسی بڑے جانور کے) کندھے کی صاف ہڈی لے کر آئے۔ یا پھر یوں فرمایا کہ (کسی بڑے جانور کے) کندھے کی صاف ہڈی اور دوات لے کر میرے پاس آئے۔ (چنانچہ میں ان کو بلا کر لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے) فرمایا: لکھو! ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ﴾

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ أَخَذَتْهُ بُرَحَاءُ شَدِيْدَةٌ، وَعَرِقَ عَرَقًا شَدِيْدًا مِثْلَ الْجُمَانِ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَكُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِ بِقِطْعَةِ الْكَتِفِ أَوْ كِسْرَةٍ، فَأَكْتُبُ وَهُوَ يُمْلِيْ عَلَيَّ، فَمَا أَفْرَغُ حَتّٰى تَكَادَ رِجْلِيْ تَنْكَسِرُ مِنْ ثِقَلِ الْقُرْآنِ، وَحَتّٰى أَقُوْلَ: لَا أَمْشِيْ عَلٰى رِجْلِيْ أَبَدًا، فَإِذَا فَرَغْتُ قَالَ: "اقْرَأْهُ" ، فَأَقْرَؤُهُ، فَإِنْ كَانَ فِيْهِ سَقْطٌ أَقَامَهُ، ثُمَّ أَخْرَجَ بِهِ إِلَى النَّاسِ. [115]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر وحی کی کتابت کیا کرتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کو سخت گرمی لگتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں پسینہ آنے لگتا جیسے موتی ڈھل رہے ہوں۔ پھر یہ کیفیت ختم ہو جایا کرتی تو میں (کسی جانور کے) کندھے کی ہڈی یا (کسی چیز کا) کوئی ٹکڑا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لکھواتے اور میں لکھ لیتا۔ میں جب تک قرآن مجید کی کتابت سے فارغ نہیں ہو جاتا تھا اس وقت

[114] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4990

[115] المعجم الاوسط للطبرانی: ج1 ص518 رقم الحدیث 1913

تک قرآن کریم کے وزن کی وجہ سے مجھے یوں بوجھ محسوس ہوتا کہ میری ٹانگ ٹوٹ جائے گی اور مجھے لگتا کہ میں اب اس ٹانگ پر کبھی چل بھی نہیں سکوں گا۔ خیر جب میں کتابت سے فارغ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے: ”اس کو پڑھو!“ میں اسے پڑھتا۔ اگر اس میں کوئی قابلِ اصلاح چیز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح فرما دیتے اور اسے لوگ کے سامنے لاتے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ كَانَ الْقُرْآنُ كُلُّهُ كُتِبَ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ غَيْرُ مَجْمُوْعٍ فِيْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ وَلَا مُرَتَّبُ السُّوَرِ. [116]

ترجمہ: قرآن کریم مکمل طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں لکھا گیا تھا لیکن ایک جگہ جمع نہیں تھا اور نہ ہی (باضابطہ) سورتوں کی ترتیب پر مرتب تھا۔

دوسرا مرحلہ عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ میں:

(1): اس جمع کا محرک جنگِ یمامہ میں کثیر حفاظ کا شہید ہونا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کام پر راضی ہوئے۔

(2): کتابتِ قرآن کا یہ کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (انصاری صحابی) کے سپرد کیا گیا۔ انہوں نے قرآنی آیات کو جانور کے کندھے کی ہڈی، کاغذ، چمڑے، پتھر کی سِلوں، بانس کے پارچوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا۔

(3): یہ اعلان کر دیا گیا کہ جس کے پاس جو آیت لکھی ہوئی ہے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔

(4): حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس لوگ جو آیات لاتے تو آپ رضی اللہ عنہ پہلے اپنی یادداشت سے ان آیات کی توثیق کرتے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ توثیق کرتے، پھر ان آیات پر دو گواہ طلب کیے جاتے۔

---

[116] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9 ص12 کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن

جب گواہ گواہی دیتے تب ان آیات کو مصحف میں تحریر کیا جاتا۔

(5): قرآن مجید کو صرف کاغذ پر لکھا گیا۔

(6): مکمل ایک جگہ پر لکھ دیا گیا۔

(7): سورتوں کو باقاعدہ ترتیب دی گئی لیکن ہر سورت الگ الگ صحیفہ میں لکھی ہوئی تھی، تمام سورتیں ایک صحیفہ میں یکجا نہیں تھیں۔

(8): اس مصحف میں یہ ترتیب رکھی گئی کہ اگر کوئی لفظ لغتِ قریش اور دیگر قبائل کی لغات میں ایک جیسے رسم الخط پر لکھا جاتا ہو تو اسے ایک ہی رسم الخط پر لکھا گیا اور جہاں لغتِ قریش اور دیگر قبائل کی لغات میں فرق تھا تو سب لغات (لغتِ قریش اور دیگر قبائل کی لغات) کو باقی رکھا گیا۔

(9): اس کا ایک ہی نسخہ تیار ہوا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور ان کی شہادت کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَهٗ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِيْ فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ. قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ عُمَرُ: هٰذَا وَاللهِ خَيْرٌ. فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ، قَالَ زَيْدٌ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ. فَوَاللهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هُوَ وَاللهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ بَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهٗ مِنَ

الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ الخ. [117]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے بعد مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلایا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

حضرت صدیق اکبر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں بہت سارے حفاظ شہید ہو گئے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ اگر ایسے ہی جنگوں میں حفاظ شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سارا حصہ ان کے سینوں ہی میں چلا جائے گا؛ اس لئے میری رائے یہ ہے آپ قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے عمر سے کہا کہ جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ ہم کیسے کریں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! اس میں خیر ہی خیر ہے۔ یہ مجھ سے بار بار اصرار کرتے رہے؛ بالآخر اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا اور اب میری رائے بھی یہی ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کی ہے- حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم نوجوان بھی ہو، سمجھدار بھی ہو، عادل بھی ہو، ہم تم میں کسی طرح کی تہمت موجود نہیں پاتے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی بھی رہے ہو۔ لہذا تم قرآن کریم کی آیات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تلاش کرو اور ان کو جمع کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم فرماتے تو یہ میرے لیے قرآن کریم جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔

حضرت زید: آپ حضرات ایسا کام کیوں کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا؟

حضرت ابو بکر: قسم بخدا! یہ تو اچھا ہی کام ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس بارے میں مسلسل مجھ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرح اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کے

---

[117] صحیح البخاری، رقم الحدیث 4986

لیے کھول دیا۔ چنانچہ میں نے قرآن کریم کے اجزاء کو تلاش کرنا شروع کیا اور اسے کھجور کی شاخوں، باریک سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے اکٹھا کر کے ایک جگہ جمع کر دیا۔

فائدہ: یہ مصحف تیار ہو گیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. [118]

ترجمہ: (حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ) یہ صحیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک آپ کے پاس رہا، پھر آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آ گیا اور آپ کی شہادت کے بعد یہ آپ کی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔

عہد نبوی اور عہد صدیقی کی کتابت قرآنی:

اس فرق کو ایک جدول میں پیش کیا جاتا ہے:

عہد نبوی کی کتابت قرآنی	عہد صدیقی کی کتابت قرآنی
مکمل ایک جگہ پر لکھا ہوا نہیں تھا	مکمل ایک جگہ پر لکھ دیا گیا
قرآن کریم مختلف اشیاء (کھجور کی شاخوں، سفید پتھروں کی سِلوں، چمڑے کے پارچوں، بانس کے ٹکڑوں یا کسی بڑے جانور کے کندھوں کی صاف ہڈیوں وغیرہ) پر لکھا ہوا تھا۔	قرآن کریم کو صرف کاغذ پر لکھا گیا
سورتوں کی باقاعدہ ترتیب نہیں تھی	سورتوں کو باقاعدہ ترتیب دیا گیا
آیات کی باقاعدہ ترتیب نہیں تھی	آیات کو باقاعدہ ترتیب دیا گیا

[118] صحیح البخاری، رقم الحدیث 4986

فائدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب قرآن کریم کو جمع کرایا تو اس میں قبائل کی مستقل لغات کو باقی رکھا۔

تیسرا مرحلہ عہدِ عثمانی رضی اللہ عنہ میں:

(1): اس جمع کا محرک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پیش آیا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان کے محاذ پر جہاد میں مشغول تھے۔ انہوں نے وہاں لوگوں میں قراءتِ قرآن کے سلسلے میں اختلاف دیکھا۔

(2): حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ؛ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ اس اختلاف کی بابت عرض کی کہ اس صورت حال کو کنٹرول کیا جائے ورنہ آئندہ چل کر یہود و نصاریٰ کے اختلاف کی طرح ہو جائے گا جنہوں نے اپنی کتاب میں اختلاف کیا۔

(3): سات حروف جن پر قرآن نازل ہوا تھا وہ عرب میں تو کم باعثِ اختلاف بنے لیکن جب اسلام پھیلا اور عجم میں پہنچا تو اب اختلاف زیادہ ہوا۔

(4): حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس قاصد بھیج کر وہ مصحف منگوا لیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔

(5): حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکنی کمیٹی تشکیل دی:

۱: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (انصاری صحابی)

۲: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (مہاجر قریش)

۳: حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (مہاجر قریش)

۴: حضرت عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ (مہاجر قریش)

(6): اس کمیٹی کو حکم دیا کہ اس نسخہ کو (جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوایا گیا تھا) سامنے رکھ کر قرآن مجید کو جمع کریں۔

(7): جمعِ قرآنی کے سلسلے میں اسی طرز کو دوبارہ اختیار کیا گیا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اختیار کیا گیا تھا کہ لوگوں سے دوبارہ وہ آیات جمع کی گئیں جو ان کے پاس موجود تھیں۔ یہ حضرات پہلے اپنے حافظے

سے ان آیات کی توثیق کرتے، پھر لوگوں سے اس پر گواہ طلب کرتے، پھر مصحف میں درج کرتے۔

(8): جہاں لغت قریش اور دیگر قبائل کی لغات میں اختلاف تھا ان کو مصحف میں ختم کر دیا گیا، صرف لغت قریش (مع رسم الخط) باقی رکھا گیا۔

(9): تمام سورتوں کو ایک صحیفہ میں مرتب کیا۔

(10): اس مصحف کے پانچ یا سات نسخے تیار کیے گئے جو مختلف شہروں میں بھیج دیے گئے۔

(11): حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو ان کا مصحف واپس کر دیا گیا۔

(12): یہ اعلان کر دیا گیا کہ اس نسخہ کے علاوہ باقی نسخے جلا دیے جائیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ يُغَازِيْ أَهْلَ الشَّأْمِ فِيْ فَتْحِ إِرْمِيْنِيَةَ وَأَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوْا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ.[119]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے سلسلے میں شام کے غازیوں کے لیے جنگی و

[119] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4987

عسکری تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے اختلاف قراءات کے سلسلے میں بہت پریشان تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے (مدینہ آکر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے امیر المومنین! اس سے پہلے کہ یہ امت بھی یہود ونصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرے آپ اس معاملے کو سنبھالیے! (اور ساراواقعہ عرض کیا کہ لوگ ایک دوسرے کے سامنے یوں کہہ رہے ہیں کہ میری قراءت آپ کی قراءت سے بہتر ہے) چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اپنا قاصد بھیجا کہ وہ صحائف (جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سرکاری طور پر جمع کرائے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے پاس ہیں) ہمیں دے دیجیے، ہم انہیں دیگر مصاحف میں نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ مصاحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ ان صحیفوں (جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سرکاری طور پر جمع کرائے تھے) کو مصاحف میں نقل کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کو فرمایا کہ جب آپ کا حضرت زید بن ثابت کے ساتھ کسی لفظ میں (قراءت مع رسم الخط) کا اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی لغت (مع رسم الخط) کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن کریم (اولا) قریش کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔ جب تمام صحائف کو مختلف مصاحف میں نقل کر لیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ سارے صحیفے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیے اور ریاست مدینہ کے ماتحت سلطنتوں میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ اگر قرآن کریم کسی صحیفے میں یا مصحف میں لکھا ہو تو اسے جلا دیا جائے۔

عہد صدیقی اور عہد عثمانی کی کتابت قرآنی:

ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ غَرَضُ الصِّدِّيْقِ جَمْعَ الْقُرْآنِ بِجَمِيْعِ أَحْرُفِهِ وَوُجُوْهِهِ الَّتِيْ نَزَلَ بِهَا وَذٰلِكَ عَلٰى لُغَةِ

قُرَيْشٍ وَغَيْرِهَا وَكَانَ غَرَضُ عُثْمَانَ تَجْرِيْدَ لُغَةِ قُرَيْشٍ مِنْ تِلْكَ الْقِرَاآتِ. [120]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جمعِ قرآن کی غرض یہ تھی کہ جتنے حروف اور وجوہ پر قرآن نازل ہوا ہے چاہے وہ لغت قریش میں ہے یا لغتِ قریش کے علاوہ میں تو ان سب کو جمع کر دیا جائے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ اسے صرف لغت قریش میں باقی رکھا جائے، باقی لغات (مع رسم الخطوط) کو حذف کر دیا جائے۔

2: مسئلہ اتباعِ سلف

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نظریہ اور موقف یہ تھا کہ اہلِ اسلام کو قرآن و سنت کی پیروی اسلاف کی تعبیرات کی روشنی میں کرنی چاہیے۔ اس بارے میں ہر شخص کو فکری طور پر آزادی نہیں دینی چاہیے کہ وہ جس بات کو دین سمجھیں یا دین کی جس بات کی جو تعبیر ان کے ذہن میں آئے اسی پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نظریہ سلف کی اتباع کا تھا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ كِتَابُهُ إِلَى الْعَامَّةِ: "أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّكُمْ إِنَّمَا بَلَغْتُمْ مَا بَلَغْتُمْ بِالِاقْتِدَاءِ وَالِاتِّبَاعِ، فَلَا تَلْفِتَنَّكُمُ الدُّنْيَا عَنْ أَمْرِكُمْ. [121]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عامۃ الناس کے نام ہدایات جاری فرمائیں اس میں حمد وصلاۃ کے بعد لکھا: آپ لوگ جس مقام پر پہنچے ہو وہ (اسلاف کی) اقتداء و تابعداری ہی سے پہنچے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا تمہیں اس منہج سے دور کر دے۔

نیز آپ رضی اللہ عنہ خود بھی اسی منہج پر گامزن تھے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[120] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج5 ص107 کتاب فضائل القرآن

[121] تاریخ الطبری: ج4 ص245 کتب عثمان رضی اللہ عنہ الی عمالہ

أَلَا وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيَّ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَسُنَّةِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا: اتِّبَاعُ مَنْ كَانَ قَبْلِيْ فِيْمَا اجْتَمَعْتُمْ عَلَيْهِ.[122]

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا) قرآن و سنت پر عمل کرنے کے بعد تم سب کے میرے اوپر تین بنیادی حقوق ہیں: پہلا یہ ہے کہ میں پیشرو لوگوں کی ان چیزوں میں اتباع کروں جن پر آپ لوگوں نے اتفاق واجماع کر لیا ہے۔

3: ترک قراءۃ خلف الامام

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہ کرے۔ اس لیے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی امام کے پیچھے قراءت کرنے سے سختی سے منع فرماتے تھے۔

امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ عَشَرَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ أَشَدَّ النَّهْيِ: أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ الْفَارُوْقُ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ.[123]

ترجمہ: عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے والد (حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے (مقتدی کو) قراءت کرنے سے سختی سے روکتے تھے، اور وہ یہ حضرات ہیں: حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم۔

---

[122] تاریخ الطبری: ج4 ص422 ذکر بعض خطب عثمان رضی اللہ عنہ

[123] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج4 ص449 باب وجوب القراءۃ للامام والماموم

4:جمعہ کی اذان ثانی

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دور میں نماز جمعہ کے لیے صرف ایک اذان دی جاتی تھی۔ جو آج کل "دوسری اذان" کہلاتی ہے یعنی وہ اذان جو مؤذن امام کے سامنے کھڑے ہو کر دیتا ہے اور اس کے بعد عربی خطبہ دیا جاتا ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور مسلمانوں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا تو آپ کے اجتہادی حکم سے اذان ثانی شروع ہوئی جسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبول کیا جو آج تک جاری وساری ہے۔

امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: إِنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَثُرُوْا أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ. [124]

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں جمعہ کی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا اور لوگوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اجتہادی) حکم دیا کہ زَوراء نامی جگہ پر تیسری اذان دی جائے۔ اذان کا یہ طریقہ مستقل طور پر رائج ہو گیا۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی اس اذان پر اعتراض نہیں کیا۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس اذان کی صحت پر اجماع ہے جس کی مخالفت جائز نہیں۔)

فائدہ: حدیث مبارک میں اس اذان کو تیسری اذان اس لیے کہا گیا کہ جمعہ کی نماز کے لیے ایک اذان اور (اکثر الفاظ اذان پر مشتمل) ایک اقامت پہلے سے موجود تھی۔ اس اعتبار سے حدیث مبارک میں اسے تیسری اذان کہا گیا

[124] صحیح البخاری: رقم الحدیث 916

ہے۔

5: مسئلہ بیس تراویح

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رمضان المبارک کے پورے مہینے میں بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی باوجود مجتہد ہونے کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجتہدانہ فیصلے (جو کہ بصورت اجماع منعقد ہو چکا تھا) کی موافقت فرمائی۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ : كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً، قَالَ: وَكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عُصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ. [125]

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر سہارا لے کر کھڑے ہوتے تھے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّا كِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

[125] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496، باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرزِ عبادت کی ایک جھلک

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی زاہدانہ تھی۔ دنیا کے اسباب موجود ہونے کے باوجود آپ کے دل میں دنیا نہیں تھی بلکہ ہر وقت عبادات میں مصروف اور فکر آخرت میں مگن رہتے تھے۔ اس کی ایک جھلک پیش خدمت ہے:

1: ایک رکعت میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: .... "إِنَّهُ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ كُلَّهُ فِيْ رَكْعَةٍ يَجْمَعُ فِيْهَا الْقُرْآنَ. [126]

ترجمہ: امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ (سیدہ نائلہ) رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساری رات عبادت کرتے ہیں جس میں ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کر لیا کرتے ہیں۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى الْبَكَّاءِ رَحِمَهُ اللهُ [أَنَّهُ قَالَ]: ..... إِنَّهُ رُبَّمَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فِيْ رَكْعَةٍ. [127]

ترجمہ: حضرت یحییٰ البکاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کبھی کبھار ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

امام ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی رحمہ اللہ (ت806ھ) فرماتے ہیں:

وَأَحَدُ مَنْ أَحْيَا اللَّيْلَ بِرَكْعَةٍ قَرَأَ فِيْهَا الْقُرْآنَ كُلَّهُ. [128]

---

[126] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص50 رقم الحدیث 128

[127] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج4 ص96 تحت الآیۃ ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ﴾

[128] طرح التثریب فی شرح التقریب: ج1 ص82 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار ان افراد میں ہوتا ہے جو ساری ساری رات عبادت کیا کرتے جس میں ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت فرمالیا کرتے تھے۔

2:روزوں کی کثرت

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ جَدَّتِهِ: أَنَّ عُثْمَانَ كَانَ يَصُوْمُ الدَّهْرَ. [129]

ترجمہ: حضرت زبیر بن عبداللہ رحمہ اللہ اپنی دادی سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (تقریباً) سارا سال روزے رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: شریعت اسلامیہ میں پانچ دن روزے رکھنا ممنوع ہے اور وہ دن یہ ہیں: عید الفطر (یکم شوال المکرم) عید الاضحیٰ کے تین دن (دسویں، گیارھویں اور بارھویں ذوالحج) اور ان کے بعد ایک دن یعنی تیرھویں ذوالحج۔ انہی دنوں کو ایام ممنوعہ یا "ایام مَنہِیَّہ" کہتے ہیں۔

3: مسلسل دس حج

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَجَّ عُثْمَانُ فِيْ خِلَافَتِهِ كُلِّهَا عَشْرَ سِنِيْنَ إِلَى السَّنَةِ الَّتِيْ حُوْصِرَ فِيْهَا. [130]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مسلسل دس سال تک حج کیے سوائے آخری محاصرے والے سال کے۔

4:صلہ رحمی

صلہ رحمی میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے۔

امام زین الدین عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ (ت806ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

---

[129] تاریخ الاسلام للذھبی: ج3 ص476 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[130] انساب الاشراف للبلاذری: ج5 ص510 امر الشوریٰ وبیعۃ عثمان رضی اللہ عنہ

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَانَ أَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ.[131]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہم سب سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

امام زین الدین عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ (ت 806ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: .... إِنَّهُ لَمِنْ أَوْصَلِهِمْ لِلرَّحِمِ وَأَتْقَاهُمْ لِرَبِّهِ.[132]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت) فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے، اور سب سے زیادہ اپنے رب سے ڈرنے والے تھے۔

5: تواضع وانکساری

بہت بڑی سلطنت کے حاکم ہونے کے باوجود ایک غلام کی دعوت پر تشریف لے گئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَبْدًا لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.[133]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کی دعوت کو قبول فرمایا۔

6: خشیت الٰہی

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هَانِئٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ، قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ يَبْكِي حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ، فَقِيلَ لَهُ: تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ

[131] طرح التثریب فی شرح التقریب: ج 1 ص 82 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[132] طرح التثریب فی شرح التقریب: ج 1 ص 82 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[133] صحیح البخاری، تحت کتاب الاحکام باب اجابۃ الحاکم الدعوۃ

أَشَدُّ مِنْهُ. [134]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو بہت روتے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا جاتا کہ جب آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو آپ (اس قدر) نہیں روتے جبکہ قبر کو دیکھ کر بہت روتے ہیں، (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر؛ آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، جو اس میں کامیاب ہو گیا تو اس کے لیے اگلی منزلیں بھی آسان ہوں گی اور جو اس میں ناکام ہو گیا تو اس کے لیے اگلی منزلیں بھی مشکل ہوں گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[134] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 4267

قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ کے محرکات واسباب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے اسباب سے متعلق اسلامی تاریخ کے سینکڑوں صفحات پر پھیلی ہوئی ایک حقیقت ہے جسے اجمالی طور پر نمبر وار بیان کرنے پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔

نمبر 1: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فتوحات کے دروازے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک کھل گئے۔ مال غنیمت میں فراوانی ہوئی، لوگوں کے ہاتھ مال و دولت سے بھر گئے جس نے مسلمانوں میں وہ لوازم و اثرات پیدا کیے جو ہر قوم میں ایسی حالت میں پیدا ہو جاتے ہیں جو آخر کار انحطاط اور ضعف کا سبب بنتے ہیں۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ: إِنِّيْ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا. [135]

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آپ لوگوں سے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی خوشحالی اور اس کی زیب وزینت کے دروازے کھول دیے جائیں گے۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ يَقُوْلُ: أَدْرَكْتُ عُثْمَانَ عَلٰى مَا نَقَمُوْا عَلَيْهِ، قَلَّ مَا يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ إِلَّا وَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَ فِيْهِ خَيْرًا، يُقَالُ لَهُمْ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! اغْدُوْا عَلٰى أَعْطِيَاتِكُمْ. فَيَأْخُذُوْنَهَا وَافِرَةً، ثُمَّ يُقَالُ لَهُمْ: اغْدُوْا عَلٰى أَرْزَاقِكُمْ فَيَأْخُذُوْنَهَا وَافِرَةً، ثُمَّ يُقَالُ لَهُمْ: اغْدُوْا عَلَى السَّمْنِ

---

[135] صحیح البخاری، رقم الحدیث 1465

وَالْعَسَلِ، الْأَعْطِيَاتُ جَارِيَةٌ، وَالْأَرْزَاقُ دَارَّةٌ، وَالْعَدُوُّ مُتَّقًى، وَذَاتُ الْبَيْنِ حَسَنٌ، وَالْخَيْرُ كَثِيرٌ، وَمَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَخَافُ مُؤْمِنًا، مَنْ لَقِيَهُ فَهُوَ أَخُوهُ، قَدْ كَانَ مِنْ أُلْفَتِهِ وَنَصِيحَتِهِ وَمَوَدَّتِهِ، قَدْ عُهِدَ إِلَيْهِمْ أَنَّهَا سَتَكُونُ أَثَرَةٌ، فَإِذَا كَانَتْ فَاصْبِرُوا، قَالَ الْحَسَنُ: فَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حِينَ رَأَوْهَا لَوَسِعَهُمْ مَا كَانُوا فِيهِ مِنَ الْعَطَاءِ وَالرِّزْقِ وَالْخَيْرِ الْكَثِيرِ، بَلْ قَالُوا: لَا وَاللهِ! مَا نُصَابِرُهَا فَوَاللهِ مَا رُدُّوا وَمَا سَلِمُوا، وَالْأُخْرَى كَانَ السَّيْفُ مُغْمَدًا عَنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَسَلُّوهُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ، فَوَاللهِ! مَا زَالَ مَسْلُولًا إِلَى يَوْمِ النَّاسِ، هٰذَا وَايْمُ اللهِ إِنِّي لَأُرَاهُ سَيْفًا مَسْلُولًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. [136]

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باوجودیکہ لوگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں لیکن میں نے آپ کا دورِ خلافت پایا ہے۔ (آپ کے دور میں وسعتِ مالی کا یہ عالم تھا کہ) لوگوں پر ایسا دن بہت کم ہی گزرتا تھا جس میں ان میں مال نہ تقسیم ہوتا ہو۔ (خلیفہ وقت کی طرف سے) اعلان کیا جاتا تھا کہ اے گروہِ مسلمین! آؤ اپنے عطیات (ووظائف) لے جاؤ۔ چنانچہ لوگ وافر مقدار میں اموال لے جاتے۔ کبھی یہ اعلان ہوتا کہ آؤ اپنی خوراک لے جاؤ تو لوگ وافر مقدار میں خوراک لے جاتے۔ کبھی اعلان ہوتا کہ آؤ گھی اور شہد لے جاؤ۔ الغرض عطیات کا سلسلہ جاری و ساری رہتا تھا، رزق کی فراوانی تھی، دشمن سے حفاظت رہتی تھی، مسلمانوں کے باہمی تعلقات اچھے تھے اور خیر و بھلائی بہت زیادہ تھی۔ جو اِن سے (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے) ملتا تو آپ کو اپنا بھائی پاتا۔ یہ سب آپ رضی اللہ عنہ کی الفت، خیر خواہی اور محبت ہی (کی برکت) تھی۔ ان لوگوں کو یہ وصیت کی گئی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب (لوگوں میں) خود پسندی اور خود غرضی پیدا ہو جائے گی، جب ایسا ہو تو صبر سے کام لینا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ لوگ صبر کر لیتے جب انہوں نے یہ صورتحال دیکھی تھی تو ان کے عطیات، رزق اور خیر و بھلائی ان کے لیے کافی ووافی ہو جاتی لیکن انہوں نے کہا کہ واللہ! ہم صبر نہیں کریں گے۔ قسم بخدا! (اس بے صبری کا نتیجہ یہ نکلا کہ) انہوں نے نہ کچھ پایا نہ سلامت رہے۔ دوسری چیز کہ (جس نے ان کی سلامتی کو نقصان پہنچایا وہ یہ تھی کہ پہلے تو ان کی) تلوار مسلمانوں کے خلاف نہیں اٹھتی تھی لیکن انہوں نے یہ

[136] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص229 ذکر شیء من سیرتہ وھی دالۃ علی فضیلتہ

تلوار ایک دوسرے پر سونت لی۔ واللہ! یہ تلوار اب لوگوں پر سونتی ہی رہے گی اور قسم بخدا! میں یہ تلوار قیامت تک سونتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

نمبر2: جنگی لونڈیوں سے پیدا ہونے والی مسلمانوں کی اولادیں بڑی ہو گئی تھیں۔ جن میں آزاد خیالی اور تعیش پرستی عام ہونے لگی۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذھبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَوَّلُ مُنْكَرٍ ظَهَرَ بِالْمَدِيْنَةِ طَيَرَانُ الْحَمَامِ وَالرَّمْيُ ... فَأَمَرَ عُثْمَانُ رَجُلًا فَقَصَّهَا وَكَسَرَ الْجُلَاهِقَاتِ. [137]

ترجمہ: پہلی برائی جو ریاست مدینہ میں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں) ظاہر ہوئی وہ کبوتر بازی اور غلیل بازی تھی... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مقرر کیا جو لوگوں کو ان کاموں سے سختی سے منع کرتا اور غلیلیں توڑ دیتا۔

اس طرح کے لوگ جب کسی جرم میں پکڑے جاتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کو سزا دیتے اور اپنی صوابدید پر اکثر کو جلاوطن کر دیتے۔ یہ لوگ انتقامی جذبے سے زندگیاں گزار رہے تھے۔ بعد میں یہی لوگ قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں پیش پیش رہے۔

نمبر3: مراکش سے کابل تک کا علاقہ اسلام کے زیر نگیں تھا۔ وہاں جو کافر قومیں (یہود و مجوس) موجود تھیں وہ محکوم تھیں۔ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف عداوت کا جذبہ پایا جاتا تھا لیکن عسکری طاقت کے زور پر مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتے تھے اس لیے انہوں نے سازشوں کے جال بچھائے جس کے نتیجے میں قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا دلخراش سانحہ رونما ہوا۔

نمبر4: حکومت کے اہم مناصب پر قریشی لوگ فائز تھے۔ نوجوان قریشی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عہدوں پر موجود تھے ان سے دوسرے قبائل کے لوگوں میں حسد پیدا ہوا کہ ملکی فتوحات میں ہماری

---

[137] تاریخ الاسلام للذھبی: ج3 ص476 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

تلواروں کی کمائی بھی شامل ہے اس لیے مناصب اور عہدوں پر ہمیں بھی مساوات چاہیے۔ کچھ ہی عرصے میں اسی حسد نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی صورت اختیار کر لی۔

نمبر 5: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً ذی مروت اور نرم خو انسان تھے۔ عموماً لوگوں سے سختی کا برتاؤ نہیں کرتے تھے اس وجہ سے بھی شریروں کے حوصلے بلند ہوئے۔ بعد میں انہی شریر و فتنہ پرور لوگوں نے بے خوف ہو کر قاتلین عثمان کا ساتھ دیا اور قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دلدوز صدمے سے امت کو دوچار ہونا پڑا۔

نمبر 6: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اموی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے فطری جذبات اپنے خاندان کے لیے خیر خواہانہ تھے۔ اپنے ذاتی اموال سے ان کی امداد کرتے اور ہدایا و تحائف سے نوازتے۔ شرپسندوں نے اس نیکی کو غلط رنگ دیا اور یہ مشہور کر دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اقرباء پروری کرتے ہوئے سرکاری بیت المال سے انہیں مال و دولت دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض لوگوں میں یہ جذبات پیدا ہوئے کہ ایسے شخص کو خلیفہ نہیں ہونا چاہیے۔

نمبر 7: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو جن علاقوں میں عامل اور حاکم مقرر فرمایا تھا وہاں کے لوگ جب جرائم کرتے تو حکام ان پر حدود و قصاص جاری کرتے، تعزیرات کا نفاذ ہوتا۔ بالخصوص بصرہ، کوفہ اور مصر کے جرائم پیشہ لوگوں نے ان حکام کے خلاف تنظیمیں بنائیں، حکام کو معزول کرانے کے لیے خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی جسے آپ نے کسی صورت قبول نہ کیا۔ بعد میں یہی لوگ اپنے علاقوں سے مدینہ پہنچے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

نمبر 8: سبائی فتنہ پیش پیش رہا۔ جس کا بانی عبداللہ بن سبا تھا۔ اس کا تعلق یمن سے تھا، یہودی تھا، تقیہ اور جھوٹ کی بنیاد پر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ اس کے چند معتقدات یہ ہیں:

(1): لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ یہ تو جانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں دنیا میں لوٹ آئیں گے (یعنی ان کی رجعت ہو گی) لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رجعت کی تکذیب کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ﴾[138]

ترجمہ: جس اللہ نے آپ پر قرآن نازل کیا وہ آپ کو دوبارہ پہلی جگہ پر لانے والا ہے۔

فائدہ: آیت کریمہ کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو واپس مکہ لائیں گے جہاں سے نکلنے اور ہجرت پر لوگوں نے آپ کو مجبور کیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر اس کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔

(2): ہزار ہا انبیاء گزرے ہیں اور ہر نبی نے اپنا ایک وصی (جس کے بارے میں اس نے اپنے جانشین ہونے کی وصیت کی ہو) چھوڑا ہے۔ اور علی؛ محمد کے وصی ہیں۔ محمد خاتم الانبیاء اور علی خاتم الاوصیاء ہیں۔

(3): بھلا بتاؤ! اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو نافذ نہ ہونے دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی کی کرسی پر کود کر بیٹھ جائے اور خلافت کو ناجائز طریقے سے اپنے ہاتھ میں لے لے۔

اپنے مذکورہ بالا معتقدات فاسدہ و باطلہ کی بنیاد پر اس نے لوگوں کی ذہن سازی شروع کی کہ اٹھو! اس نظام کو بدلو، عثمان کی طرف سے جو امراء مقرر ہیں ان پر طعن و تنقید شروع کرو۔ اپنی اس غلط اور باطل کوشش کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نام دو۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو اور انہیں دعوت دو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں اس کی تحریک کے زیادہ اثرات پائے جاتے ہیں۔

نمبر 9: یہی عبداللہ بن سبا اپنے مزعومہ و مذمومہ عقائد و نظریات کی دعوت دینے دیہاتوں میں پھرا، بعض قبائل کے لوگوں کو وہاں کے عاملین و حکام کے خلاف بھڑکایا اور آخر کار مصر پہنچا۔ وہاں اپنی باتوں کو پھیلایا، مصری لوگ اس فتنے کا شکار ہوئے اور قتل عثمان میں پیش پیش رہے۔

نمبر 10: دیگر محرکات و عوامل کے ساتھ ساتھ عبداللہ بن سبا کی محنت سے تیار شدہ فسادی لوگ بصرہ، کوفہ اور مصر سے حج کے دنوں میں حجاج کے قافلوں کے ساتھ نکلے، مکہ جانے کے لیے انہیں مدینہ منورہ کا راستہ پڑتا تھا۔ بصرہ سے چار فرقوں پر مشتمل ایک فسادی گروہ تھا جس کی تعداد ایک ہزار تھی، کوفہ سے چار فرقوں پر مشتمل

---

[138] سورۃ القصص:85

ایک فسادی گروہ تھا جس کی تعداد ایک ہزار تھی، مصر سے چار فرقوں پر مشتمل ایک فسادی گروہ تھا جس کی تعداد ایک ہزار تھی۔ انہوں نے اپنے مراکز میں یہ بات آپس میں طے کی کہ ہم حجاج کرام کے قافلوں کے ساتھ روانہ ہوں گے، مدینہ پہنچ کر ہم ان حاجیوں کا ساتھ چھوڑ دیں گے، کوفہ بصرہ اور مصر کے حجاج مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے اور خود اہل مدینہ کی خاطر خواہ تعداد حج کے لیے مکہ چلے جائے گی جس کی وجہ سے مدینہ میں زیادہ لوگ موجود نہیں ہوں گے۔ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کریں گے اور انہیں قتل کر دیں گے۔ یہ لوگ شوال 35 ہجری میں مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ

فسادی لوگ مدینہ میں پہنچ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ کافی دنوں تک محاصرہ جاری رہا۔ اس دوران آپ کا کھانا وغیرہ بند کر دیا گیا۔ باہر سے کوئی شخص اندر کوئی چیز نہیں بھیج سکتا تھا۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس پانی پہنچایا۔

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: حُصِرَ عُثْمَانُ حَتّٰى كَانَ لَا يَشْرَبُ إِلَّا مِنْ فَقِيْرٍ فِيْ دَارِهٖ، فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيّ فَقُلْتُ: أَرَضِيْتَ بِهٰذَا أَنْ يُحْصَرَ ابْنُ عَمَّتِكَ حَتّٰى وَاللهِ مَا يَشْرَبُ إِلَّا مِنْ فَقِيْرٍ فِيْ دَارِهٖ؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ! أَوَقَدْ بَلَّغُوْا بِهٖ هٰذِهِ الْحَالَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَعَمِدَ إِلٰى رَوَايَا مَاءٍ فَأَدْخَلَهَا إِلَيْهِ فَسَقَاهُ.[139]

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس طرح محصور کر دیا گیا کہ پانی پینے کو نہیں تھا، اپنی حویلی کے ایک فقیر سے پانی لے کر پیتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کی: کیا آپ اس بات پر راضی ہیں کہ آپ کے پھوپھی زاد اس حالت میں محصور ہیں کہ انہیں پانی تک نہیں مل رہا اور وہ اپنی حویلی کے ایک فقیر سے لے کر پی رہے ہیں!! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ازراہِ تعجب و تاسف) فرمایا: سبحان اللہ! کیا ان لوگوں نے انہیں اس حال تک پہنچا دیا ہے؟ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: بالکل، انہوں نے یہی حال کر دیا ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جانوروں پر پانی بھیج کر انہیں پانی پلانے کا انتظام فرمایا۔

امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: أَشْرَفَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى النَّاسِ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ: أَفِيْكُمْ عَلِيٌّ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: أَفِيْكُمْ سَعْدٌ؟ قَالُوا: لَا، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَحَدٌ يُبَلِّغُ فَيَسْقِيْنَا مَاءً؟ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِثَلَاثِ قِرَبٍ مَمْلُوْءَةٍ فَمَا كَادَتْ تَصِلُ إِلَيْهِ حَتّٰى جُرِحَ فِيْ

---

[139] انساب الاشراف للبلاذری: ج 5 ص 568 امر الشوریٰ وبیعۃ عثمان رضی اللہ عنہ

سَبَبِهَا عِدَّةٌ مِنْ مَوَالِيْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَمَوَالِيْ بَنِيْ أُمَيَّةَ حَتّٰى وَصَلَتْ إِلَيْهِ.[140]

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں نظر بند تھے۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوار سے جھانک کر فرمایا کہ کیا آپ لوگوں میں علی موجود ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا سعد موجود ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا: کیا کوئی (مجھ تک) پانی پہنچا سکتا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا۔ انہوں نے آپ کی طرف پانی سے بھرے ہوئے تین مشکیزے بھیجے۔ پانی کا پہنچنا مشکل ہو رہا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پانی پہنچاتے پہنچاتے بنو ہاشم اور بنو امیہ کے بہت سے خدام زخمی ہوئے۔

دشمنوں کے سامنے اپنی حیثیت واضح فرمائی:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنِّيْ رَابِعُ أَرْبَعَةٍ فِي الْإِسْلَامِ وَلَقَدْ أَنْكَحَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهٗ ثُمَّ تُوُفِّيَتْ فَأَنْكَحَنِي ابْنَتَهُ الْأُخْرٰى وَلَا زَنَيْتُ وَلَا سَرَقْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَلَا تَغَنَّيْتُ وَلَا تَمَنَّيْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا مَسَسْتُ فَرْجِيْ بِيَمِيْنِيْ مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ جَمَعْتُ الْقُرْآنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَتَتْ عَلَيَّ جُمُعَةٌ إِلَّا وَأَنَا أُعْتِقُ فِيْهَا رَقَبَةً مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا أَنْ لَّا أَجِدَهَا فِيْ تِلْكَ الْجُمُعَةِ فَأَجْمَعَهَا فِي الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ.[141]

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ) میں چوتھے نمبر پر اسلام قبول کرنے والا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح اپنی بیٹی (سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا) سے کرایا، جب وہ وفات پا گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی سے میرا نکاح فرمایا۔ میں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں نہ کبھی زنا کیا، نہ کبھی چوری کی، نہ گانا گایا۔ نہ کبھی مسلمان ہونے کے بعد دین سے پھرنے کی تمنا کی اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے شرمگاہ کو

[140] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1304 تحت رجوع اھل مصر بعد شخوصھم

[141] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص194 ذکر حصر امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

چھوا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قرآن کریم کی کتابت کی ہے۔ قبول اسلام کے بعد میری زندگی میں کوئی جمعہ ایسا نہیں آیا جس میں کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔ اگر کسی جمعہ غلام نہ ہوتا تو آئندہ جمعہ کو دو غلام آزاد کرتا تھا۔

ایامِ محاصرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک جذبہ:

باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ چالیس دن تک رہا۔ ان دنوں میں آپ مسجد بھی نہیں جا سکے۔ اس دوران بہت سارے جانثاروں نے آپ سے اجازت طلب کی۔

1: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَرْسَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ: إِنَّ مَعِيَ خَمْسَمِائَةِ دَارِعٍ فَأْذَنْ لِيْ فَأَمْنَعُكَ مِنَ الْقَوْمِ ، فَإِنَّكَ لَمْ تُحْدِثْ شَيْئًا بَعْدَ التَّوْبَةِ يُسْتَحَلُّ بِهِ دَمُكَ ، فَقَالَ: "جُزِيْتَ خَيْرًا ، مَا أُحِبُّ أَنْ يُهَرَاقَ دَمٌ بِسَبَبِيْ". [142]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میرے پاس پانچ سو (500) زرہ پوش نوجوان موجود ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں، میں ان لوگوں (بلوائیوں) کو آپ سے مار بھگاؤں گا۔ آپ نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ کو قتل کرنا جائز ہو گیا ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا ہو، میں یہ نہیں چاہتا کہ میری خاطر (شہرِ رسول میں) خون بہایا جائے۔

2: حضرت زبیر بن العوّام رضی اللہ عنہ

امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ النمیری البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِثْلِهَا فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنْ يُهَرَاقَ دَمٌ فِيْ سَبَبِيْ. [143]

---

[142] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1149 تحت رجوع اہل مصر بعد شخوصہم

[143] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1149 تحت رجوع اہل مصر بعد شخوصہم

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی پیش کش حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میری خاطر (شہر رسول میں) خون بہایا جائے۔

3: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ، فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ الْعَامَّةِ، وَقَدْ نَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى، وَإِنِّيْ أَعْرِضُ عَلَيْكَ خِصَالًا ثَلَاثًا، اخْتَرْ إِحْدَاهُنَّ: إِمَّا أَنْ تَخْرُجَ فَتُقَاتِلَهُمْ، فَإِنَّ مَعَكَ عَدَدًا وَقُوَّةً، وَأَنْتَ عَلَى الْحَقِّ، وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ، وَإِمَّا أَنْ نَخْرِقَ لَكَ بَابًا سِوَى الْبَابِ الَّذِيْ هُمْ عَلَيْهِ، فَتَقْعُدَ عَلٰى رَوَاحِلِكَ، فَتَلْحَقَ بِمَكَّةَ، فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْتَحِلُّوْكَ وَأَنْتَ بِهَا، وَإِمَّا أَنْ تَلْحَقَ بِالشَّامِ، فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ، وَفِيْهِمْ مُعَاوِيَةُ.

فَقَالَ عُثْمَانُ: أَمَّا أَنْ أَخْرُجَ فَأُقَاتِلَ، فَلَنْ أَكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ خَلَفَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُمَّتِهٖ بِسَفْكِ الدِّمَاءِ وَأَمَّا أَنْ أَخْرُجَ إِلٰى مَكَّةَ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْتَحِلُّوْنِيْ بِهَا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "يُلْحِدُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ يَكُوْنُ عَلَيْهِ نِصْفُ عَذَابِ الْعَالَمِ، فَلَنْ أَكُوْنَ أَنَا إِيَّاهُ، وَأَمَّا أَنْ أَلْحَقَ بِالشَّامِ فَإِنَّهُمْ أَهْلُ الشَّامِ، وَفِيْهِمْ مُعَاوِيَةُ، فَلَنْ أُفَارِقَ دَارَ هِجْرَتِيْ وَمُجَاوَرَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [144]

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ عوام کے امام ہیں آپ مشکل حالات میں ہیں جیسا کہ آپ کو خود بھی اس کا اچھی طرح احساس ہے۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ آپ تین باتوں میں سے کسی بات کو اختیار فرمالیں۔

نمبر 1: آپ باہر نکلیں مقابلہ کریں، آپ کے ساتھ افرادی قوت موجود ہے۔ آپ حق پر ہیں اور آپ کے مد مقابل باطل پر ہیں۔

[144] مسند احمد: ج 1 ص 371 رقم الحدیث 481 مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نمبر2: جس دروازے پر باغی و فسادی کھڑے ہیں ہم اس کے علاوہ دوسرا دروازہ کھول دیتے ہیں، آپ اس دروازے سے سواری پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں۔ وہاں کوئی شخص آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے کی ہمت نہیں کر سکے گا۔

نمبر3: آپ ملک شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جائیں (وہاں آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا)

آپ رضی اللہ عنہ نے ان باتوں کے جواب میں فرمایا کہ

1: آپ کی پہلی پیش کش کہ میں باہر نکل کر قتال کروں ایسا نہیں ہو سکتا اس لیے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا خلیفہ ہو کر آپ) کی امت میں سب سے پہلا خون بہانے والا نہیں بننا چاہتا۔

2: آپ کی دوسری پیش کش کہ میں مکہ مکرمہ چلا جاؤں ایسا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو قریشی حرم مکہ میں الحاد کرے (یعنی خون بہائے یا خون بہانے کا سبب بنے) تو اس پر آدھی دنیا کے باشندوں کا عذاب ہو گا۔ میں وہ نہیں بننا چاہتا۔

3: آپ کی تیسری پیش کش کہ میں شام چلا جاؤں وہاں شامی لوگ موجود ہیں وہاں معاویہ بن ابی سفیان موجود ہیں ایسا بھی نہیں کر سکتا اس لیے کہ میں دار الہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نہیں چھوڑ سکتا۔

4: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ يَوْمَ الدَّارِ: "قَاتِلْهُمْ، فَوَاللهِ لَقَدْ أَحَلَّ اللهُ لَكَ قِتَالَهُمْ، فَقَالَ: لَا وَاللهِ لَا أُقَاتِلُهُمْ أَبَدًا، قَالَ: فَدَخَلُوا عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ عُثْمَانُ أَمَّرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الدَّارِ، وَقَالَ عُثْمَانُ: مَنْ كَانَتْ لِي عَلَيْهِ طَاعَةٌ فَلْيُطِعْ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ. [145]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی:

[145] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 52 ذکر ما قیل لعثمان فی الخلع

آپ دشمنوں سے لڑیں! بخدا اللہ نے آپ کے ان کے ساتھ لڑنے کو حلال کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں۔ اللہ کی قسم! میں ان سے (مدینہ منورہ میں) کبھی بھی نہیں لڑوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ دشمن آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھس آئے، آپ اس وقت روزے کی حالت میں تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں موجود محافظین پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا: جس پر میری اطاعت واجب ہے اسے چاہیے کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بات مانے۔

5: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

امام ابو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: جَاءَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِلٰى عُثْمَانَ فَقَالَ: هٰذِهِ الْأَنْصَارُ بِالْبَابِ يَقُوْلُوْنَ: إِنْ شِئْتَ كُنَّا أَنْصَارًا لِلّٰهِ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: فَقَالَ عُثْمَانُ: "أَمَّا الْقِتَالُ فَلَا". [146]

ترجمہ: امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ انصار کی ایک جماعت آپ کے دروازے پر موجود ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اللہ (کے دین کی حفاظت) کے لیے نصرت کرنے کو تیار ہے یعنی آپ کے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں۔ انہوں نے دو مرتبہ اس خواہش کا اظہار کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لڑنے کی اجازت نہیں دی۔

6: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ: لَا أَخْتَارُ بِجِوَارِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِوَاهُ، فَقَالَ: أُجَهِّزُ لَكَ جَيْشًا مِنَ الشَّامِ يَكُوْنُوْنَ عِنْدَكَ يَنْصُرُوْنَكَ، فَقَالَ: إِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ أُضَيِّقَ بِهِمْ بَلَدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَوَ اللهِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَتُغْتَالَنَّ أَوْ

[146] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص51 ذکر ما قیل لعثمان فی الخلع

قَالَ: لَتُغْزَيَنَّ، فَقَالَ عُثْمَانُ: حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، ثُمَّ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ السَّيْفَ وَقَوْسُهٗ فِيْ يَدِهٖ، فَمَرَّ عَلٰى مَلَاٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، فِيْهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ وَاتَّكَاَ عَلٰى قَوْسِهٖ وَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَلِيْغٍ يَشْتَمِلُ عَلَى الْوَصَاةِ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ إِسْلَامِهٖ إِلٰى أَعْدَائِهٖ ثُمَّ انْصَرَفَ ذَاهِبًا. [147]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کی حفاظت کے لیے ایک دستہ شام سے روانہ کرتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح اس دستے کو سنبھالنے کا شہر رسول کے مہاجرین وانصار پر بوجھ پڑے گا (جو مجھے پسند نہیں)۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی امیر المومنین! اللہ کی قسم، مجھے خدشہ ہے کہ آپ پر اچانک حملہ نہ ہو جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہی سب سے بہتر کارساز ہے۔ (جب ان حفاظتی تدابیر کے لیے رضامند نہ ہوئے تو) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (اپنے شام کے سفر کے لیے) تلوار اور کمان وغیرہ سے مسلح ہو کر نکلے اور مہاجرین وانصار کی مجلس کے قریب سے گزرے جہاں حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ آپ نے اپنی کمان سے ٹیک لگا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت سے متعلقہ ایک بلیغ گفتگو فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے دشمنوں سے محفوظ رکھیں۔ اس کے بعد آپ وہاں سے چل دیے۔

7: سیدہ نائلہ بنت الفرافصہ رضی اللہ عنہا

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَامَتْ نَائِلَةُ دُوْنَهٗ فَقَطَعَ السَّيْفُ أَصَابِعَهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. [148]

---

[147] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص182 ثم دخلت سنۃ اربع وثلاثین

[148] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص198 صفۃ قتلہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا آپ کو بچانے کے لیے آگے بڑھیں لیکن (مارنے والے کی) تلوار نے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔

8: حسنین کریمین اور اولادِ صحابہ رضی اللہ عنہم

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لِلْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ: اذْهَبَا بِسَيْفَيْكُمَا حَتّٰى تَقُوْمَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ فَلَا تَدَعَا أَحَدًا يَصِلُ إِلَيْهِ وَبَعَثَ الزُّبَيْرُ ابْنَهٗ وَ بَعَثَ طَلْحَةُ ابْنَهٗ وَبَعَثَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْنَاءَهُمْ يَمْنَعُوْنَ النَّاسَ أَنْ يَدْخُلُوْا عَلٰى عُثْمَانَ. [149]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا: تلواریں لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر (پہرے دار بن کر) کھڑے ہو جاؤ اور کڑی نگرانی کرو کہ کوئی دشمن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچنے پائے۔ اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بھیجا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے بیٹوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے بھیجا کہ دشمن ان تک نہ پہنچ سکے۔

عہدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عُثْمَانُ! إِنَّهٗ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ. [150]

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا: عثمان! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے۔ اگر لوگ اس کو اتارنا (یعنی

---

[149] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص 127 تحت خلافتہ وماحدث فی عھدہ من الاحداث

[150] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3705

خلافت چھینا) چاہیں تو ان کی خاطر اسے مت اتارنا (یعنی خلافت سے دستبردار مت ہونا)

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَهْلَةَ، قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ.[151]

ترجمہ: ابو سہلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے محاصرے کے دوران فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد فرمایا تھا تو میں اسی کی پاسداری میں صبر کر رہا ہوں۔

اعتراض:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے مطالبہ پر خلافت چھوڑ دیتے یا ان کا مقابلہ کرتے تاکہ شہادت کا سانحہ پیش نہ آتا۔ بلوائیوں کا مطالبہ تھا کہ آپ خلافت چھوڑ دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت بھی نہیں چھوڑی اور بلوائیوں سے مقابلہ بھی نہیں کیا۔ تو یہ دو کام تھے کہ...

1: خلافت چھوڑ دیتے تو بہتر ہوتا؛ کہ اس سے انتشار ختم ہو جاتا

2: یا مقابلہ کرتے تو بلوائیوں کو پسپائی ہوتی اور آپ کی جان بچ جاتی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا۔

جواب:

[1]: منصبِ خلافت نہ چھوڑنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عہد لیا تھا کہ ایسے کڑے حالات آئیں گے جن میں لوگ آپ سے منصبِ خلافت چھینا چاہیں گے لیکن آپ اس وقت خلافت سے دستبردار نہ ہوں۔ اسی عہد کی پاسداری میں آپ رضی اللہ عنہ نے جان دی لیکن خلافت نہ چھوڑی۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا عُثْمَانُ! إِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ

[151] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3711

يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ. [152]

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا: عثمان! یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص (خلعت خلافت) پہنائیں گے۔ اگر لوگ اس کو اتارنا (خلافت چھیننا) چاہیں تو ان کی خاطر اسے مت اتارنا (یعنی خلافت سے دستبردار مت ہونا)

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَهْلَةَ، قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ. [153]

ترجمہ: حضرت ابو سہلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دورانِ محاصرہ فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد فرمایا تھا تو میں اسی کی پاسداری میں صبر کر رہا ہوں۔

[2]: بلوائیوں سے مقابلہ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ مدینہ منورہ میں خون خرابہ ہو۔ کیونکہ مقابلہ ہوتا تو لازمی بات ہے کہ مدینہ منورہ میں لاشیں گرتیں اور یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے تھے۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمُصْحَفَ يَتْلُوْ فِيْهِ وَاسْتَسْلَمَ لِقَضَاءِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَفَّ يَدَهٗ عَنِ الْقِتَالِ، وَأَمَرَ النَّاسَ وَعَزَمَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يُقَاتِلُوْا دُوْنَهٗ. [154]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے سامنے مصحف (قرآن کریم کا نسخہ) رکھا ہوا تھا جس میں دیکھ کر تلاوت کر رہے تھے۔ اللہ عزوجل کی قضاء کو تسلیم کیا اور خود کو قتال سے روکے رکھا۔ لوگوں کو بھی یہی حکم دیا اور اپنا فیصلہ ان پر نافذ فرمایا کہ وہ آپ کی حفاظت کے لیے بھی خونریزی نہ کریں۔

---

[152] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3705

[153] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3711

[154] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص196 فصل کان الحصار مستمرا من اواخر ذی القعدۃ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

شہادت کی پیش گوئی:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: .... أَنَا جَالِسٌ إِذْ جُعِلَتْ فِيْ يَدِيْ تُفَّاحَةٌ فَانْفَلَقَتِ التُّفَّاحَةُ بِنِصْفَيْنِ فَخَرَجَتْ مِنْهَا جَارِيَةٌ لَمْ أَرَ جَارِيَةً أَحْسَنَ مِنْهَا حُسْنًا وَلَا أَجْمَلَ مِنْهَا جَمَالًا تُسَبِّحُ تَسْبِيْحًا لَمْ يَسْمَعِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ بِمِثْلِهِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتِ يَا جَارِيَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ خَلَقَنِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ نُوْرِ عَرْشِهِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتِ؟ قَالَتْ: لِلْخَلِيْفَةِ الْمَظْلُوْمِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [155]

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی (ایک طویل حدیث میں) ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک سیب رکھا گیا۔ وہ سیب دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تو اس سے ایک لڑکی ظاہر ہوئی۔ میں نے اس سے زیادہ حسن و جمال والی لڑکی نہیں دیکھی تھی۔ وہ اللہ کی ایسی تسبیح بیان کر رہی تھی کہ اولین و آخرین نے اس جیسی تسبیح نہیں سنی ہو گی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں حور عین ہوں۔ اللہ رب العزت نے مجھے اپنے عرش کے (مادہ) نور سے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تمہیں کس کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ (آپ کے بعد آنے والے) اس خلیفہ کے لیے جس کو ظلماً شہید کیا جائے گا یعنی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے۔

فائدہ: یہاں اس بات پر تنبیہ ضروری ہے کہ اس روایت پر محدثین نے سخت کلام کیا ہے حتی کہ بعض حضرات نے اس روایت کو "موضوع" بھی لکھا ہے۔

[155] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص167 رقم الحدیث 597

شہادت سے قبل ایک خواب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ عُثْمَانَ أَصْبَحَ فَحَدَّثَ، فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ: "يَا عُثْمَانُ! أَفْطِرْ عِنْدَنَا.[156]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنی شہادت والی) صبح یہ بات بیان فرمائی کہ میں نے گزشتہ رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: عثمان! ہمارے پاس روزہ افطار کرو۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ لِأُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأَخِيْ! رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ فِيْ هٰذِهِ الْخَوْخَةِ۔ قَالَ: وَخَوْخَةٌ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! حَصَرُوْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: عَطَّشُوْكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! فَأَدْلٰى دَلْوًا فِيْهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتّٰى رَوِيْتُ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَجِدُ بَرْدَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَبَيْنَ كَتِفَيَّ، وَقَالَ لِيْ: إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا. فَاخْتَرْتُ أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهٗ، فَقُتِلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ.[157]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محاصرہ کے دوران ایک دن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تاکہ آپ سے سلام دعا کر سکوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خوش آمدید! رات میں نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر کے چھوٹے دروازے کے پاس دیکھا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں ایک چھوٹا دروازہ بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: عثمان! کیا آپ کو محصور (نظر بند) کر دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا آپ کو ان لوگوں نے پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا: جی

[156] المستدرک علی الصحیحین: ج4 ص62 رقم الحدیث 4610 رؤیا عثمان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ

[157] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص195 فصل کان الحصار مستمرا من اواخر ذی القعدۃ

ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول لٹکایا جس میں پانی تھا، میں نے وہ پانی پیا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ اس کی ٹھنڈک اب بھی اپنے سینے میں پاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو دشمنوں پر آپ کو فتح نصیب ہو اور اگر آپ چاہیں تو ہمارے ساتھ افطار کر لیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ افطار کرنا پسند کیا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسی دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِى الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عبادت بوقتِ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہادت والا دن بھی عبادات میں گزرا۔

1: تلاوتِ قرآن

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں۔

لَمَّا ضَرَبَهُ بِالْمَشَاقِصِ قَالَ عُثْمَانُ: "بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ"، وَإِذَا الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى اللِّحْيَةِ يَقْطُرُ، وَالْمُصْحَفُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَاتَّكَأَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ وَهُوَ يَقُولُ: "سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ"، وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ يَقْرَأُ الْمُصْحَفَ وَالدَّمُ يَسِيلُ عَلَى الْمُصْحَفِ حَتّٰى وَقَفَ الدَّمُ عِنْدَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.[158]

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نیزوں سے وار کیے گئے تو آپ نے فرمایا: اللہ کے نام کے ساتھ (اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہوں)، اللہ پر توکل کرتا ہوں۔ خون آپ کی ڈاڑھی مبارک پر بہہ رہا تھا اور مصحف (قرآن کریم کا نسخہ) آپ کے سامنے موجود تھا۔ آپ نے بائیں جانب ٹیک لگاتے ہوئے سبحان اللہ العظیم پڑھا۔ اس وقت آپ پہلے سے قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے اور خون کے قطرات قرآن کریم پر ٹپک رہے تھے حتی کہ خون کے قطرات قرآن کریم کے الفاظ ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ پر ثبت ہو گئے۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ أَطَافُوْا بِهٖ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَهٗ: "إِنْ تَقْتُلُوْهُ أَوْ تَتْرُكُوْهُ فَإِنَّهٗ كَانَ يُحْيِي اللَّيْلَ كُلَّهٗ فِيْ رَكْعَةٍ يَجْمَعُ فِيْهَا الْقُرْآنَ.[159]

ترجمہ: امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جس وقت باغی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے گھر کے چکر کاٹ رہے تھے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے ان سے

---

[158] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص54 ذکر قتل عثمان رضی اللہ عنہ

[159] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص50 رقم الحدیث 128

فرمایا: اگر تم لوگ انہیں قتل کرو یا نہ کرو لیکن تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ رات بھر عبادت کرتے ہیں جس میں ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَتَاهُ رَجُلٌ بِيَدِهِ جَرِيدَةٌ يُقَدِّمُهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلٰى عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا رَأْسَهُ فَشَجَّهُ. فَقَطَرَ دَمُهُ عَلَى الْمُصْحَفِ. [160]

ترجمہ: ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، وہ آگے بڑھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر وار کیا جس سے آپ بہت زیادہ زخمی ہوئے۔ آپ کے خون کے قطرات مصحف (قرآن کریم کے نسخہ) پر جا گرے۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

دَعَا بِمُصْحَفٍ فَنَشَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقُتِلَ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ. [161]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کا نسخہ منگوایا اور اسے کھول کر سامنے رکھا۔ آپ کی شہادت کے وقت قرآن کریم آپ کے سامنے موجود تھا۔

2: روزہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد الحاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ... أَصْبَحَ عُثْمَانُ صَائِمًا فَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. [162]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے روزہ کی حالت میں صبح کی اور اس دن روزے کی حالت میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔

---

[160] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص197 صفۃ قتلہ رضی اللہ عنہ

[161] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص196 فصل کان الحصار مستمرا من اواخر ذی القعدۃ

[162] المستدرک علی الصحیحین: ج4 ص62 رقم الحدیث 4610 رؤیا عثمان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ

3: غلاموں کی آزادی

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُسْلِمٍ أَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ عُثْمَانَ أَعْتَقَ عِشْرِيْنَ مَمْلُوْكًا. [163]

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ابو سعید مسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ (دورانِ محاصرہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلام آزاد فرمائے۔

4: قیامِ امن کا حکم

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمُصْحَفَ يَتْلُوْ فِيْهِ وَاسْتَسْلَمَ لِقَضَاءِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكَفَّ يَدَهٗ عَنِ الْقِتَالِ، وَأَمَرَ النَّاسَ وَعَزَمَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يُقَاتِلُوْا دُوْنَهٗ. [164]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے سامنے مصحف (قرآن کریم کا نسخہ) رکھا ہوا تھا جس میں دیکھ کر تلاوت کر رہے تھے۔ اللہ عزوجل کی قضاء کو تسلیم کیا اور خود کو قتال سے روکے رکھا۔ لوگوں کو بھی یہی حکم دیا اور اپنا فیصلہ ان پر نافذ فرمایا کہ وہ آپ کی حفاظت کے لیے بھی خونریزی نہ کریں۔

5: دعا

امام ابو العرب محمد بن احمد بن تمیم التمیمی الافریقی رحمہ اللہ (ت 333ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ لِلَّذِيْنَ حَضَرُوْا عُثْمَانَ حِيْنَ قُتِلَ: مَا كَانَ قَوْلُهٗ وَهُوَ مُتَشَحِّطٌ فِيْ دَمِهٖ؟ قَالُوْا كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ. [165]

ترجمہ: حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے

[163] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص196 فصل کان الحصار مستمرا من اواخر ذی القعدۃ

[164] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص196 فصل کان الحصار مستمرا من اواخر ذی القعدۃ

[165] کتاب المحن: ص87 ذکر مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وما روی فی ذالک

پوچھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھے کہ جب آپ خون میں لت پت تھے تو آپ نے کیا دعا مانگی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آخر وقت میں یہ دعا مانگی:

"اللّٰهُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللّٰهُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ"

اے اللہ! امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتفاق نصیب فرما! اے اللہ امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتفاق نصیب فرما!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

شہادت اور شہادت کے بعد

امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَتْ: إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ قُتِلَ. فَدَخَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمَا فَوَجَدُوا عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَذْبُوحًا فَانْكَبُّوا عَلَيْهِ يَبْكُونَ وَخَرَجُوا وَدَخَلَ النَّاسُ فَوَجَدُوهُ مَقْتُولًا. وَبَلَغَ عَلِيًّا الْخَبَرُ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَسَعْدًا وَمَنْ كَانَ بِالْمَدِينَةِ. فَخَرَجُوا وَقَدْ ذَهَبَتْ عُقُولُهُمْ لِلْخَبَرِ الَّذِي أَتَاهُمْ حَتَّى دَخَلُوا عَلَيْهِ فَوَجَدُوهُ مَذْبُوحًا فَاسْتَرْجَعُوا. [166]

ترجمہ: (جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو اس وقت آپ کی اہلیہ) سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو بتایا کہ امیر المومنین (حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا گیا ہے۔ حضرت حسن، حسین رضی اللہ عنہما اور جو لوگ ان دونوں کے ساتھ تھے وہ گھر میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذبح کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھک گئے اور رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے۔ ان کے بعد باقی لوگ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید پایا۔ یہ خبر حضرت علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر، سعد رضی اللہ عنہم اور جو لوگ مدینہ میں موجود تھے ان تک پہنچی۔ یہ سب لوگ اپنے گھروں سے باہر نکلے۔ اس خبر نے سب کے اوسان خطا کر دیے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے، آپ کو شہید پایا اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈانٹ:

امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ البصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِابْنَيْهِ: كَيْفَ قُتِلَ وَأَنْتُمَا عَلَى الْبَابِ؟ وَلَطَمَ الْحَسَنَ وَضَرَبَ الْحُسَيْنَ. [167]

---

[166] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1305 تحت رجوع اهل مصر بعد شخوصهم

[167] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1305 تحت رجوع اهل مصر بعد شخوصهم

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں کو جھنجھوڑ کر فرمایا کہ تمہارے ہوتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیسے شہید کر دیا گیا؟ (دشمن اپنے مقصد میں کیسے کامیاب ہو گیا؟) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو طمانچہ مارا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی مارا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ:

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ فَتَّشُوْا خَزَانَتَهٗ فَوَجَدُوْا فِيْهَا صُنْدُوْقًا مُقَفَّلًا فَفَتَحُوْهُ فَوَجَدُوْا فِيْهِ حُقَّةً فِيْهَا وَرَقَةٌ مَكْتُوْبٌ فِيْهَا:

"هٰذِهٖ وَصِيَّةُ عُثْمَانَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ، وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ، وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ، لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيْهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، عَلَيْهَا يَحْيٰى وَعَلَيْهَا يَمُوْتُ، وَعَلَيْهَا يُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. [168]

ترجمہ: حضرت علاء بن فضل رحمہ اللہ اپنے والد فضل سے روایت کرتے ہیں کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو (ان کے وہاں سے فرار ہونے کے بعد) لوگوں نے آپ کے سامان کو تلاش کیا تو انہیں ایک صندوق ملا جسے تالا لگا ہوا تھا۔ اسے کھولا گیا۔ وہاں پر ایک چھوٹے سے برتن میں بند ایک ورق تھا جس پر لکھا تھا:

"یہ عثمان کی وصیت ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم، عثمان بن عفان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور عثمان بن عفان اس بات کی بھی گواہی دیتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، جنت اور دوزخ برحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دن لوگوں کو قبروں سے اٹھائیں گے جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ عثمان نے اسی

[168] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص196 فصل کان الحصار مستمرا من اواخر ذی القعدۃ

عقیدے پر زندگی گزاری ہے اور اسی عقیدے پر وفات پائے گا، اور قیامت کے دن اسی عقیدے پر عثمان کو اٹھایا جائے گا۔"

نماز جنازہ:

آپ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی اطلاع جب مدینہ طیبہ میں پھیلی تو جو جہاں تھا وہیں ٹھہر گیا، کسی کو یقین نہیں آرہا تھا کہ باغی اس حد تک جاسکتے ہیں، ہر آنکھ اشکبار تھی۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: صَلَّى الزُّبَيْرُ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَدَفَنَهُ وَكَانَ أَوْصٰى إِلَيْهِ. [169]

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو (نمازِ جنازہ پڑھانے کی) وصیت فرمائی تھی۔

بوقتِ شہادت فرشتوں کی دعائے مغفرت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَمَرَ بِالشُّوْرٰى، دَخَلَتْ عَلَيْهِ حَفْصَةُ ابْنَتُهُ، فَقَالَتْ: يَا أَبَتِ! إِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ الَّذِيْنَ جَعَلْتَهُمْ فِي الشُّوْرٰى لَيْسَ هُمْ بِرَضًى، فَقَالَ: أَسْنِدُونِي، فَأَسْنَدُوْهُ، وَهُوَ لِمَا بِهِ، فَقَالَ: مَا عَسٰى أَنْ يَقُوْلُوْا فِيْ عُثْمَانَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "يَوْمَ يَمُوْتُ عُثْمَانُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ." قُلْتُ: لِعُثْمَانَ خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: "بَلْ لِعُثْمَانَ خَاصَّةً." [170]

ترجمہ: حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے اور انہوں نے (امر خلافت کے بارے میں) شوریٰ کو حکم

---

[169] مسند احمد: ج1 ص399 رقم الحدیث 549 و من اخبار عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[170] المعجم الاوسط للطبرانی: ج2 ص249 رقم الحدیث 3172

دیا۔ اسی دوران آپ کی صاحبزادی (ام المومنین زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں تشریف لائیں اور عرض کی: ابو جان! بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں کو آپ نے شوریٰ کے لیے منتخب فرمایا ہے وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (شدت تکلیف کی وجہ سے) فرمایا کہ مجھے سہارا دیں۔ وہاں پر موجود لوگوں نے آپ کو سہارا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت سخت تکلیف کی حالت میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید لوگ ایسی باتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کر رہے ہوں حالانکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس دن عثمان کی شہادت ہو گی اس دن آسمان کے فرشتے ان کے لیے دعائے رحمت کریں گے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا یہ صرف عثمان کے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے خاص ہے۔

تکفین و تدفین:

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی (ت 241ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

دُفِنَ فِيْ ثِيَابِهٖ بِدِمَائِهٖ وَلَمْ يُغَسَّلْ. [171]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غسل دیے بغیر شہادت والے خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا گیا۔

شہادت کا دن، مہینہ اور سال:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: .... قُتِلَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَمَانِ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، تَمَامَ سَنَةِ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ. [172]

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن بُکیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو 18 ذوالحج سن 35 ہجری بروز

[171] مسند احمد: ج1 ص393 رقم الحدیث 531 مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[172] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص44 رقم الحدیث 105

جمعۃ المبارک شہید کر دیا گیا۔

کل عمر:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: ..... وَسِنُّهُ ثَمَانٍ وَثَمَانُونَ سَنَةً. [173]

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن بُکیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کل عمر 88 سال تھی۔

کل زمانہ خلافت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ: .... وَكَانَتْ وِلَايَةُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. اثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً. [174]

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن بُکیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کل عرصہ خلافت 12 سال ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[173] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص44 رقم الحدیث 105

[174] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص44 رقم الحدیث 105

﴿حصہ دوم﴾

اعتراضات وجوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراض نمبر 1

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نام کا معنی درست نہیں

1: ابو طاہر مجد الدین محمد بن یعقوب الشیرازی الفیروز آبادی رحمہ اللہ (ت 817ھ) لکھتے ہیں:

وَالْعُثْمَانُ: فَرْخُ الثُّعْبَانِ، وَالْحَيَّةُ أَوْ فَرْخُهَا. [175]

ترجمہ: عثمان کا معنیٰ سانپ کا بچہ اور سانپ یا اس کا بچہ ہے۔

2: مشہور لغوی مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ (ت 1415ھ) لکھتے ہیں:

اَلْعُثْمَانُ: سپولیا، اژدھے کا بچہ۔[176]

اعتراض:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان کے نام کا معنیٰ درست نہیں ہے۔ کیونکہ "عثمان" کا معنیٰ ہوتا ہے: سانپ یا اس کا بچہ۔

جواب نمبر 1:

"عثمان" عربی زبان کا لفظ ہے، اس کے کئی معانی آتے ہیں۔ اس کا ایک معنی ہے: پرندے کا بچہ۔

مشہور لغوی ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوہری رحمہ اللہ (ت 393ھ) لکھتے ہیں:

عُثْمَانُ: اسْمُ رَجُلٍ وَيُقَالُ: الْعُثْمَانُ: فَرْخُ الْحُبَارٰی. [177]

ترجمہ: عثمان: آدمی کا نام ہے، کہا جاتا ہے کہ عثمان (کا معنیٰ ہے): پرندے کا بچہ۔

---

[175] القاموس المحیط تحت: فصل العین

[176] القاموس الوحید ص 1047

[177] الصحاح، ص 671، طبع بیروت لبنان

لہٰذا صرف ایک معنیٰ کو لے کر اعتراض کرنا زبانِ عرب سے ناواقفیت کی علامت ہے۔

جواب نمبر 2:

اسماء واعلام میں اصل مادہ کا لغوی معنی مراد نہیں ہوتا اور علم بن جانے کی صورت میں اصل معنی چھوڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ اہلِ عرب سے اس کی کئی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مثلا "اُوَیس" کے معنی "بھیڑیا" کے آتے ہیں، ایک مشہور تابعی کا نام بھی اویس (قرنی) ہے، صحیح مسلم شریف میں ان کی فضیلت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

چنانچہ امام ابوالحسن مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ، يُقَالُ لَهُ "أُوَيْسٌ" لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. [178]

ترجمہ: حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوفہ کے چند لوگ وفد کی صورت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا کہ جو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا مزاح اڑایا کرتا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہاں پر کوئی قرنی ہے؟ تو وہی شخص (حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ) آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک آدمی آئے گا جسے کا نام "اویس" ہوگا۔ وہ یمن کو اپنی والدہ کی وجہ سے نہیں چھوڑے گا، اسے برص کی بیماری ہوگی۔ وہ اللہ سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس بیماری کو دور فرمادیں گے سوائے ایک دینار یا ایک درہم کے (دینار یا درہم کے بقدر برص کی بیماری کا نشان باقی رہ جائے گا) تو تم میں سے جو کوئی بھی اس سے ملاقات کرے تو

[178] صحیح مسلم: رقم الحدیث 6490

وہ اپنے لئے ان سے مغفرت کی دعا کرائے۔

امام ابو الفضل محمد بن مکرّم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری رحمہ اللہ (ت 711ھ) لکھتے ہیں

"أُوَيْسُ" تَصْغِيْرُ أَوْسٍ وَهُوَ مِنْ أَسْمَاءِ الذِّئْبِ. [179]

جب یہ لفظ علم مستعمل ہوا ہے تو کسی فرد کا بھی ذہن اس کے لغوی معنی کی طرف نہیں جاتا اور نہ ہی اس نام پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

جواب نمبر 3:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ برے ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے جیسا کہ "عاصیہ" نام کو "جمیلہ" سے بدل دیا اور "اصرم" نام کو "زرعہ" سے تبدیل کیا۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيْلَةُ. [180]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام بدل دیا اور فرمایا: تو جمیلہ ہے (یعنی اب سے تیرا نام جمیلہ ہے)۔

فائدہ: عاصیہ؛ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی جس کے معنی گنہگار کے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام "جمیلہ" رکھ دیا جس کا معنی ہے: اچھے اخلاق و کردار والی۔

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ "أَصْرَمُ" كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ أَتَوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا اسْمُكَ؟ قال: أَنَا أَصْرَمُ

[179] لسان العرب، ج1ص55

[180] سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 4952

قَالَ: بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ. [181]

ترجمہ: حضرت اسامہ بن اخدری تمیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جسے اصرم کہا جاتا تھا، اس جماعت میں سے تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اصرم ہوں، تو آپ نے فرمایا: بلکہ تم زرعہ ہو (تمہارا نام زرعہ ہے)۔

فائدہ: اصرم کا معنی ہے: "بہت زیادہ کاٹنے والا"۔ تو آپ نے نام رکھا: "زرعہ"، جس کا معنی ہے: "کھیتی لگانے والا"

درج بالا روایات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غلط ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہیں بدلا، تو نام کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

فائدہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام عثمان تھا۔

ابو طاہر مجید الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم الشیرازی الفیروز آبادی (ت 817ھ) لکھتے ہیں:

وَعُثْمَانُ: عِشْرُوْنَ صَحَابِيًا. [182]

ترجمہ: (تقریباً) بیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام "عثمان" تھا۔

---

[181] سنن ابی داؤد، رقم الحدیث 4954

[182] القاموس المحیط تحت: فصل العین

اعتراض نمبر 2

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے اہم ترین اور پہلے غزوہ؛ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

جواب:

جنگ میں شرکت کی دو صورتیں ہیں:

1: آدمی میدانِ جہاد میں موجود ہو یعنی قتال میں شریک ہو۔

2: آدمی امیر لشکر کی تشکیل پر ہو۔

ان دونوں صورتوں کی مثال عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں مل جاتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوۂ میں شرکت کی دوسری صورت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود کو پیش کر دیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تشکیل فرمائی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رکے رہیں اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کریں۔

1: امام ابوعبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مِكْنَفِ بْنِ حَارِثَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَدْرٍ خَلَّفَ عُثْمَانَ عَلَى ابْنَتِهٖ رُقَيَّةَ، وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَمَاتَتْ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يَوْمَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ بَشِيْرًا بِمَا فَتَحَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ وَضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ بِسَهْمِهٖ وَأَجْرِهٖ فِيْ بَدْرٍ فَكَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا. [183]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مکنف بن حارثہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[183] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص41 باب ذکر اسلام عثمان بن عفان

وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کیلئے چھوڑا جو اس وقت بیمار تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اسی دن ہوا جس دن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں اس فتح کی خوشخبری لائے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر والے دن عطا فرمائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غزوۂ بدر کا حصہ بھی دیا اور اجر میں بھی شریک ٹھہرایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیثیت ان صحابہ کی طرح تھی جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

2: امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ ایک مصری شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کچھ اعتراضات کیے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان اعتراضات کے جوابات دیے۔ ان اعتراضات میں ایک اعتراض یہی تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا:

وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ". [184]

ترجمہ: بدر کی لڑائی میں ان کے موجود نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں جو کہ بیمار تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔

استدلال:

غزوۂ بدر کی فتح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے فاتحین بدر کے مساوی مال غنیمت دیا تھا جو اس بات کی دلیل ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار شرکائے بدر میں کیا گیا تھا۔

---

[184] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4066

اعتراض نمبر 3

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں میدان چھوڑ کر چلے گئے

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللهِ بْنَ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: "إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ"، فَهَزَمُوْهُمْ قَالَ: فَأَنَا وَاللهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَأَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِيَابَهُنَّ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ: الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيْمَةَ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ: أَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوْا: وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ. فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ فَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ الْحَدِيْثَ. [185]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد والے دن حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیز اندازوں کا امیر مقرر کیا جن کی تعداد پچاس تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ اگر یہ منظر بھی دیکھو کہ ہمیں پرندے نوچ رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تمہاری طرف کوئی پیغام نہ بھیج دوں، اور اگر تم یہ منظر بھی دیکھ لو کہ ہم نے مخالف فوج کو واضح شکست دے دی ہے اور ان کی لاشوں کو روند ڈالا ہے تب بھی اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹنا جب تک میں تمہاری طرف کوئی پیغام نہ بھیج دوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار کو شکست دے دی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے

[185] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3039

ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے (مشرکین کی) عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے تیزی سے (میدان چھوڑ کر) بھاگ رہی تھیں اور ان کے پازیب اور پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت جمع کرو، اے قوم! غنیمت جمع کرو۔ تمہارے ساتھی غالب آ چکے ہیں تو اب کس کس بات کا انتظار ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جو ہدایت فرمائی تھی کیا تم اسے بھول گئے ہو؟ لیکن ان ساتھیوں نے کہا: قسم بخدا! ہم ضرور جائیں گے اور مالِ غنیمت جمع کریں گے۔ چنانچہ جب یہ لوگ (اپنی جگہ چھوڑ کر) ان کے پاس آئے تو ان کے چہرے پھیر دیے گئے اور وہ شکست سے دوچار ہو کر (میدان سے) لَوٹتے ہوئے نظر آئے۔ یہی وہ موقع ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باقی رہ گئے۔

امام فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) لکھتے ہیں:

وَمِنْهُمْ أَيْضًا عُثْمَانُ، انْهَزَمَ مَعَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمَا: سَعْدٌ وَعُقْبَةُ، انْهَزَمُوا حَتّٰى بَلَغُوْا مَوْضِعًا بَعِيْدًا. [186]

ترجمہ: میدان چھوڑنے والوں میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) بھی تھے جو دو انصاری صحابہ سعد اور عقبہ (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ چلے گئے تھے اور بہت دور ایک مقام پر جا پہنچے تھے۔

فائدہ: اُحُد پہاڑ کی ایک طرف دَرَّہ ہے جو جبلِ رماۃ کے نام سے معروف ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ پچاس تیر اندازوں کو مقرر فرمایا اور تاکید کی کہ جب تک میرا حکم نہ ہو آپ لوگوں نے یہاں سے ہٹنا نہیں، چاہے فتح ہو یا شکست۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی جانثاری اور جوانمردی کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور مشرکین بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ کچھ مسلمان ان کو بھگا رہے تھے اور کچھ مال غنیمت اکٹھا کر رہے تھے۔ دَرَّہ پر مقرر تیر انداز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر نیچے

[186] التفسیر الکبیر للرازی: ج9 ص42 تحت سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ 155

اتر کر اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر غنیمت اکٹھی کرنے لگے۔ دوسری طرف خالد بن ولید نے جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، درہ خالی دیکھا تو اچانک حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اس حملہ کے بعد بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے میدان چھوڑ دیا اور بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

اعتراض:

غزوۂ احد میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدان چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ان جانے والے حضرات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے حالانکہ وہ موقع میدان چھوڑ کر جانے کا نہیں بلکہ میدان میں ٹھہر کر دشمن سے مقابلہ کرنے کا تھا۔

جواب:

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں۔ محفوظ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے بشری تقاضوں کے مطابق کبھی کوئی خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمے میں وہ باقی نہیں رہنے دیتے یعنی دنیا میں اس خطا کی معافی عطا فرما دیتے ہیں اور اس خطا کی وجہ سے ملنے والے اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ فرما لیتے ہیں۔

غزوۂ احد میں مشرکین کی طرف سے جو اچانک حملہ ہوا تھا اس کے نتیجے میں مسلمان ایک اضطرابی کیفیت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اسی اضطراب و پریشانی نے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجبور کیا اور ان سے میدان سے لوٹنے کی خطا سرزد ہو گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس خطا کو معاف فرما دیا ہے۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

1: فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (١٥٥)﴾ [187]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس کی بھی معافی دے دی۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات بخشنے والی اور بردبار ہے۔

[187] سورۃ اٰل عمران:155

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) نے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ ایک مصری شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کچھ اعتراضات کیے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان اعتراضات کے جوابات دیے۔ ان اعتراضات میں ایک اعتراض یہی تھا جس کے جواب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ عَفَا عَنْهُ. [188]

ترجمہ: احد کی لڑائی میں میدان سے لَوٹنے سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کر دی ہے۔

3: علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) لکھتے ہیں:

لَا تَعْيِيْرَ بَعْدَ عَفْوِ اللهِ تَعَالٰى عَنِ الْجَمِيْعِ وَنَحْنُ لَا نَدَّعِي الْعِصْمَةَ فِي الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَلَا نَشْتَرِطُهَا فِي الْخِلَافَةِ. [189]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاف فرما دینے کے بعد تو اعتراض کی کوئی وجہ بنتی ہی نہیں۔ نیز ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معصوم ہونے کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی عصمت کو خلافت کے لیے شرط قرار دیتے ہیں۔ (اس لیے جب خطا معاف ہو گئی تو اعتراض ہی ختم ہو گیا۔)

---

[188] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4066

[189] روح المعانی: ج 3 ص 99 تحت تفسیر سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ 155

اعتراض نمبر 4

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان میں شریک نہیں ہوئے

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے بیعت رضوان میں شرکت نہیں کی تھی۔

جواب:

بیعتِ رضوان میں درج ذیل چند امور تھے۔

1: یہ بیعت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہی کی وجہ سے لی گئی تھی۔

2: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔

3: بیعت لیتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔

تو یہ بیعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کی وجہ سے لی گئی تھی جو اس وقت مکہ میں روک لیے گئے تھے اور ان کی طرف سے بیعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے فرمائی تھی۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عدمِ شرکت کو بنیاد بنا کر ان پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

اس حوالے سے چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَبَعَثَهُ إِلىٰ أَبِيْ سُفْيَانَ وَأَشْرَافِ قُرَيْشٍ، يُخْبِرُهُمْ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ لِحَرْبٍ وَإِنَّهُ إِنَّمَا جَاءَ زَائِرًا لِهٰذَا الْبَيْتِ وَمُعَظِّمًا لِحُرْمَتِهِ. [190]

[190] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: ج2 ص315 عثمان رسول محمد الی قریش

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ کو سرداران قریش بالخصوص ابوسفیان کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ لڑنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت (بصورتِ عمرہ) کرنے آئے ہیں اور اس کی حرمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی تعظیم کریں گے۔

2: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسَ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ"، فَضَرَبَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيْهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ. [191]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب (اللہ رب العزت کی طرف سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیعت رضوان کا حکم دیا گیا۔ تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد اور سفیر بن کر مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے بیعت لی اور فرمایا: عثمان؛ اللہ اور اس کے رسول کے کام کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک مبارک ہاتھ کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر) دوسرے مبارک ہاتھ پر رکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ لوگوں کے لیے ان کے اپنے ہاتھوں سے بہت بہتر تھا۔

3: حج پر آنے والے ایک آدمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے تھے تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو جوابات دیے تھے۔ ان اعتراضات میں یہی اعتراض بھی تھا جس کے جواب میں آپ رضی

---

[191] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3702

اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا تھا:

وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ.[192]

ترجمہ: بیعت رضوان میں ان کی شرکت نہ کرنے کا جو سوال ہے تو وادی مکہ میں (اہلِ مکہ کی نظر میں) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ معزز کوئی اور شخص ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بجائے اسی کو بھیجتے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[192] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4066

اعتراض نمبر 5

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارا

(شیعہ مؤرخ) احمد بن ابویعقوب بن جعفر الیعقوبی (ت 284ھ) لکھتے ہیں:

فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعُثْمَانُ يَخْطُبُ فَقَالَ عُثْمَانُ: اِنَّهٗ قَدْ قَدِمَتْ عَلَيْكُمْ دَابَّةُ سُوْءٍ، فَكَلَّمَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِكَلَامٍ غَلِيْظٍ فَأَمَرَ بِهٖ عُثْمَانُ فَجُرَّ بِرِجْلِهٖ حَتّٰى كُسِرَ لَهٗ ضَلْعَانِ. [193]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) مسجد میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) خطبہ دے رہے تھے۔ خطبہ کے دوران ہی انہوں نے کہا: "(اے لوگو!) تمہارے پاس بری سواری آئی ہے۔" اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے ان سے سخت لہجے میں گفتگو کی۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے (اپنے خدام کو) حکم دیا (کہ وہ انہیں ماریں) تو ان کی ٹانگ کو پکڑ کر کھینچا گیا جس سے حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ گر پڑے اور ان) کی دو پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

اعتراض:

اس عبارت کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو زدکوب کروایا یہاں تک ان کی پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں۔

جواب نمبر 1:

یہ روایت ثابت ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ احمد بن ابویعقوب بن جعفر الیعقوبی (ت 284ھ) نے اپنی کتاب "تاریخ یعقوبی" میں اس روایت کو بغیر سند اور کے پیش کیا ہے، تو بلا سند روایت کیسے معتبر ہو سکتی ہے؟

اس روایت کے ثابت نہ ہونے پر مورخین کی آراء ملاحظہ ہوں:

1: امام ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد المعافری ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت 543ھ) لکھتے ہیں:

---

[193] تاریخ یعقوبی: ج 2 ص 170 تحت ایام عثمان بن عفان

وَأَمَّا ضَرْبُهُ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ وَمَنْعُهُ عَطَاءَهُ فَزُوْرٌ. [194]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارنا اور وظیفہ روک لینا یہ بات بے بنیاد ہے۔

2: علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُكَ "ضَرَبَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ حَتّٰی مَاتَ" فَهٰذَا مِنْ اَسْمَجِ الْكَذِبِ الْمَعْلُوْمِ. [195]

ترجمہ: جہاں تک تمہاری اس بات کا تعلق ہے کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارا جس کی وجہ سے ان کی وفات ہو گئی" تو یہ بات واضح جھوٹ ہے۔

3: مؤرخ حسین بن محمد دیار بکری الشافعی رحمہ اللہ (ت 982ھ) لکھتے ہیں:

اَمَّا مَا رَوَوْهُ مِمَّا جَرٰی عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَمَرَ غُلَامَهُ بِضَرْبِهٖ اِلٰی اٰخِرِ مَا قَرَّرُوْهُ فَكُلُّهُ بُهْتَانٌ وَ اخْتِلَاقٌ لَا يَصِحُّ مِنْهُ شَيْئٌ وَهٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةُ لَا يَتَحَامَوْنَ الْكِذْبَ فِيْمَا يَرْوُوْنَهُ مُوَافِقًا لِاَغْرَاضِهِمْ اِذْ لَا دِيَانَةَ تَرُدُّهُمْ لِذٰلِكَ. [196]

ترجمہ: لوگ یہ جو بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارا پیٹا جائے تو یہ سب بہتان اور بے بنیاد بات ہے۔ اس حوالے سے کوئی بات درست نہیں ہے۔ (ایسی باتیں نقل کرنے والے) یہ جاہل لوگ اپنی (باطل) اغراض (کو ثابت کرنے) کے لیے جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے کیونکہ (ان میں) دیانت نام کی کوئی چیز تو ہے نہیں جو انہیں اس (بہتان تراشی) سے باز رکھ سکے۔

جواب نمبر 2:

مذکورہ بالا واقعہ "روایۃً" درست نہ ہونے کے ساتھ ساتھ "درایۃً" (عقلی طور پر) بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے باہمی تعلقات اس حد تک

[194] العواصم من القواصم: ص 63 موقف عثمان من عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

[195] المنتقی من منہاج الاعتدال للذہبی: ص 409

[196] تاریخ الخمیس: ج 2 ص 270 الجواب عن الطعن العاشر

محبت کے تھے کہ باہمی لڑائی کی یہ بات تصور بھی نہیں جاسکتی۔ باہمی الفت ومحبت پر چند دلائل ملاحظہ ہوں:

1: خلیفہ کے انتخاب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنا۔

2: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنا۔

3: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھانا۔

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(1) خلیفہ کے انتخاب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب چھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے انتخاب کا مسئلہ پیش آیا تو اس موقع پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتخاب کی حمایت کی۔ اس پر درج ذیل تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

اِنَّا اجْتَمَعْنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَالُ عَنْ خَيْرِنَا ذِىْ فَوْقٍ فَبَايَعْنَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ. [197]

ترجمہ: (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا) ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد) جمع ہوئے اور ہم نے اپنے سے بہتر شخصیت کے خلیفہ منتخب کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ چنانچہ ہم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

2: علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا اسْتَخْلَفَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَمَّرْنَا خَيْرَ مَنْ بَقِيَ وَلَمْ نَالُ. [198]

---

[197] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 46 ذکر بیعت عثمان رضی اللہ عنہ

[198] مجمع الزوائد: ج 9 ص 88 بحث فضائل عثمان رضی اللہ عنہ

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے موجود لوگوں میں سے سب سے بہتر کو امیر مقرر کیا اور ہم نے اس معاملہ میں کوئی کوتاہی نہیں برتی۔

(2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں کوفہ سے مدینہ منورہ آگئے تھے اور ان ایام میں آپ رضی اللہ عنہ پر بیماری کا شدید حملہ ہوا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

ثُمَّ قَدِمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَرِضَ بِهَا فَجَاءَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَائِدًا.[199]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (کوفہ سے) مدینہ منورہ آئے اور وہاں بیمار ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

(3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھانا:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد البصری رحمہ اللہ (ت430ھ) لکھتے ہیں:

صَلّٰى عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَاسْتَغْفَرَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهٖ قَبْلَ مَوْتِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وَ هُوَ اَثْبَتُ عِنْدَنَا اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلّٰى عَلَيْهِ.[200]

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے ان دونوں حضرات نے ایک دوسرے کے حق میں استغفار کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات ہمارے ہاں ثابت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنازہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔

[199] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص175 تذکرۃ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

[200] الطبقات الکبری لابن سعد: ج3 ص118 ترجمۃ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

اعتراض نمبر 6

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جلاوطن کیا

امام ابوالحسن عزالدین ابن الاثیر علی بن ابی الکرم محمد بن محمد رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

ذِكْرُ تَسْيِيرِ أَبِي ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ.

وَفِي هٰذِهِ السَّنَةِ كَانَ مَا ذُكِرَ فِي أَمْرِ أَبِي ذَرٍّ وَإِشْخَاصِ مُعَاوِيَةَ إِيَّاهُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَدْ ذُكِرَ فِي سَبَبِ ذٰلِكَ أُمُورٌ كَثِيرَةٌ، مِنْ سَبِّ مُعَاوِيَةَ إِيَّاهُ وَتَهْدِيدِهِ بِالْقَتْلِ وَحَمْلِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ مِنَ الشَّامِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَنَفْيِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى الْوَجْهِ الشَّنِيعِ. [201]

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مقامِ ربذہ کی طرف جلاوطن کرنا۔ اس سال (سن 30 ہجری میں) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا (مدینہ منورہ سے مقامِ ربذہ کی طرف جلاوطنی کا) مذکورہ واقعہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انہیں شام سے مدینہ منورہ بھجوانے کا واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ کے اسباب میں کئی چیزیں بیان کی جاتی ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں گالیاں دی تھیں، انہیں قتل کی دھمکی دی تھی، شام سے مدینہ کی طرف بغیر سامان واسباب کے بھیج دیا تھا اور انہیں مدینہ منورہ سے بہت برے طریقے سے جلاوطن کیا گیا تھا۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغیر ساز وسامان اور سہولیاتِ سفر کے شام سے مدینہ کی طرف ملک بدر کیا، پھر جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے یہی معاملہ کیا کہ بری طرح انہیں مقامِ زبدہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

---

[201] الکامل فی التاریخ لابن اثیر: ج3 ص113 ذِكْرُ تَسْيِيرِ أَبِي ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ

جواب نمبر1:

معترض کی یہ کس قدر بد دیانتی ہے کہ اس نے اعتراض تو نقل کر دیا ہے لیکن مصنف نے جو اِن وجوہات کو نقل کرنے کے بعد آگے خود ان کی تردید کی ہے، معترض نے اسے نقل نہیں کیا۔

واضح رہے کہ امام ابوالحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی الجزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) اس بات کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ النَّقْلُ بِهِ.[202]

ترجمہ: ان تمام تر باتوں کے متعلق کوئی صحیح روایت منقول نہیں۔

جواب نمبر2:

یہ واقعہ ان واہیات وخرافات کے ساتھ بالکل ثابت ہی نہیں ہے۔ چنانچہ مؤرخین نے اس کے غلط ہونے کی تصریح کی ہے۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ رَحِمَهُ اللهُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! عُثْمَانُ أَخْرَجَ أَبَا ذَرٍّ؟ قَالَ: مَعَاذَ اللهِ.[203]

ترجمہ: حضرت غالب القطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ اے ابو سعید (یہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی کنیت ہے) کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے نکالا تھا؟ تو وہ کہنے لگے معاذ اللہ؟ (یعنی اللہ کی پناہ! ایسا ہرگز نہیں ہوا تھا بلکہ وہ تو اپنی مرضی سے تشریف لے گئے تھے)

2: امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت کرتے ہیں:

---

[202] الکامل فی التاریخ لابن اثیر: ج3 ص114 ذِكْرُ تَسْيِيرِ أَبِي ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ

[203] التاریخ الکبیر للبخاری: ج6 ص403 ترجمۃ غالب بن ابی غیلان

وَأَمَّا الْآخَرُوْنَ فَإِنَّهُمْ رَوَوْا فِيْ سَبَبِ ذٰلِكَ أَشْيَاءَ كَثِيْرَةً، وَأُمُوْرًا شَنِيْعَةً، كَرِهْتُ ذِكْرَهَا. [204]

ترجمہ: لوگوں نے اس معاملہ (یعنی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ربذہ کی طرف خروج کے واقعہ) میں بہت سی چیزیں اور قبیح باتیں ذکر کر دی ہیں جن کا تذکرہ کرنا بھی میں اچھا نہیں سمجھتا۔

3: محمد بن یحییٰ بن محمد ابی بکر الاشعری الاندلسی رحمہ اللہ (ت 741ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا مَا ذُكِرَ فِيْ سَبَبِ إِخْرَاجِهٖ مِنَ الْأُمُوْرِ الشَّنِيْعَةِ؛ سَبِّ مُعَاوِيَةَ إِيَّاهُ وَتَهْدِيْدِهٖ بِالْقَتْلِ وَحَمْلِهٖ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَنَفْيِهٖ فَلَا يَصِحُّ النَّقْلُ بِهٖ بَلْ هُوَ مِنْ أَكَاذِيْبِ الرَّافِضَةِ قَبَّحَهُمُ اللهُ تَعَالٰى. [205]

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی جلاوطنی کے متعلق جو بے سروپا وجوہات بیان کی جاتی ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں سب و شتم کیا تھا، قتل کی دھمکی دی تھی اور انہیں ملکِ شام سے مدینہ منورہ کی طرف بغیر سواری کے نکال دیا تھا تو ان تمام تر باتوں کے متعلق کوئی صحیح روایت منقول نہیں بلکہ یہ سب روافض کی کذب بیانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو غارت کرے۔

جواب نمبر 3:

درج ذیل تفصیلی امور پر غور کیا جائے تو اعتراض ختم ہو جاتا ہے:

[1]: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے شام سے مدینہ منورہ آنے کا سبب

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ جب شام میں رہائش پذیر تھے تو ان کے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک آیت کے فہم میں اختلاف ہو گیا تھا۔ آیت مبارکہ یہ تھی:

[204] تاریخ الطبری: ج4 ص286 اخبار ابی ذر رضی اللہ عنہ

[205] کتاب التمہید والبیان فی مقتل الشہید: ص84 ذکر حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ [206]

ترجمہ: جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ سونا چاندی جمع کر کے رکھنا جائز نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ استدلال میں یہی آیت پیش کرتے تھے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سونا چاندی جمع کرنے سے منع فرمایا ہے اور منع کا یہ حکم ہم مسلمانوں اور اہل کتاب دونوں کے بارے میں ہے۔ اس لیے آپ رضی اللہ عنہ اس آیت میں وارد وعید ﴿يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ﴾ [ترجمہ: جس دن اس خزانے کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا] کو بیان کر کے لوگوں کو خوف دلاتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ یہ آیت اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس کا سیاق و سباق دیکھا جائے تو اہلِ کتاب ہی کا تذکرہ ہے۔

اس پسِ منظر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کیونکہ ان کے موقف بیان کرنے سے لوگوں میں خلفشار ہوتا تھا اور لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے شکایت کرتے تھے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ عظیم علم و فضل کے مالک تھے اس لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے احترام کے پیش نظر خود کچھ کہنے کے بجائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ وہ اس صورتحال کو سلجھائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مدینہ آجائیں اور یہیں رہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لائے۔

واضح رہے کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف یہی ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، اس کے بعد بھی اس کے پاس سونا چاندی، دراہم اور دنانیر جمع رہے تو وہ اس "کنز" میں داخل نہیں جس کے جمع کرنے پر آیت مذکورہ میں دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ آیت میں اس "کنز" کے جمع کرنے پر جو وعید

[206] سورۃالتوبۃ:34

ہے وہ یا تو اہلِ کتاب کے لئے ہے جو لوگوں کے اموال ناحق طریقے سے جمع کر کے خزانے بناتے رہتے تھے (جیسا کہ آیت کے سیاق وسباق میں مذکور ہے) یا اس آیت کی وعید کا مصداق مانعینِ زکوٰۃ ہیں۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے پاس لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا اور لوگوں کے سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہر شخص یہی سوال کرتا کہ آپ یہاں کیوں آئے؟ لوگوں کے سوالات سے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ صورتحال عرض کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حالات وواقعات کے پیشِ نظر انہیں مشورہ دیا کہ اگر آپ مدینہ کے کنارے (مقام ربذہ) میں چلے جائیں تو لوگوں کے ان سوالات سے چھٹکارا ملے گا۔ چنانچہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ مقام ربذہ میں چلے گئے اور وفات تک وہیں قیام پذیر رہے۔

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هٰذَا؟ قَالَ: كُنْتُ بِالشَّأْمِ فَاخْتَلَفْتُ أَنَا وَمُعَاوِيَةُ فِي ﴿الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾، قَالَ مُعَاوِيَةُ: نَزَلَتْ فِيْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقُلْتُ: نَزَلَتْ فِيْنَا وَفِيْهِمْ فَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فِيْ ذَاكَ وَكَتَبَ إِلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَشْكُوْنِيْ فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنِ اقْدَمِ الْمَدِيْنَةَ فَقَدِمْتُهَا فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتّٰى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ ذَاكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لِيْ: إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ، فَكُنْتَ قَرِيْبًا فَذَاكَ الَّذِيْ أَنْزَلَنِيْ هٰذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ أَمَّرُوْا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ.[207]

ترجمہ: حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرا گزر مقامِ ربذہ کے قریب سے ہوا۔ وہاں مجھے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے پوچھا: (شہر چھوڑ کر) یہاں (دیہات میں) کیسے آئے؟ فرمایا: میں شام میں تھا۔ میرا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت ﴿الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ﴾ کے متعلق اختلاف ہو گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں اتری

---

[207] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1406

ہے اور میں یہ کہتا تھا کہ یہ آیت ہم مسلمانوں اور اہلِ کتاب دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہم دونوں میں خوب بحث ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میری شکایت لکھ بھیجی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے مدینہ آنے کا حکم دیا: میں مدینہ منورہ پہنچا۔ لوگ کثرت سے میرے اردگرد جمع ہونے لگے گویا کہ انہوں نے مجھے پہلے دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں نے اس ہجوم کا ذکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر تم چاہو تو مدینے کے قریب کسی گوشے میں رہائش اختیار کرو۔ یہی وجہ ہے کہ میں یہاں رہنے لگا ہوں۔ اگر میرا امیر کسی حبشی کو بھی بنایا جاتا تو میں اس کی بات سنتا اور اطاعت کرتا۔

فائدہ: "ربذہ" مدینہ منورہ سے تین منزل پر ایک گاؤں ہے۔

[2]: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر ہی مدینہ منورہ سے مقامِ ربذہ کی طرف اپنی خوشی اور اختیار سے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں جانے پر مجبور نہیں کیا تھا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خواہش یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ ہی میں قیام پذیر رہیں لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پیشِ نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان مبارک تھا جس کا حوالہ دے کر انہوں نے اجازت لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت بھی دی اور ساتھ کچھ اونٹ اور دو غلام بھی ان کی خدمت کے لیے عنایت کیے۔

امام ابوالحسن عزالدین ابن الاثیر علی بن ابی الکرم محمد بن محمد رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ لِعُثْمَانَ: تَأْذَنُ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ؟ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِيْ بِالْخُرُوْجِ مِنْهَا إِذَا بَلَغَ الْبِنَاءُ سَلْعًا، فَأَذِنَ لَهُ فَنَزَلَ الرَّبَذَةَ وَبَنٰى بِهَا مَسْجِدًا وَأَقْطَعَهُ عُثْمَانُ صِرْمَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَأَعْطَاهُ مَمْلُوْكَيْنِ وَأَجْرٰى عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ عَطَاءً. [208]

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ مجھے مدینہ سے جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ جب مدینہ کی آبادی سلع نامی

[208] الکامل فی التاریخ لابن اثیر ج3 ص115 بَابُ ذِكْرُ تَسْيِيْرِ أَبِيْ ذَرٍّ إِلَى الرَّبَذَةِ

پہاڑی تک پہنچ جائے تو یہاں سے ہجرت کر جانا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مقام ربذہ میں رہائش پذیر ہوئے اور وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں چند اونٹوں کا ایک گلہ دیا اور ساتھ ہی دو خادم بھی عطا کیے۔ نیز (بقدر کفایت بیت المال سے) ان کے لیے یومیہ وظیفہ بھی جاری کر دیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَهٗ عُثْمَانُ: كُنْ عِنْدِيْ تَغْدُوْ عَلَيْكَ وَتَرُوْحُ اللِّقَاحُ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ دُنْيَاكُمْ، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِيْ حَتّٰى اَخْرُجَ إِلَى الرَّبْذَةِ، فَأَذِنَ لَهٗ فَخَرَجَ إِلَى الرَّبْذَةِ وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعَلَيْهَا عَبْدٌ لِعُثْمَانَ حَبْشِيٌّ فَتَاَخَّرَ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: تَقَدَّمْ، فَصَلِّ فَقَدْ أُمِرْتُ اَنْ اَسْمَعَ وَ أُطِيْعَ وَلَوْ لِعَبْدٍ حَبْشِيٍّ فَاَنْتَ عَبْدٌ حَبْشِيٌّ. [209]

ترجمہ: جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے پاس قیام رکھیں۔ صبح وشام دودھ دینے والی اونٹیاں آپ کو پیش کی جائیں گی۔ فرمانے لگے: مجھے آپ کی دنیا کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: مجھے اجازت مرحمت فرمایئے تاکہ میں ربذہ چلا جاؤں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت عطا فرمادی۔ (ربذہ تشریف لانے کے بعد نماز کا وقت آیا تو) نماز کی اقامت کہی گئی۔ وہاں نماز پڑھانے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک حبشی غلام امام مقرر کیا گیا تھا۔ وہ غلام پیچھے ہٹنے لگا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کہ جماعت کراؤ۔ مجھے تو کہا گیا ہے کہ اگر حبشی غلام ہی حاکم ہو تو اس کی بات کو سنوں اور اس کی اطاعت کروں۔ تو بھی تو حبشی غلام ہے۔ (لہذا تیری اقتدا میں نماز پڑھوں گا، پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔)

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا کس حد تک احترام تھا کہ آپ کے مقرر کردہ غلام کو امامت سے پیچھے ہٹانا گوارہ نہیں کیا۔

---

[209] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج4 ص171 ترجمۃ ابوذر واسمہ جندب رضی اللہ عنہ

[3]: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ربذہ میں قیام پذیر رہے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو انہیں وہیں دفن کیا گیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کی وفات کے بعد ان کے اہل وعیال کو مدینہ بلایا تھا اور انہیں اپنے عیال کا حصہ بنالیا تھا۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ نَزَلَ الرَّبَذَةَ فَأَقَامَ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ مِنْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ سِوَى امْرَأَتِهِ وَأَوْلَادِهِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ لَا يَقْدِرُونَ عَلٰى دَفْنِهِ إِذْ قَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ مِنَ الْعِرَاقِ فِيْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَحَضَرُوا مَوْتَهُ وَأَوْصَاهُمْ كَيْفَ يَفْعَلُونَ بِهِ وَقِيلَ: قَدِمُوا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَوَلُوْا غُسْلَهُ وَدَفْنَهُ، وَكَانَ قَدْ أَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يَطْبَخُوا لَهُمْ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ لِيَأْكُلُوهُ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَقَدْ أَرْسَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلٰى أَهْلِهِ فَضَمَّهُمْ مَعَ أَهْلِهِ.[210]

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ مقام ربذہ پہنچے، وہیں قیام کیا۔ اسی سال ذوالحجہ (32 ہجری) کے مہینہ میں انتقال فرما گئے۔ ان کے گھر میں صرف ان کی بیوی اور بچے تھے۔ اہلِ خانہ ان کے دفن وکفن پر قادر نہیں تھے۔ اسی دوران عراق سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضرت ابو ذر غفاری مرض الوفات میں تھے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے انہیں وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد آپ نے کیا کرنا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد وہاں پہنچے تھے۔ بہر حال انہوں نے ان کے کفن دفن کا انتظام کیا اور انہوں (حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیوی کو (قبل الوفات) کہا ہوا تھا کہ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری ذبح کر لینا تاکہ میرے انتقال کے بعد یہ حضرات کھانے سے محروم نہ رہیں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ مقام ربذہ سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کو ان کے پاس (مدینہ منورہ) لے آئے۔ جب وہ لے کر آگیا تو آپ نے اُن کو بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ ملالیا۔

[210] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص177 تذکرۃ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ

اعتراض نمبر 7

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مردہ بیوی کے ساتھ جماع کیا

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ: وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ: "هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟"، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أَنَا، قَالَ: "فَانْزِلْ"، قَالَ: فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا. [211]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات کے موقع پر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات مباشرت نہ کی ہو تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں اترو۔ چنانچہ وہ قبر میں اترے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دفن کیا۔)

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کہ "آج کی رات جس نے مباشرت نہ کی ہو" کے جواب میں صرف حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے جماع کیا تھا اور اس وقت ان کے نکاح میں صرف حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں وہ بھی اسی رات انتقال کر گئی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی مردہ بیوی سے جماع کیا تھا۔ العیاذ باللہ

[211] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1285

جواب نمبر 1:

اس روایت میں یا اس کے علاوہ کسی بھی روایت میں یہ بات ثابت ہی نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی مردہ بیوی سے جماع کیا ہو۔

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَقْتَضِي أَنَّهُ وَاقَعَ بَعْدَ مَوْتِهَا بَلْ وَلَا حِيْنَ احْتِضَارِهَا.[212]

ترجمہ: اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان سے جماع کیا تھا بلکہ اس حدیث سے تو یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے سیدہ کی وفات سے پہلے ایسا کیا ہو۔

جواب نمبر 2:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی باندی کے ساتھ جماع کیا تھا نہ کہ اپنی بیوی سے۔

چنانچہ اس پر محدثین کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

اَلسِّرُّ فِيْ إِيْثَارِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَلٰى عُثْمَانَ أَنَّ عُثْمَانَ كَانَ قَدْ جَامَعَ بَعْضَ جَوَارِيْهِ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَتَلَطَّفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْعِهٖ مِنَ النُّزُوْلِ فِيْ قَبْرِ زَوْجَتِهٖ بِغَيْرِ تَصْرِيْحٍ.[213]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دینے میں راز یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی کسی باندی سے اس رات جماع کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کی تصریح کیے بغیر ان کی بیوی کی قبر میں اترنے سے منع فرما دیا۔

2: حافظ بدرالدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت855ھ) لکھتے ہیں:

[212] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج3 ص159 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه

[213] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج3 ص159 باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه

وَيُقَالُ: إِنَّ عُثْمَانَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ بَاشَرَ جَارِيَةً لَهُ فَعَلِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَلَمْ يُعْجِبْهُ حَيْثُ شَغَلَ عَنِ الْمَرِيْضَةِ الْمُحْتَضَرَةِ بِهَا وَهِيَ أُمُّ كُلْثُوْمٍ زَوْجَتُهُ بِنْتُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَ أَنَّهُ لَا يَنْزِلُ فِيْ قَبْرِهَا مُعَاتَبَةً عَلَيْهِ فَكَنّٰى بِهِ عَنْهُ. [214]

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اسی رات کو جس رات حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، اپنی ایک باندی سے جماع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے اس کو اچھا نہ سمجھا کیوں کہ ایک ایسی مریضہ سے روگردانی کرنا جو قریب المرگ ہو کوئی اچھی بات نہیں۔ یہ مریضہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں جو حضرت عثمان کی زوجہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں۔ تو اس روگردانی کی وجہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطور تنبیہ قبر میں نہ اترنے دیا جائے۔ تو آپ نے اشارہ کنایہ کے ذریعہ ان کو تنبیہ کر دی۔

3: ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1014ھ) لکھتے ہیں:

قِيْلَ: إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ إِرَادَةَ أَنْ يَّعْلَمَ أَنَّ عُثْمَانَ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي تُوُفِّيَتْ هَلْ خَالَطَ امْرَأَتَهُ أَيِ الْأُخْرٰى تِلْكَ اللَّيْلَةَ؟ فَلَمْ يَقُلْ عُثْمَانُ: لَمْ أُقَارِفْ أَنَا. [215]

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے معلوم کرنا چاہا کہ میری بیٹی ام کلثوم کے انتقال والی رات کو تم نے کسی دوسری عورت سے ہم بستری کی ہے؟ تو اس سوال کے جواب میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اپنی دوسری عورت سے جماع نہیں کیا (بلکہ خاموش رہے جس کا مطلب تھا کہ انہوں نے دوسری عورت یعنی باندی سے جماع کیا ہے)

4: شیخ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی رحمہ اللہ (ت 1052ھ) لکھتے ہیں:

[214] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج6 ص105 کتاب الجنائز باب قول النبی یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ

[215] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ج4 ص171 کتاب الجنائز باب دفن المیت

گفت انس حاضر شدیم ما دختر آن حضرت را در حالے کہ دفن کردہ می شود و آن ام کلثوم بود کہ زوجہ عثمان بود و حال آنکہ آنحضرت نشستہ بود نزد قبر پس دیدم من ہر دو چشم آنحضرت را کہ اشک می ریختند پس گفت آنحضرت آیا ہست در میان شما ہیچ یکے کہ گناہے نہ کردہ است یا جماع نہ کردہ است بازن امشب...وگفتہ اند کہ عثمان دریں شب یکے از کنیز کاں خود را پیش خود طلبیدہ بود و جماع کرد پس آن حضرت تعریض بوے کرد در منع کردن وے از نزول۔[216]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین کے وقت حاضر ہوا۔ یہ خاتون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم حاضرین میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری نہ کی ہو؟ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی ایک باندی کو اپنے پاس بلوایا تھا اور اس سے ہم بستری کی تھی۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تعریض و تنبیہ فرمائی کیونکہ انہوں نے بے احتیاطی سے کام لیا تھا۔ تنبیہ کرنے کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ انہیں اپنی ہی زوجہ کی قبر میں اترنے سے روک دیا۔

اشکال:

جب بیوی بیمار تھی تو اس حالت میں باندی سے جماع کرنا مناسب نہ تھا۔

جواب 1:

ممکن ہے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بیماری بڑھ گئی ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جماع کی خواہش ہوئی ہو تو انہوں نے اپنی باندی سے جائز طریقہ سے اس خواہش کی تکمیل کی ہو، اور انہیں اس بات کا تو علم نہیں تھا کہ میری بیوی اسی رات انتقال کر جائیں گی۔

---

[216] اشعۃ اللمعات شرح المشکاۃ: ج1 ص347، 348 کتاب الجنائز باب دفن المیت

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

وَيُجَابُ عَنهُ بِاحْتِمَالِ اَنْ يَّكُوْنَ مَرَضُ الْمَرْأَةِ طَالَ وَ احْتَاجَ عُثْمَانُ إِلَى الْوِقَاعِ وَلَمْ يَظُنَّ عُثْمَانُ أَنَّهَا تَمُوْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ. [217]

ترجمہ: اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بیماری بڑھ گئی ہو۔ ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جماع کی خواہش ہوئی ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خیال نہ ہو کہ میری زوجہ اسی رات انتقال کر جائیں گی۔

جواب 2:

ایک بیوی کی بیماری کی صورت میں دوسری بیوی سے یا باندی سے جماع کرنا شرعاً ناجائز بھی نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوتے تو یوں ارشاد نہ فرماتے کہ اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کی شادی بھی میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیتا۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِصْمَةَ قَالَ: لَمَّا مَاتَتْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم الَّتِيْ تَحْتَ عُثْمَانَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: زَوِّجُوْا عُثْمَانَ لَوْ كَانَ لِيْ ثَالِثَةٌ لَزَوَّجْتُهُ وَ مَا زَوَّجْتُهُ اِلَّا بِالْوَحْيِ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. [218]

ترجمہ: حضرت عصمہ (بن مالک الخطمی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی دوسری بیٹی (حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا) جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں فوت ہو گئیں تو رسول

---

[217] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج3ص159

[218] المعجم الکبیر للطبرانی: ج7ص86رقم الحدیث13926

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عثمان کی شادی کراؤ، اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کی شادی بھی میں عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کر دیتا اور میں نے اس کی شادی وحی کے مطابق ہی کی تھی۔

نیز ایک روایت میں دس اور ایک میں چالیس بیٹیوں کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی (ت360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: وَقَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرِ ابْنَتِهِ الثَّانِيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ عِنْدَ عُثْمَانَ، فَقَالَ: ... لَوْ كُنَّ عَشْرًا لَزَوَّجْتُهُنَّ عُثْمَانَ وَمَا زَوَّجْتُهُ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ. [219]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی (ایک طویل حدیث میں) ہے کہ اللہ کے رسول اپنی دوسری صاحبزادی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، کی قبر کے قریب کھڑے ہوئے اور فرمایا:.... اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان کی شادی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کراتا۔ اور میں نے عثمان کا نکاح (اپنی صاحبزادیوں کے ساتھ) وحیِ سماوی کے مطابق کیا تھا۔

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (ت694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَوْ كَانَ عِنْدِيْ أَرْبَعُوْنَ بِنْتًا لَزَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ، حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ. [220]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان کی شادی عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کر دیتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔

---

[219] المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص384،385 رقم الحدیث 18495

[220] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ج3 ص11 الفصل السادس فی خصائصہ

اعتراض نمبر 8

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سفر میں قصر کرنے کے بجائے مکمل نماز پڑھی

امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: صَلّٰى عُثْمَانُ بِمِنًى أَرْبَعًا حَتّٰى بَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللهِ فَقَالَ: لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ. [221]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات پڑھیں۔ جب اس بات کا علم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت پڑھی تھیں۔

اعتراض:

اس حدیث کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر چار رکعت نماز ادا کی حالانکہ وہ مسافر تھے اور مسافر کے لیے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

جواب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکہ میں شادی کر لی تھی اور اقامت کا ارادہ بھی کر لیا تھا۔ ظاہر ہے مقیم مکمل نماز پڑھتا ہے نہ کہ قصر۔

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل البغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ ذُبَابٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلّٰى بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَأَنْكَرَهُ النَّاسُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ تَأَهَّلْتُ بِمَكَّةَ مُنْذُ قَدِمْتُ وَإِنِّيْ

[221] سنن النسائی: رقم الحدیث 1450

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "مَنْ تَأَهَّلَ فِيْ بَلَدٍ فَلْيُصَلِّ صَلَاةَ الْمُقِيْمِ. [222]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ذباب اپنے والد گرامی حضرت عبد الرحمن بن ابی ذباب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ کے مقام میں لوگوں کو چار رکعات نماز پڑھائی۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں جب مکہ میں آیا تو میں نے یہاں نکاح کر لیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں نکاح کرلے (اور اہلِ خانہ کو وہیں آباد کرنے کا ارادہ کرلے) تو وہ وہاں مقیم کی نماز ادا کرے۔

2: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَمَّا إِتْمَامُهُ الصَّلَاةَ بِمَكَّةَ فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَأَهَّلَ بِهَا وَنَوَى الْإِقَامَةَ فَأَتَمَّهَا. [223]

ترجمہ: (سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہی اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکہ مکرمہ میں مکمل نماز پڑھنا اس لیے تھا کہ انہوں نے وہاں نکاح کر لیا تھا اور اقامت کا ارادہ بھی کر لیا تھا اس لیے انہوں نے اتمام کیا (یعنی چار رکعت نماز ادا کی ہے۔)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[222] مسند احمد: ج1 ص354 رقم الحدیث 443 مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[223] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص183 ثم دخلت سنۃ خمس وثلاثین

اعتراض نمبر 9

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان ثانی کا اضافہ کیا

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلُهُ إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ: الزَّوْرَاءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوْقِ بِالْمَدِيْنَةِ.[224]

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جب امام منبر پر خطبہ کے لیے بیٹھ جاتا تھا اس وقت جمعہ کی پہلی اذان دی جاتی تھی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی آبادی بڑھ گئی تو آپ رضی اللہ عنہ مقامِ زوراء سے ایک اور اذان دلوانے لگے۔ امام ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) فرماتے ہیں:

فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ (30 هجری) زَادَ عُثْمَانُ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ.[225]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سال (30 ہجری میں) الزوراء کے مقام پر تیسری اذان کا اضافہ کیا۔

اعتراض:

مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے جمعہ کی اذان کا اضافہ کیا۔

[224] صحیح البخاری: رقم الحدیث 912

[225] تاریخ الطبری: ج5 ص68 تحت آخر سنۃ ثلاثین

جواب نمبر 1:

اگر کوئی مسئلہ قرآن و سنت سے صراحت کے ساتھ ثابت نہ ہو اور خلیفہ راشد اسے اجتہاد سے حل کرے اور اس اجتہاد کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبول بھی کرلیں تو اس اجتہاد کی حیثیت سنت کی بن جاتی ہے۔ یہ وہ سنت ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت قرار دے کر اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے۔

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ. فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّيْنَ الرَّاشِدِيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. [226]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایک نہایت مؤثر خطبہ دیا جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل کانپ اٹھے۔ (مجمع میں سے) ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! اس خطبہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دنیا سے جانے والے ہیں۔ (اگر میں صحیح سمجھا ہوں تو) ہمیں کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی بات ماننا، اس کی اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے تو وہ بہت اختلافات دیکھیں گے۔ تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل پیرا رہنا اور اسے دانتوں سے (مضبوطی کے ساتھ) پکڑنا۔

فائدہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت دیکھنے میں اگرچہ دو ہیں لیکن

[226] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 4607

حقیقت میں ایک ہی ہیں کہ دونوں پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔ اس لئے اس حدیث میں "تَمَسَّكُوْا بِهَا" فرمایا "تَمَسَّكُوْا بِهِمَا" نہیں فرمایا۔

جواب نمبر 2:

اگر کوئی مسئلہ قرآن و سنت سے صراحت کے ساتھ ثابت نہ ہو اور خلیفہ راشد اسے اجتہاد سے حل کرے اور اس اجتہاد کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبول بھی کر لیں تو اس اجتہاد کی حیثیت اجماع کی بن جاتی ہے۔ اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جماعت بکثرت موجود تھی، ان سب کا اس فیصلہ کو تسلیم کر لینا اور مخالفت نہ کرنا خلیفہ راشد کے اجتہاد کے اجماع بن جانے کی دلیل ہے۔

1: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

وَلٰكِنَّهٗ ثَالِثٌ بِاعْتِبَارِ شَرْعِيَّتِهٖ بِاجْتِهَادِ عُثْمَانَ وَمُوَافَقَةِ سَائِرِ الصَّحَابَةِ لَهٗ بِالسُّكُوْتِ وَعَدَمِ الْإِنْكَارِ فَصَارَ إِجْمَاعًا سُكُوْتِيًا. [227]

ترجمہ: یہ اذان تیسری شمار ہوتی ہے کیونکہ اسے (خلیفہ راشد) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے جاری کروایا تھا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سکوت فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موافقت کی تھی اور انکار نہیں کیا تھا تو یہ اجماع سکوتی ہوا۔

2: محشی صحیح بخاری مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ (ت 1297ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ عُثْمَانَ زَادَ الْاَذَانَ الثَّالِثَ الَّذِيْ هُوَ الْاَوَّلُ فِي الْوُجُوْدِ وَلٰكِنَّهٗ ثَالِثٌ بِاعْتِبَارِ شَرْعِيَّتِهٖ بِاجْتِهَادِ عُثْمَانَ وَمُوَافِقَةُ سَائِرِ الصَّحَابَةِ لَهٗ بِالسُّكُوْتِ وَعَدَمِ الْإِنْكَارِ فَصَارَ إِجْمَاعًا سُكُوْتِيًّا وَالْاَذَانُ الثَّالِثُ فِي الْوُجُوْدِ هُوَ الْإِقَامَةُ. [228]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیسری اذان کا اضافہ کیا جو وجود کے اعتبار سے پہلی ہے (کیونکہ یہ پہلے دی

---

[227] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج5 ص73 کتاب الجمعۃ باب الاذان یوم الجمعۃ

[228] حاشیۃ صحیح البخاری: ج1 ص124 باب الاذان یوم الجمعۃ

جاتی ہے) لیکن اس اعتبار سے تیسری شمار ہوتی ہے کہ اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے جاری کروایا تھا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سکوت فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موافقت کی تھی اور انکار نہیں کیا تھا تو یہ اجماعِ سکوتی ہوا، اور وجود کے اعتبار سے تیسری اذان سے مراد اقامت ہے (کیونکہ وہ آخر میں دی جاتی ہے)۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

اعتراض نمبر 10

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی اجتماعی چراگاہ کو ذاتی استعمال میں لائے

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی اجتماعی چراگاہ کو اپنی ذاتی تحویل میں لے لیا تھا۔

جواب:

یہ چراگاہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے خاص کی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے اس چراگاہ کو وسیع کر دیا کیونکہ اونٹوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس چراگاہ کو اپنی ذاتی تحویل میں نہیں لیا تھا۔ اس پر چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

وَأَمَّا الْحِمٰى فَإِنَّ عُمَرَ حَمَى الْحِمٰى قَبْلِيْ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ فَلَمَّا وُلِّيْتُ زَادَتْ إِبِلُ الصَّدَقَةِ فَزِدْتُّ فِي الْحِمٰى لِمَا زَادَ فِيْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ. [229]

ترجمہ: (حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا) جہاں تک چراگاہ کا تعلق ہے تو مجھ سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے اس چراگاہ کو خاص کیا تھا، جب مجھے حاکم بنایا گیا تو صدقہ کے اونٹوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا، اس لیے میں نے صدقہ کے اونٹوں میں اضافے کی وجہ سے اس چراگاہ میں توسیع کر لی تھی۔

2: امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

وَأَمَّا الْحِمٰى فَوَ اللهِ مَا حَمَيْتُهٗ لِإِبِلِيْ وَلَا لِغَنَمِيْ وَإِنَّمَا حَمَيْتُهٗ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ. [230]

[229] تاریخ الطبری: ج 5 ص 107 تحت روایت مناظرۃ القوم عثمان رضی اللہ عنہ وسبب حصارہم

[230] تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام للذہبی: ج 3 ص 430 سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ

ترجمہ: (حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اللہ کی قسم! چراگاہ میں نے اپنے اونٹوں اور بکریوں کے لیے استعمال نہیں کی بلکہ میں نے اسے صدقہ کے اونٹوں کے لیے خاص کیا تھا۔

3: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَأَجَابَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ ذٰلِكَ: أَمَّا الْحِمٰى فَإِنَّمَا حَمَاهُ لِإِبِلِ الصَّدَقَةِ لِتَسْمَنَ وَلَمْ يَحْمِهِ لِإِبِلِهِ وَلَا لِغَنَمِهِ وَقَدْ حَمَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ قَبْلِهِ.[231]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ چراہ گاہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے استعمال کی ہے تاکہ وہ اس میں چر کر موٹے تازے ہو جائیں۔ یہ چراہ گاہ انہوں نے اپنے ذاتی اونٹوں اور بکریوں کے لیے استعمال نہیں کی۔ ان سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل بھی یہی تھا کہ وہ اس چراہ گاہ کو صرف صدقہ کے اونٹوں کے لیے استعمال کرتے تھے۔

یعنی یہ چراگاہ ریاستی تحویل میں پہلے سے تھی البتہ اونٹوں میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے چراہ گاہ میں توسیع کر دی گئی۔ اس لیے چراہ گاہ کو ذاتی تحویل میں لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

[231] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص183 ثم دخلت سنۃ خمس وثلاثین

اعتراض نمبر 11

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ؛ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر لگائے جانے والے الزامات کو درست سمجھتے تھے

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَرْسَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ إِلَى مِصْرَ وَأَرْسَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ إِلَى الشَّامِ وَفَرَّقَ رِجَالًا سِوَاهُمْ فَرَجَعُوْا جَمِيْعًا قَبْلَ عَمَّارٍ فَقَالُوا: أَيُّهَا النَّاسُ! مَا أَنْكَرْنَا شَيْئًا وَلَا أَنْكَرَهُ أَعْلَامُ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا عَوَامُّهُمْ، وَقَالُوْا جَمِيْعًا: الْأَمْرُ أَمْرُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا أَنَّ أُمَرَاءَهُمْ يُقْسِطُوْنَ بَيْنَهُمْ وَيَقُوْمُوْنَ عَلَيْهِم وَاسْتَبْطَأَ النَّاسُ عَمَّارًا حَتّٰى ظَنُّوْا أَنَّهُ قَدِ اغْتِيْلَ. فَلَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا كِتَابٌ مِنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ عَمَّارًا قَدِ اسْتَمَالَهُ قَوْمٌ بِمِصْرَ وَانْقَطَعُوْا إِلَيْهِ، مِنْهُمْ: عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّوْدَاءِ وَخَالِدُ بْنُ مُلْجَمٍ وَسُوْدَانُ بْنُ حُمْرَانَ، وَكِنَانَةُ بْنُ بِشْرٍ. [232]

ترجمہ: (عبد اللہ بن سبا نے مختلف علاقوں میں اپنے کارندے پھیلا رکھے تھے جو غلط نظریات پھیلا کر لوگوں میں فتنہ انگیزی کر رہے تھے۔ ان میں ایک نظریہ یہ بھی تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں، ان کے ہوتے ہوئے کسی اور کو خلیفہ بنانے والا ظالم ہے۔ نیز یہ شخص لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کھڑا ہونے پر بھی ابھارتا تھا کہ حقدار کے ہوتے ہوئے وہ خلافت پر فائز ہیں۔ عبد اللہ بن سبا اور اس کے کارندوں کی فتنہ انگیزی کی یہ خبریں مدینہ منورہ پہنچ رہی تھیں۔ نیز یہ خبریں بھی موصول ہو رہی تھیں کہ مختلف علاقوں میں فتنہ پھیل رہا ہے، عوام اپنے امراء اور گورنروں پر جارحانہ حملے کر رہے ہیں۔ ان حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں میں تحقیقاتی کمیٹیاں روانہ کیں تاکہ وہاں کی صحیح صورتحال کا جائزہ لے کر مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو رپورٹ پیش کریں۔ چنانچہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر

[232] تاریخ الطبری: ج4 ص341 باب ذکر مسیر من سار إلٰی ذي خشب

رضی اللہ عنہ کو مصر بھیجا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو شام روانہ کیا۔ ان کے علاوہ دیگر لوگوں کو مختلف علاقوں میں بھیجا۔ سارے لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پہلے واپس آ گئے۔ واپس آ کر انہوں نے یہ خبر دی کہ اے لوگو! ہم نے (ان علاقوں میں) کوئی ناپسندیدہ اور قابلِ گرفت چیز نہیں دیکھی اور نہ ہی وہاں کے امراء (گورنر) اور عوام نے کوئی قابلِ گرفت چیز محسوس کی ہے (یعنی وہاں کے لوگوں کو کسی ناخوشگوار واقعہ اور معاندین کی فتنہ انگیزی کا علم نہیں ہے۔ تحقیقاتی کمیٹی کے) ان اراکین نے یہی صورتحال بتائی کہ ان علاقوں میں مسلمانوں کو اپنے معاملات کا مکمل اختیار حاصل ہے۔ (ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ) وہاں کے امراء (گورنر) لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھے ہوئے ہیں اور ان کی خبر گیری بھی کرتے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی تاخیر سے لوگوں کو اندیشہ ہوا اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اچانک ایک دن حضرت عبد اللہ ابن سعد بن ابی سرح کا خط آیا جس میں انہوں نے یہ خبر دی کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مصر میں ایک گروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا ہے اور وہاں کے لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ہاں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں میں عبد اللہ بن سوداء، خالد بن ملجم، سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر (سرفہرست) ہیں۔

اعتراض:

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جیسے صاحبِ فضل و کمال صحابی بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لگائے جانے والے الزامات کو درست سمجھتے تھے۔

جواب:

یہ روایت غیر معتبر ہے؛ اس روایت کا راوی "یزید فقعسی" مجہول العین ہے۔ لہذا اس مجہول راوی کی وجہ سے یہ روایت معتبر نہیں ہو گی۔ اگر راوی مجہول العین یا مجہول الحال ہو تو محدثین کرام رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی روایت معتبر نہیں ہوتی۔

1: امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد خطیب بغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا يُقْبَلُ خَبَرُ مَنْ جُهِلَتْ عَيْنُهُ وَصِفَتُهُ لِأَنَّهُ حِيْنَئِذٍ لَا سَبِيْلَ إِلَى مَعْرِفَةِ عَدَالَتِهِ.[233]

ترجمہ: مجہول العین (جس سے روایت کرنے والا راوی صرف ایک ہو) اور مجہول الوصف راوی (جس کی کسی نے توثیق نہ کی ہو) کی روایت قابلِ قبول نہیں ہے، اس لیے کہ اس صورت میں اس راوی کی عدالت پہچاننے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

2: علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَدَالَةِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا لَا تُقْبَلُ عِنْدَ الْجَمَاهِيْرِ .[234]

ترجمہ: مجہول العدالت خواہ ظاہراً ہو یا باطناً، اس کی روایت جمہور کے نزدیک قبول نہیں ہو گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[233] الکفایۃ فی علم الروایۃ: ص372 باب القول فی الرجل یروی الحدیث

[234] تقریب النواوی: ج1 ص268 صفۃ من تقبل روایتہ وما یتعلق بہ

اعتراض نمبر 12

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کا خط لکھا

مؤرخ حسین بن محمد بن الحسن الدیّار بکری رحمہ اللہ (ت 966ھ) لکھتے ہیں:

قَالُوْا: إِنَّهٗ كَانَ غَادِرًا مُخَالِفًا لِوَعْدِهٖ فَإِنَّ أَهْلَ مِصْرَ شَكَوْا اِلَيْهِ عَامِلَهٗ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ سَرْحٍ فَوَعَدَهُمْ أَنْ يُوَلِّيَ عَلَيْهِمْ مَنْ يَرْضَوْنَ فَاخْتَارُوْا مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَوَلَّاهُ عَلَيْهِمْ وَتَوَجَّهُوْا بِهٖ مَعَهُمْ اِلٰى مِصْرَ ثُمَّ كَتَبَ اِلٰى عَامِلِهٖ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ بِمِصْرَ يَأْمُرُهٗ أَنْ يَأْخُذَ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ فَيَقْطَعُ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَهٰذَا كَانَ سَبَبُ رُجُوعِ أَهْلِ مِصْرَ وَغَيْرِهِمْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَحِصَارِهِمْ عُثْمَانَ وَقَتْلِهٖ. [235]

ترجمہ: لوگ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دھوکہ دیا اور اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی کیونکہ اہلِ مصر ان کے سامنے عبد اللہ بن ابی سرح کی شکایت لے کر آئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ ان پر اس شخص کو گورنر بنائیں گے جسے وہ پسند کریں گے۔ چنانچہ لوگوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی تجویز دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہی کو والی مصر بنا دیا۔ لہذا لوگ ان کو لے کر مصر روانہ ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصر کے عامل ابن ابی سرح کو خط لکھا۔ اس خط میں اس عامل کو حکم دیا کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما (جب آپ کے پاس پہنچ جائیں ان) کو گرفتار کر لو اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ تو یہی خط اہلِ مصر کا اور دوسرے لوگوں کا مدینہ منورہ کی طرف دوبارہ لوٹنے کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے کا اور قتل کرنے کا سبب بنا۔

اعتراض:

مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کے لئے خط لکھا۔

[235] تاریخ الخمیس: ج2 ص274 الطعن التاسع عشر

جواب:

یہ اعتراض چند وجوہ سے بے بنیاد ہے:

1: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ خط جعلی تھا۔

2: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ خط نہیں لکھوایا تھا۔

3: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم بھی نہیں تھا۔

4: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس خط کی تردید فرمادی تھی۔

اس حوالے سے چند عبارات پیش کی جاتی ہیں:

[1]: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَهٰذَا كَذِبٌ عَلَى الصَّحَابَةِ، وَإِنَّمَا كُتِبَتْ كُتُبٌ مُزَوَّرَةٌ عَلَيْهِمْ كَمَا كَتَبُوْا مِنْ جِهَةِ عَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ إِلَى الْخَوَارِجِ كُتُبًا مُزَوَّرَةً عَلَيْهِمْ أَنْكَرُوْهَا وَهٰكَذَا زُوِّرَ هٰذَا الْكِتَابُ عَلٰى عُثْمَانَ أَيْضًا فَإِنَّهٗ لَمْ يَأْمُرْ بِهٖ وَلَمْ يَعْلَمْ بِهٖ أَيْضًا. [236]

ترجمہ: یہ صحابہ کرام پر جھوٹا الزام ہے۔ اس لیے کہ جو خطوط لکھے گئے تھے وہ سب جعلی تھے جیسا کہ حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضوان اللہ علیہم کی طرف منسوب خطوط کہ انہوں نے خوارج کو لکھے تھے، جھوٹے ہیں جس کا انہوں نے بعد میں انکار بھی کر دیا تھا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھی اس جھوٹے خط کی نسبت کی گئی ہے جب کہ انہوں نے نہ اس خط کا حکم دیا تھا اور نہ ہی وہ اس خط کو جانتے تھے۔

[2]: مورخ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکری رحمہ اللہ (ت966ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُمْ اَنَّه كَانَ غَادِرًا اِلٰى آخَرَ مَا قَرَّرُوْهُ فَنَقُوْلُ: أَمَّا الْكِتَابُ الَّذِىْ كَانَ اِلٰى عَامِلِهٖ بِمِصْرَ فَلَمْ يَكُنْ مِنْ عِنْدِهٖ وَقَدْ حَلَفَ عَلٰى ذٰلكَ لَهُمْ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ ذٰلِكَ فِي مَقْتَلِهٖ مُسْتَوْفًى وَقَدْ ذَكَرْنَا مَنْ يَتَّهِمُ بِالتَّزْوِيْرِ عَلَيْهِ وَقَدْ تَحَقَّقُوْا ذٰلِكَ وَاِنَّمَا غَلَبَ الْهَوٰى أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ عَلَى الْعُقُوْلِ حَتّٰى ضَلَّتْ فِيْهِ

[236] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص187 ذکر مجی الاحزاب الی عثمان للمرۃ الثانیۃ من مصر

فِئَةٌ فَقَتَلَتْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [237]

ترجمہ: لوگوں کا یہ کہنا کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غداری کی ہے" (یہ محض آپ رضی اللہ عنہ پر الزام ہے) اس لیے کہ ہم یہ بات کہتے ہیں کہ وہ خط جو عامل کی طرف لکھا گیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نہیں تھا اور اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے سامنے قسم بھی اٹھائی تھی۔ اس کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے تذکرہ میں پہلے ہو چکا ہے۔ نیز ہم پہلے ان لوگوں کا تذکرہ کر بھی چکے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ پر جھوٹا الزام لگاتے تھے حالانکہ ان لوگوں کو اس بات کا بخوبی علم تھا (کہ یہ کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے) اس کے باوجود ان (لوگوں کی) عقلوں پر خواہشات غالب آگئیں اور یہ (عقلیں) گمراہی کا شکار ہو گئیں۔ چنانچہ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا اقدام کر گزرے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

[237] تاریخ الخمیس: ج2 ص274 الجواب عن الطعن التاسع عشر

اعتراض نمبر 13

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا لَمَّا انْتَهَتْ إِلٰى سَرِفَ رَاجِعَةً فِيْ طَرِيْقِهَا إِلٰى مَكَّةَ لَقِيَهَا عَبْدُ بْنُ أُمِّ كِلَابٍ وَهُوَ عَبْدُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ يُنْسَبُ إِلٰى أُمِّهٖ، فَقَالَتْ لَهٗ: مَهْيَمْ؟ قَالَ: قَتَلُوْا عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَمَكَثُوْا ثَمَانِيًا قَالَتْ: ثُمَّ صَنَعُوْا مَاذَا؟ قَالَ: أَخَذَهَا أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ بِالِاجْتِمَاعِ فَجَازَتْ بِهِمُ الْأُمُوْرُ إِلٰى خَيْرِ مُجَازٍ اجْتَمَعُوْا عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَتْ: وَاللهِ لَيْتَ أَنَّ هٰذِهٖ انْطَبَقَتْ عَلٰى هٰذِهٖ إِنْ تَمَّ الْأَمْرُ لِصَاحِبِكَ! رُدُّوْنِيْ رُدُّوْنِيْ، فَانْصَرَفَتْ إِلٰى مَكَّةَ وَهِيَ تَقُوْلُ: قُتِلَ وَاللهِ عُثْمَانُ مَظْلُوْمًا وَاللهِ لَأَطْلُبَنَّ بِدَمِهٖ فَقَالَ لَهَا ابْنُ أُمِّ كِلَابٍ: وَلِمَ؟ فَوَ اللهِ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ أَمَالَ حَرْفَهٗ لَأَنْتِ! وَلَقَدْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ: اقْتُلُوْا نَعْثَلًا فَقَدْ كَفَرَ، قَالَتْ: إِنَّهُمُ اسْتَتَابُوْهُ ثُمَّ قَتَلُوْهُ، وَقَدْ قُلْتُ وَقَالُوْا وَقَوْلِيَ الْأَخِيْرُ خَيْرٌ مِنْ قَوْلِيَ الْأَوَّلِ.[238]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ مکرمہ سے واپس لوٹتے ہوئے راستے میں مقام "سَرف" پر پہنچیں تو انہیں عبد بن ام کلاب ملے۔ عبد کے والد کا نام ابو سلمہ تھا لیکن وہ اپنی ماں کی طرف منسوب (ہو کر عبد بن ام کلاب کہلاتے) تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (انہیں دیکھا تو) فرمایا: کیا ہوا؟ (کہ اس وقت یہاں ہو) عبد بن ام کلاب نے کہا کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے اور آٹھ روز تک اسی طرح (بغیر خلیفہ کے) رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اس کے بعد لوگوں نے کیا کیا؟ عبد بن ام کلاب نے کہا: اہلِ مدینہ (باہمی مشورہ کے لئے) جمع ہوئے اور ان کا مشورہ ایک کارِ خیر کو پہنچا کہ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر اتفاق کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (یہ سن کر) فرمانے لگیں: اگر تیرے ساتھی کو ہی

[238] تاریخ الطبری: ج4 ص458، 459

خلافت ملنی ہوتی تو اے کاش! یہ آسمان وزمین ایک دوسرے سے مل جاتے (یعنی تباہ ہو جاتے)۔ مجھے (مکہ مکرمہ میں) واپس لے جاؤ! مجھے واپس لے جاؤ۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا (مقام سَرف سے) مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا (راستے میں) یہ فرمارہی تھیں کہ قسم بخدا! عثمان مظلوم حالت میں قتل کیے گئے ہیں، اللہ کی قسم! میں ان کے خون کا مطالبہ کروں گی۔ عبد بن ام کلاب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ایسا کیوں کہہ رہی ہیں؟ اللہ کی قسم! آپ ہی نے سب سے پہلے (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) انحراف کیا ہے۔ آپ ہی تو یہ کہا کرتی تھیں کہ اس نعثل کو قتل کر دو، یہ کافر ہو چکا ہے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: ان لوگوں نے عثمان سے پہلے توبہ کروائی، پھر انہیں قتل کر دیا۔ میں نے جو کہا تھا وہ اوروں نے بھی کہا تھا۔ اب میرا یہ (آخری) قول پہلے قول سے بہتر ہے۔ (یعنی میں نے پہلے قتل کا حکم دیا تھا لیکن اب میں ان کے خون کا مطالبہ کروں گی۔ العیاذ باللہ)

فائدہ: "نعثل" ایک یہودی کا نام ہے جس کی لمبی ڈاڑھی تھی۔ یہ شخص مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ اس روایت میں اسی یہودی سے تشبیہ دینا مذکور ہے۔

اعتراض:

اس روایت کے پیشِ نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا۔

جواب نمبر 1:

اس روایت کے راویوں میں مجہول، متروک، کذاب، غالی رافضی راوی ہیں۔ تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: الحسین بن نصر بن مزاحم العطار المنقری

یہ شخص مجہول الحال ہے۔ کتبِ جرح وتعدیل میں اس کی تعدیل وتوثیق اور اس پر کوئی تبصرہ ہمیں نہیں مل سکا۔

[2]: نصر بن مزاحم العطار المنقری

- امام صالح بن محمد کہتے ہیں:

نَصْرُ بْنُ مُزَاحِمٍ رَوٰى عَنِ الضُّعَفَاءِ أَحَادِيْثَ مَنَاكِيْرَ.[239]

کہ نصر بن مزاحم ضعیف راویوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔

- امام ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی فرماتے ہیں:

نَصْرُ بْنُ مُزَاحِمٍ الْعَطَّارُ كَانَ زَائِغًا عَنِ الْحَقِّ مَائِلًا. قُلْتُ: أَرَادَ بِذٰلِكَ غُلُوَّهٗ فِي الرِّفْضِ.[240]

کہ نصر بن مزاحم العطار کج روی کا شکار تھا اور حق سے کوسوں دور تھا۔ میں (خطیب بغدادی) کہتا ہوں کہ امام جوزجانی کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص غالی رافضی تھا۔

- امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں:

وَاهِي الْحَدِيْثِ، مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ، لَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ.[241]

کہ یہ شخص غلط احادیث بیان کرنے والا ہے۔ متروک الحدیث ہے۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

- امام ابوخیثمہ کہتے ہیں: كَانَ كَذَّابًا.[242]

کہ یہ شخص جھوٹا تھا۔

- امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں: لَيْسَ حَدِيْثُهٗ بِشَيْءٍ.[243]

کہ اس کی بیان کردہ احادیث ناقابلِ اعتبار ہیں۔

- امام دارقطنی فرماتے ہیں: ضَعِيْفٌ.[244]

کہ یہ ضعیف تھا۔

---

[239] تاریخ بغداد للخطیب: ج11 ص201 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[240] تاریخ بغداد للخطیب: ج11 ص201 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[241] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی: ج8 ص534 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[242] الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: ج3 ص160 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[243] الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: ج3 ص160 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[244] الضعفاء والمتروکون لابن الجوزی: ج3 ص160 ترجمۃ نصر بن مزاحم

◆ علامہ شمس الدین الذھبی فرماتے ہیں: رَافِضِيٌّ جَلَدٌ، تَرَكُوْهُ.[245]

کہ یہ پکا رافضی تھا، (اس لیے) محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔

[3]: اس روایت کے راوی اسد بن عبد اللہ نے جن راویوں سے روایت لی ہے ان کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ رواۃ بھی مجہول ہیں۔

لہٰذا یہ روایت موضوع وباطل ہے، حجت نہیں ہے۔

جواب نمبر 2:

محققین حضرات نے بھی اس روایت کو جھوٹ اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا زَعِمَتْهُ الشِّيْعَةُ مِنْ أَنَّهَا رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَتْ هِيَ الَّتِيْ تَحْرَضُ النَّاسَ عَلٰى قَتْلِ عُثْمَانَ وَتَقُوْلُ: اُقْتُلُوْا نَعْثَلًا فَقَدْ فَجَرَ تُشَبِّهُهُ بِيَهُوْدِيٍّ يُدْعٰى "نَعْثَلًا" ... كِذْبٌ لَا أَصْلَ لَهُ.[246]

ترجمہ: شیعہ لوگ جو یہ بات کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہی لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر ابھارا اور آپ - رضی اللہ عنہا - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک یہودی "نعثل" کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ اس نعثل کو قتل کر دو، یہ فاجر ہو چکا ہے۔... یہ سارا قصہ جھوٹ ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم قطعاً نہیں دیا تھا۔ اس پر کئی شواہد ہیں۔

[شاہد نمبر 1]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتی تھیں۔

---

[245] میزان الاعتدال للذھبی: ج5 ص17 ترجمۃ نصر بن مزاحم

[246] تفسیر روح المعانی: ج22 ص11 تحت تفسیر سورۃ الاحزاب، رقم الآیۃ 33

چنانچہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَا عُثْمَانُ! إِنَّهُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ. [247]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے عثمان! امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص پہنائیں گے (مراد؛ خلافت سے نوازیں گے)، لوگ اگر اسے اتروانا چاہیں تو آپ نے ان کی وجہ سے اتارنی نہیں ہے۔

امام ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی رحمہ اللہ (ت 806ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَقَدْ قَتَلُوْهُ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَوْصَلِهِمْ لِلرَّحِمِ وَأَتْقَاهُمْ لِرَبِّهِ. [248]

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور سب سے زیادہ اپنے رب سے ڈرنے والے تھے۔

[شاہد نمبر 2]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی طرف منسوب جعلی خطوط کی نفی کرتی تھیں۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف منسوب جھوٹے خطوط کی نفی فرمادی۔

امام ابو عبد اللہ محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ: تَرَكْتُمُوْهُ كَالثَّوْبِ النَّقِيِّ مِنَ الدَّنَسِ، ثُمَّ قَرَّبْتُمُوْهُ تَذْبَحُوْنَهُ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ، هَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ هٰذَا. فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ: هٰذَا عَمَلُكِ، أَنْتِ كَتَبْتِ إِلَى النَّاسِ تَأْمُرِيْنَهُمْ بِالْخُرُوْجِ إِلَيْهِ، قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَا! وَالَّذِيْ اٰمَنَ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَكَفَرَ بِهِ الْكَافِرُوْنَ مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِمْ بِسَوْدَاءَ فِيْ بَيْضَاءَ حَتّٰى جَلَسْتُ مَجْلِسِيْ هٰذَا. قَالَ

---

[247] سنن الترمذی: رقم الحدیث 3705

[248] طرح التثریب فی شرح التقریب: ج 1 ص 82 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

الْأَعْمَشُ: فَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهٗ كُتِبَ عَلٰى لِسَانِهَا. [249]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہا کو شہید کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اظہارِ افسوس کرتے ہوئے قاتلین کو) فرمایا: تم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میل کچیل سے پاک کپڑے کی طرح کر دیا، پھر جب تم ان کے قریب ہوئے تو انہیں مینڈھے کی طرح ذبح کر ڈالا۔ یہ اس سے پہلے کیوں نہ ہوا؟ اس کے بعد مسروق رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا(لوگ کہتے ہیں) کہ یہ سب کچھ آپ کے کہنے پر ہوا ہے، آپ نے ہی لوگوں کو یہ لکھا اور حکم دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں ارشاد فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم! جس پر مومن ایمان لائے اور کفار نے اس ذات کا انکار کیا میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک ان لوگوں کو سفید کاغذ پر سیاہ نقطہ لگا کر بھی نہیں دیا۔ اس روایت کے راوی اعمش کہتے ہیں کہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تردید اس لیے کی کیونکہ) لوگوں کا گمان تھا کہ یہ سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر لکھا گیا ہے۔

[شاہد نمبر 3]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قاتلینِ عثمان پر لعنت بھیجتی تھیں۔

1: امام احمد بن حنبل بغدادی رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْيَشْكُرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أُمِّيْ تُحَدِّثُ أَنَّ أُمَّهَا انْطَلَقَتْ إِلَى الْبَيْتِ حَاجَّةً وَالْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ لَهٗ بَابَانِ، قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَيْتُ طَوَافِيْ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ بَعْضَ بَنِيْكِ بَعَثَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ، وَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكْثَرُوْا فِيْ عُثْمَانَ، فَمَا تَقُوْلِيْنَ فِيْهِ؟ قَالَتْ: لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَهٗ لَا أَحْسِبُهَا إِلَّا قَالَتْ: ثَلَاثَ مِرَارٍ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَخِذَهٗ إِلٰى عُثْمَانَ، وَإِنِّيْ لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِيْنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ زَوَّجَهٗ ابْنَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلٰى إِثْرِ الْأُخْرٰى، وَإِنَّهٗ لَيَقُوْلُ: "اكْتُبْ عُثْمَانُ". قَالَتْ: مَا

---

[249] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 60 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

كَانَ اللهُ لِيُنْزِلَ عَبْدًا مِنْ نَبِيِّهِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ إِلَّا عَبْدًا عَلَيْهِ كَرِيمًا. [250]

ترجمہ: حضرت عمر بن ابراہیم یشکری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے سنا، وہ بیان کرتی ہیں کہ ان کی والدہ بیان کرتی تھیں کہ وہ بیت اللہ میں کسی ضرورت سے گئیں اور اس وقت بیت اللہ کے دو دروازے تھے، کہتی ہیں کہ جب میں نے طواف مکمل کر لیا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور اس سے عرض کی: اے ام المؤمنین! آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور (یہ کہہ رہا ہے کہ) لوگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت زیادہ باتیں کر رہے ہیں، آپ ان کے بارے میں کیا کہتی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو اُن پر لعنت کرے اللہ اس پر لعنت کرے۔ یہ جملہ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا۔ پھر فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کر رہی تھی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کروایا۔ (جب وحی نازل ہوتی تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے ہوتے: اے عثمان! لکھو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ہاں اسی شخص کو قدر و منزلت سے نوازتا ہے جو اللہ کی نگاہ میں معزز ہو۔

2: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الشامی الطبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ أَبُوْ خَلِيْفَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَجَبِيُّ حَدَّثَنَا حَزْمٌ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلِيْقَ بْنَ خَشَّافٍ يَقُوْلُ: وَفَدْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَنَنْظُرَ فِيْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَرَّ مِنَّا بَعْضٌ إِلَى عَلِيٍّ وَبَعْضٌ إِلَى الْحُسَيْنِ بِنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَبَعْضٌ إِلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ عَائِشَةَ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهَا فَرَدَّتِ السَّلَامَ فَقَالَتْ: وَمَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ. فَقَالَتْ: مِنْ أَيِّ أَهْلِ الْبَصْرَةِ؟ قُلْتُ: مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ قَالَتْ: مِنْ أَيِّ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ؟ قُلْتُ: مِنْ بَنِيْ قَيْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ. قَالَتْ: أَمِنْ أَهْلِ فُلَانٍ؟ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ

[250] مسند احمد: ج18 ص169 رقم الحدیث 26125

الْمُؤْمِنِيْنَ! فِيْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ؟ قَالَتْ: قُتِلَ وَاللهِ مَظْلُوْمًا. لَعَنَ اللهُ قَتَلَتَهُ. [251]

ترجمہ: ابو الاسود کہتے ہیں کہ میں نے طلق بن خشاف سے سنا، انہوں نے بتایا کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد) ہم مدینہ طیبہ میں آئے تاکہ معلوم کریں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیوں شہید کیا گیا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے بعض لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں، بعض حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی خدمت میں اور بعض امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امہات المؤمنین سے ہوتے ہوئے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: اہل بصرہ سے، انہوں نے کہا: اہل بصرہ میں سے کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا: بکر بن وائل سے۔ انہوں نے کہا: بکر بن وائل کے کس گھرانے سے ہو؟ میں نے کہا: بنی قیس بن ثعلبہ سے۔ فرمانے لگیں: اچھا تم فلاں سے ہو۔ پھر میں نے سوال کیا: اے ام المومنین! عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کس بناء پر شہید کیے گئے؟ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! عثمان رضی اللہ عنہ مظلوماً قتل کیے گئے، ان کے قاتلین پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

---

[251] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص51 رقم الحدیث 131

اعتراض نمبر 14

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے نسخوں کو جلانے کا حکم دیا

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ يُغَازِيْ أَهْلَ الشَّأْمِ فِيْ فَتْحِ إِرْمِيْنِيَةَ وَأَذْرَبِيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَدْرِكْ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَأَرْسَلَ عُثْمَانُ إِلٰى حَفْصَةَ أَنْ أَرْسِلِيْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوْا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ. [252]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے سلسلے میں شام کے غازیوں کے لیے جنگی و عسکری تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ وہ اہل عراق کو ساتھ لے کر جنگ کریں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے اختلاف قراءات کے سلسلے میں بہت پریشان تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے (مدینہ آکر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے امیر المومنین! اس سے پہلے کہ یہ امت بھی یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرے آپ اس معاملے کو سنبھالیے! (اور سارا واقعہ عرض کیا کہ لوگ ایک دوسرے کے

[252] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4987

سامنے یوں کہہ رہے ہیں کہ میری قراءت آپ کی قراءت سے بہتر ہے) چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اپنا قاصد بھیجا کہ وہ صحائف (جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سرکاری طور پر جمع کرائے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے پاس ہیں) ہمیں دے دیجیے، ہم انہیں دیگر مصاحف میں نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ مصاحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کو فرمایا کہ جب آپ کا حضرت زید بن ثابت کے ساتھ کسی لفظ میں (قراءت مع رسم الخط کا) اختلاف ہو جائے تو اسے قریش کی لغت (مع رسم الخط) کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن کریم (اولا) قریش کی زبان میں نازل ہوا تھا۔ چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔ جب تمام صحائف کو مختلف مصاحف میں نقل کر لیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ سارے صحیفے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیے اور ریاست مدینہ کے ماتحت سلطنتوں میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ اگر قرآن کریم کسی صحیفے میں یا مصحف میں لکھا ہو تو اسے جلا دیا جائے۔

اعتراض:

اس حدیث کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے نسخوں کو جلانے کا حکم دیا تھا۔

جواب نمبر 1:

لفظ "حرق" کا صرف ایک معنی "جلانا" ہی نہیں بلکہ اس کا ایک معنی "کھرچنا اور چھیلنا" بھی ہے۔ یہاں "حرق" کا پہلا معنی (جلانا) مراد نہیں ہے بلکہ دوسرا معنی (کھرچنا، چھیلنا) مراد ہے۔

اب اس روایت کے الفاظ "أَنْ يُحْرَقَ" کا مطلب یہ ہو گا کہ ہڈیوں پر لکھے ہوئے کو کھرچ دیا جائے اور ٹہنیوں پر لکھے ہوئے کو چھیل دیا جائے۔

یہ معنیٰ اہلِ لغت سے ثابت ہے۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی جمال الدین ابن منظور الانصاری رحمہ اللہ (ت 711ھ) لکھتے ہیں:

حَرَقَهُ يَحْرِقُهُ أَيْ سَحِقَهُ حَتّٰى سُمِعَ لَهُ صَرِيفٌ. [253]

ترجمہ: "حَرَقَهُ يَحْرِقُهُ" کا معنی ہے: اس طرح کھرچنا کہ اس کی آواز سنائی دے۔

یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔

2: علامہ سید مرتضیٰ حسین بلگرامی زبیدی مصری رحمہ اللہ (ت 1205ھ) فرماتے ہیں:

حَرَقَهُ يَحْرِقُهُ حَرْقًا: حَكَّ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ. [254]

ترجمہ: "حَرَقَهُ يَحْرِقُهُ حَرْقًا" کا معنی ہے: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کھرچنا۔

شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی رحمہ اللہ (ت 483ھ) فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْ يُرْوٰى أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَعَلَ ذٰلِكَ بِالْمَصَاحِفِ الْمُخْتَلِفَةِ حِيْنَ أَرَادَ جَمْعَ النَّاسِ عَلٰى مُصْحَفٍ وَاحِدٍ لَا يَكَادُ يَصِحُّ. فَالَّذِيْ ظَهَرَ مِنْهُ مِنْ تَعْظِيْمِ الْحُرْمَةِ لِكِتَابِ اللهِ تَعَالٰى وَالْمُدَاوَمَةِ عَلٰى تِلَاوَتِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا أَصْلَ لِذٰلِكَ الْحَدِيْثِ. [255]

ترجمہ: یہ بات جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کی جاتی ہے کہ جب انہوں نے لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا چاہا تھا تو مصاحف مختلفہ جلا دیے تھے تو یہ روایت صحیح نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کتاب اللہ کی جو تعظیم و حرمت اور رات دن اس کی تلاوت اور اس پر مداومت منقول ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے مصاحف جلانے کی روایت بالکل بے بنیاد ہے۔

فائدہ نمبر1: امام سرخسی رحمہ اللہ کے "قرآن جلانے کی روایت بالکل بے بنیاد ہے" فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور لفظ "حرق" کا معنی حتمی طور پر "جلانا" ہی ہو اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

فائدہ نمبر2: "حرق" سے مراد "جلانا" نہیں تھا۔ اس پر بطور تائید کے شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سہل

[253] لسان العرب: ج10 ص44

[254] تاج العروس من جواہر القاموس: ج6 ص211

[255] شرح السیر الکبیر للسرخسی: ج3 ص141 باب ما یحمل علیه الفئ

السرخسی رحمہ اللہ کی عبارت پیش کی گئی ہے۔ وہ اس طور پر کہ مذکورہ روایت صحیح بخاری کی ہے اور سنداً بالکل صحیح ہے تو ہم امام سرخسی رحمہ اللہ کے اس فیصلے کی روشنی میں صحیح بخاری کی روایت میں حرق کے معنی کھرچنے اور رگڑنے کے ہی کریں گے نہ کہ جلانے کے۔

جواب نمبر 2:

اکثر روایات میں "خرق" کا لفظ آتا ہے، جس کا معنی ہے: "پھاڑنا، چاک کرنا"۔

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852) فرماتے ہیں:

فِيْ رِوَايَةِ الْأَكْثَرِ "أَنْ يُخْرَقَ" بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَالْمُعْجَمَةُ أَثْبَتُ. [256]

ترجمہ: اکثر روایات میں "یخرق" کے الفاظ ہیں، خ کے ساتھ۔ یہ بات زیادہ راجح ہے۔

اور "خرق" کا معنی "پھاڑنا، چاک کرنا" اہلِ لغت سے ثابت ہے۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: علامہ سید مرتضی حسین بلگرامی زَبیدی مصری رحمہ اللہ (ت 1205ھ) لکھتے ہیں:

خَرَقَهُ: يَخْرُقُهُ ويَخْرِقُهُ: جَابَهُ وَمَزَّقَهُ. [257]

ترجمہ: **خَرَقَه: يَخْرُقُه** کا معنی ہے پھاڑنا، چاک کرنا۔

2: علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی رحمہ اللہ (ت 1416ھ) لکھتے ہیں:

خَرَقَ: پھاڑنا، سوراخ کرنا۔[258]

اشکال:

"خرق" کا معنی "پھاڑنا، چاک کرنا" بھی کر لیا جائے تب بھی سوال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا ہوا قرآن اس طرح کیوں ضائع کیا تھا؟

---

[256] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9 ص20 باب جمع القرآن

[257] تاج العروس من جواہر القاموس: تحت خ ر ق

[258] القاموس الوحید: ص430

جواب:

لکھا ہوا قرآن ایسا تھا جس کی وجہ سے امت کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ تھا، اس سے بچنے کے لیے انہوں نے ایسا کیا۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَمَّا الْمَصَاحِفُ فَإِنَّمَا حَرَقَ مَا وَقَعَ فِيهِ اخْتِلَافٌ وَأَبْقَى لَهُمُ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ. [259]

ترجمہ: (حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) ان مصاحف کے الفاظ کو جن میں اختلاف تھا، جلا دیا تھا اور جو اتفاقی تھے انہیں باقی رکھا (تاکہ بعد کے لوگ اختلاف سے بچ سکیں)۔

جواب نمبر 3:

اگر یہ عمل قابلِ اعتراض ہے تو یہ اعتراض صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نہیں بلکہ یہ اعتراض تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی بنتا ہے (معاذ اللہ) کیونکہ انہوں نے بھی اس عمل کی تائید کی تھی۔

حافظ ابو القاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ھبۃ اللہ "ابن عساکر" رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِيْ عُثْمَانَ يَقُوْلُوْنَ: حَرَقَ الْمَصَاحِفَ، وَاللهِ مَا حَرَقَهَا إِلَّا عَنْ مَلَإٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ وَلِيْتُ مِثْلَ مَا وَلِيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ فَعَلَ. [260]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کے مجمع میں اعلان) فرمایا کہ اے لوگو! حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق غلو نہ کرنا۔ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے مصاحف جلا دیے تھے۔ اللہ کی قسم! انہوں نے مصاحف جلائے تھے تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جلائے تھے (یعنی یہ کام ہم لوگوں کے مشورہ کے بغیر نہیں کیا) اگر میں اس وقت حاکم ہوتا تو میرا فیصلہ بھی وہی ہوتا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا۔

---

[259] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص183 ثم دخلت سنۃ خمس وثلاثین

[260] تاریخ دمشق: ج39 ص245 ترجمۃ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن یحی بن محمد بن یحی بن احمد الاندلسی رحمہ اللہ (ت 741ھ) لکھتے ہیں:

فَعَلَ ذٰلِكَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْ كَانَ مُنْكَرًا لَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غَيَّرَهٗ لَمَّا صَارَ الْأَمْرُ إِلَيْهِ فَلَمَّا يُغَيِّرْهُ عُلِمَ أَنَّ عُثْمَانَ كَانَ مُصِيْبًا فِيْمَا فَعَلَ. [261]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا۔ اگر یہ بات غلط ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ اس موقف کو تبدیل کر دیتے (یعنی اسے غلط قرار دیتے) لیکن آپ نے اسے تبدیل نہیں کیا (بلکہ تائید کی کہ اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو یہی کام سرانجام دیتا)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اقدام درست تھا۔

جواب نمبر 4:

خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبول کیا، اس لیے یہ مسئلہ اجماعی ہوا۔ چنانچہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

1: حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

حِيْنَ حَرَّقَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَأَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ أَوْ قَالَ لَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ أَحَدٌ. [262]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصاحف کو جلایا تو سب کو یہ عمل درست معلوم ہوا۔ یا (راوی کہتے ہیں) کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا (گویا اس عمل پر اجماع ہو گیا)

2: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ مَا فِيْ مُصْحَفِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ الَّذِيْ بِأَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ الْيَوْمَ فِيْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ حَيْثُ كَانُوْا هُوَ الْقُرْآنُ الْمَحْفُوْظُ الَّذِيْ لَا يَجُوْزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَتَجَاوَزَهٗ وَلَا تَحِلُّ الصَّلَاةُ

[261] التمہید والبیان فی مقتل الشہید عثمان: ص188 ذکر الاسباب التي نقموها علی عثمان والجواب عنها

[262] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج9 ص21 باب جمع القرآن

لِمُسْلِمٍ إِلَّا بِمَا فِيهِ. [263]

ترجمہ: تمام علماء کا اجماع ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ مصحف جو آج دنیا بھر میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے وہ جہاں کہیں کے بھی ہوں، وہی قرآنِ محفوظ ہے۔ اب کسی شخص کے لیے یہ بات روا نہیں کہ اس سے تجاوز کرے۔ نیز مسلمانوں کی نماز انہی آیات سے ہو سکتی ہے جو اس میں موجود ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[263] التمہید لابن عبد البر: ج2 ص405 حدیث واحد وعشرون لزید بن اسلم

اعترض نمبر 15

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قصاص نہ لیا

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَأَمَّا أَوَّلُ حُكُومَةٍ حَكَمَ فِيهَا فَقَضِيَّةُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَذٰلِكَ أَنَّهُ غَدَا عَلَى ابْنَةِ أَبِي لُؤْلُؤَةَ قَاتِلِ عُمَرَ فَقَتَلَهَا، وَضَرَبَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا يُقَالُ لَهُ: "جُفَيْنَةُ" بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ، وَضَرَبَ الْهُرْمُزَانَ الَّذِي كَانَ صَاحِبَ تَسْتُرَ فَقَتَلَهُ.[264]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قضیہ کا فیصلہ کیا۔ وہ یہ تھا کہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولؤلوہ مجوسی کی بیٹی کو قتل کیا اور جُفَینہ نامی ایک شخص کو تلوار کے وار سے قتل کیا اور مقامِ "تُستَر" کے حاکم ہُرمُزان کو بھی تلوار مار کر قتل کیا۔

اعتراض:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ کی حکومت میں پہلا قضیہ جو پیش ہوا وہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قصاص لینے کا تھا۔ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل ابولولو مجوسی کے ساتھ قتل میں ملوث دو آدمی جفینہ اور ھرمزان کو قتل کر دیا تھا اور ابولؤلوہ کی بیٹی کو بھی مار ڈالا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ وہ حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قصاصاً قتل کرا دیتے لیکن آپ نے قصاص نہیں لیا۔

جواب:

حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قصاص کے حوالہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مختلف آراء

---

[264] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص159 خلافۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

تھیں:

[1]: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ قصاص لیا جائے۔

[2]: بعض مہاجرین کی رائے تھی کہ قصاص نہ لیا جائے اس لیے کہ کل باپ قتل ہوا اور آج بیٹا قتل ہو جائے۔ اس سے فتنہ پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

[3]: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ چونکہ یہ قضیہ آپ کے خلیفہ بننے سے پہلے پیش آیا ہے، آپ کے دورِ خلافت میں پیش نہیں آیا اس لیے اسے رہنے دیا جائے۔

[4]: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ قاتل کی سزا صرف قتل ہی نہیں ہے بلکہ سزا کی دو صورتیں ہیں:

1: قصاصاً قتل کیا جائے۔

2: ورثاء راضی ہو جائیں تو دیت دی جائے۔

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان حالات کے پیش نظر میں ورثاء کو دیت دینے پر راضی کر لوں گا اور یوں سزا بھی پوری ہو جائے گی اور اس وقت پیدا ہونے والے فتنہ سے بھی امت محفوظ ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی سیاسی حکمت و مصلحت کے پیش نظر ورثاء کو دیت دے کر بہترین راستہ اختیار کیا۔

1: حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (ت774ھ) نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا وَلِيَ عُثْمَانُ وَجَلَسَ لِلنَّاسِ، كَانَ أَوَّلَ مَا تُحُوْكِمَ إِلَيْهِ فِيْ شَأْنِ عُبَيْدِ اللهِ فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا مِنَ الْعَدْلِ تَرْكُهُ، وَأَمَرَ بِقَتْلِهِ، وَقَالَ بَعْضُ الْمُهَاجِرِيْنَ: أَيُقْتَلُ أَبُوْهُ بِالْأَمْسِ وَيُقْتَلُ هُوَ الْيَوْمَ! فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَدْ بَرَّأَكَ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ؛ قَضِيَّةٌ لَمْ تَكُنْ فِيْ أَيَّامِكَ فَدَعْهَا عَنْكَ. فَوَدٰى عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُولٰئِكَ الْقَتْلٰى مِنْ مَالِهِ؛ لِأَنَّ أَمْرَهُمْ إِلَيْهِ، إِذْ لَا وَارِثَ لَهُمْ إِلَّا

بَيْتُ الْمَالِ، وَالْإِمَامُ يَرَى الْأَصْلَحَ فِيْ ذٰلِكَ، وَخَلّٰى سَبِيْلَ عُبَيْدِ اللهِ. [265]

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور لوگوں کے معاملات حل کرنے کے لیے بیٹھے تو سب سے پہلا قضیہ جو آپ کے پاس آیا وہ عبید اللہ کے (قصاص کے) معاملے میں آیا۔ اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو چھوڑنا عدل وانصاف شمار نہ ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ بعض مہاجرین نے کہا: کل اس کا باپ قتل ہوا اور آج بیٹا قتل ہو جائے گا؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے امیر المومنین! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقدمہ سے بری کیا ہے، کیونکہ یہ واقعہ آپ کے دورِ حکومت میں نہیں ہوا (بلکہ آپ کے خلیفہ بننے سے پہلے کا ہے، اس لیے) اسے رہنے دیجیے! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے ان مقتولین کی دیت ادا کی، اس لیے کہ ان (مقتولین) کا معاملہ آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد تھا اور بیت المال کے سوا ان کا کوئی وارث نہ تھا اور امام اس بارے میں بہتر سمجھتا ہے (کہ وہ کیا فیصلہ کرے!)۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ کو رِہا کر دیا۔

2: مؤرخ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکری رحمہ اللہ (ت966ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا رَاٰى عُثْمَانُ ذٰلِكَ اغْتَنَمَ تَسْكِيْنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ: اَمْرُهٗ اِلَيَّ سَاَرْضٰى اَهْلَ الْهُرْمُزَانَ مِنْهُ. [266]

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حالات کی کشیدگی اور اضطراب دیکھا تو فتنہ ختم کرنے کا یہ موقع غنیمت سمجھا اور فرمایا: یہ معاملہ میرے ذمہ ہے اور میں اہل ہرمزان کو خود دیت دے کر راضی کر لوں گا۔

3: امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت1176ھ) لکھتے ہیں:

میگوئیم راضی کرد اولیاء مقتول را بمال و دریں صورت قصاص ساقط شد و فتنہ مضمحل گشت و ایں یکے از

[265] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص160 خلافۃ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

[266] تاریخ الخمیس: ج2 ص274 الجواب عن الطعن السادس عشر

فضائل ذی النورین است۔[267]

ترجمہ: میں کہتا ہوں: کہ اولیاء کو دیت دے کر راضی کر دیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور اس سے فتنہ ختم ہو گیا، یہ بات تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ہے۔

4: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) لکھتے ہیں:

عثمان رضی اللہ عنہ خود ورثہ ہرمزان را باموال خطیرہ راضی ساخت کہ اصلا باز شکایت نکردند۔[268]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ہرمزان کے ورثاء کو بہت سا مال بطورِ دیت دے کر راضی کر دیا کہ وہ شکایت نہ کر سکیں۔

فائدہ: شرعی ضابطہ بھی یہی ہے کہ اگر مقتول کے ورثاء دیت پر راضی ہو جائیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔

[267] قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین از شاہ ولی اللہ دہلوی: ص 274 تحت جوابات مطاعن عثمانی

[268] تحفہ اثنا عشریہ از شاہ عبد العزیز: ص 654، تحت جوابات مطاعن عثمانی، طعن ششم

اعتراض نمبر 16

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو قتل کیا

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ عُلَيَّةَ قَالَ: أَتَيْتُ يُوْنُسَ بْنَ خَبَّابٍ لِأَسْمَعَ مِنْهُ. فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ. فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَقَدْ قَتَلَ ابْنَتَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [269]

ترجمہ: اسماعیل بن علیہ کہتے ہیں کہ میں یونس بن خباب کے پاس آیا تاکہ اس سے کچھ سن سکوں۔ اس نے پوچھا: کہاں سے ہو؟ میں نے کہا: بصرہ سے۔ کہنے لگا: تم اس شہر سے ہو جس شہر کے لوگ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا تھا۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو قتل کر دیا تھا۔

جواب نمبر 1:

روایت بالا میں یہ اعتراض کرنے والا یونس بن خباب الاسیدی رافضی تھا۔

علامہ شمس الدین ابو عبد للہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

يُوْنُسُ بْنُ خَبَّابٍ الْأُسَيِّدِيُّ .... وَكَانَ رَافِضِيًّا.

قَالَ لِعَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ: عُثْمَانُ قَتَلَ بِنْتَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فَقُلْتُ لَهُ [الْقَائِلُ: عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ]: قَتَلَ وَاحِدَةً فَلِمَ أَنْكَحَهُ الْأُخْرٰى؟

---

[269] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ج 3 ص 11 الفصل السادس فی خصائصہ

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: كَانَ كَذَّابًا.

قَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ: رَجُلُ سُوْءٍ ضَعِيْفٌ.

قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: رَجُلُ سُوْءٍ فِيْهِ شِيْعِيَّةٌ مُفْرِطَةٌ.

قَالَ الْبُخَارِيُّ: مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ. [270]

ترجمہ: یونس بن خباب الاسیدی رافضی تھا۔

یونس بن خباب الاسیدی نے عباد بن عباد کو کہا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا تھا۔ تو (عباد بن عباد کہتے ہیں کہ) میں نے اسے کہا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیٹی عقد میں کیوں دی تھی؟

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا تھا۔

ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ بہت برا آدمی تھا اور ضعیف تھا۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ برا آدمی تھا اور اس میں حد درجہ شیعیت پائی جاتی تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث تھا۔

جواب نمبر 2:

دراصل معترض نے اعتراض تو نقل کر دیا ہے لیکن خود مصنف نے اس روایت کے آخر میں جو اس اعتراض کا جواب دیا ہے، معترض نے اسے نقل نہیں کیا۔

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (ت694ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: قَتَلَ وَاحِدَةً، فَلِمَ زَوَّجَهُ الثَّانِيَةَ؟ [271]

ترجمہ: (اسماعیل بن عُلَیَّہ کہتے ہیں) کہ میں نے (یونس بن خباب سے) کہا: اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی

[270] میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذھبی: ج5 ص201 ترجمۃ یونس بن خباب

[271] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ج3 ص11 الفصل السادس فی خصائصہ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کو قتل کر دیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیٹی عقد میں کیوں دی تھی؟

اس سے معلوم ہوا کہ یونس بن خباب کی بات قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

اسی کتاب میں یہ حدیث بھی موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں بیٹیوں کی وفات کے بعد فرمایا: اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ معترض کا یہ اعتراض غلط ہے۔

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین الطبری رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "لَوْ كَانَ عِنْدِيْ أَرْبَعُوْنَ بِنْتًا لَزَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ، حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ." [272]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے ان کی شادی عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کر دیتا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی۔

[272] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ج 3 ص 11 الفصل السادس فی خصائصہ

اعتراض نمبر 17

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مارا

مؤرخ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکری رحمہ اللہ (ت966ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَرَ غِلْمَانَهُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى وَقَعَ لِجَنْبِهٖ وَأُغْشِيَ عَلَيْهِ وَزَعَمُوْا اَنَّهٗ قَامَ بِنَفْسِهٖ فَوَطِئَ بَطْنَهٗ وَ مَذَاكِيْرَهٗ حَتّٰى أَصَابَهُ الْفَتْقُ وَأُغْشِيَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ صَلَوَاتٍ فَقَضَاهَا بَعْدَ الْاِفَاقَةِ. [273]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو ماریں۔ چنانچہ انہوں نے اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کام خود کیا، چنانچہ ان کے پیٹ اور اعضائے پوشیدہ کو پاؤں سے روندا جس سے یہ اعضاء پھٹ گئے۔ (اس وجہ سے) وہ چار نمازوں کے وقت کی بقدر وہ بے ہوش رہے۔ افاقہ ہونے کے بعد انہوں نے نمازوں کی قضا کی۔

اعتراض:

اس روایت کے پیش نظر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو خود بھی مارا اور اپنے غلاموں کے ذریعے بھی زد کوب کروایا۔

جواب نمبر 1:

یہ مبالغہ آمیز باتیں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ صحیح واقعہ وہ ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے جسے ذکر کیا جاتا ہے۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العَبسی الکوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِيْ جَهْمٌ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ فِهْرٍ قَالَ: أَنَا شَاهِدُ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ: جَاءَ سَعْدٌ وَعَمَّارٌ فَأَرْسَلُوْا إِلٰى عُثْمَانَ أَنِ ائْتِنَا. فَإِنَّا نُرِيْدُ أَنْ نَذْكُرَ لَكَ أَشْيَاءَ أَحْدَثْتَهَا أَوْ

---

[273] تاریخ الخمیس: ج2 ص271 الطعن الثانی عشر

أَشْيَاءَ فَعَلْتَهَا، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَنِ انْصَرِفُوا الْيَوْمَ، فَإِنِّي مُشْتَغِلٌ وَمِيْعَادُكُمْ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى أَشْزَنَ، قَالَ أَبُوْ مِحْصَنٍ: أَشْزَنَ: أَسْتَعِدُّ لِخُصُوْمَتِكُمْ، قَالَ: فَانْصَرَفَ سَعْدٌ وَأَبِي عَمَّارٌ أَنْ يَنْصَرِفَ قَالَهَا أَبُو مِحْصَنٍ مَرَّتَيْنِ، قَالَ: فَتَنَاوَلَهُ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَضَرَبَهُ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا لِلْمِيْعَادِ وَمَنْ مَعَهُمْ، قَالَ لَهُمْ عُثْمَانُ: مَا تَنْقِمُوْنَ مِنِّي؟ قَالُوْا: نَنْقِمُ عَلَيْكَ ضَرْبَكَ عَمَّارًا، قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ: جَاءَ سَعْدٌ وَعَمَّارٌ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِمَا فَانْصَرَفَ سَعْدٌ وَأَبِي عَمَّارٌ أَنْ يَنْصَرِفَ، فَتَنَاوَلَهُ رَسُوْلٌ عَنْ غَيْرِ أَمْرِي فَوَاللهِ مَا أَمَرْتُ وَلَا رَضِيْتُ فَهٰذِهٖ يَدِيْ لِعَمَّارٍ فَلْيَصْطَبِرْ، قَالَ أَبُو مِحْصَنٍ: يَعْنِيْ يَقْتَصُّ. [274]

ترجمہ: حُصَین بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنو فہر کے جہم نامی ایک شخص نے مجھے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ میری آنکھوں دیکھا ہے کہ حضرت سعد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لائیں تاکہ ہم چند چیزوں کی نشاندہی کریں جو آپ نے نئی ایجاد کی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اپنے قاصد کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ آج آپ واپس لوٹ جائیں، میں مصروف ہوں، آپ فلاں دن آجائیں، میں آپ کے ساتھ بات کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے لیکن حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ ابو محصن نے انہیں دو بار کہا (لیکن وہ نہ مانے) تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاصد نے انہیں پکڑ کر مارا۔ چنانچہ (ایک دن معترضین وبلوائی) جب اکٹھے ہو کر آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم مجھ سے کس چیز کا انتقام لیتے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ آپ نے عمار رضی اللہ عنہ کو مارا ہے، ہم اس کا انتقام لیتے ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سعد اور عمار رضی اللہ عنہما آئے تھے، میں نے انہیں واپس لوٹ جانے کا کہا تھا۔ چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے اور عمار رضی اللہ عنہ نے جانے سے انکار کر دیا تو قاصد نے انہیں مارا تھا۔ اللہ کی قسم! نہ میں نے مارنے کا حکم دیا تھا اور نہ ہی میں اس پر راضی تھا۔ لہذا یہ ہے میرا ہاتھ عمار رضی اللہ عنہ کے سامنے، وہ چاہیں تو مجھ سے قصاص لے لیں۔

---

[274] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص316، 317، رقم الحدیث 38846 کتاب الفتن

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مارا تھا اور نہ ہی مارنے کا حکم دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھے۔

جواب نمبر 2:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہ ہی مارا تھا اور نہ ہی مارنے کا حکم دیا تھا۔ مصنف اسی عبارت کے بعد اس کی تردید بھی کر رہے ہیں۔

چنانچہ مؤرخ حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکری رحمہ اللہ (ت 966ھ) آگے لکھتے ہیں:

أَمَّا ضَرْبُ عَمَّارٍ فَسِيَاقُ هٰذِهِ الْقِصَّةِ لَا يَصِحُّ عَلٰى هٰذَا النَّحْوِ الَّذِيْ رَوَوْهُ بَلِ الصَّحِيْحُ مِنْهَا اَنَّ غِلْمَانَهٗ ضَرَبُوْا عَمَّارًا وَقَدْ حَلَفَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ عَلٰى أَمْرِهٖ لِاَنَّهُمْ عَاتَبُوْهُ فِي ذٰلِكَ فَاعْتَذَرَ اِلَيْهِمْ بِاَنْ قَالَ: جَاءَ هُوَ وَ سَعْدٌ اِلَى الْمَسْجِدِ وَأَرْسَلَا اِلَيَّ أَنِ ائْتِنَا فَإِنَّا نُرِيْدُ أَنْ نُذَا كِرَكَ أَشْيَاءَ فَعَلْتَهَا. فَأَرْسَلْتُ اِلَيْهِمَا اَنِّيْ عَنْكُمَا الْيَوْمَ مَشْغُوْلٌ فَانْصَرِفَا وَمَوْعِدُكُمَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَانْصَرَفَ سَعْدٌ وَأَبٰى هُوَ أَنْ يَنْصَرِفَ فَأَعَدْتُ اِلَيْهِ الرَّسُوْلَ فَأَبٰى ثُمَّ أَعَدْتُ اِلَيْهِ فَأَبٰى فَتَنَاوَلَهٗ رَسُوْلِيْ بِغَيْرِ أَمْرِيْ فَوَاللّٰهِ مَا أَمَرْتُ وَلَا رَضِيْتُ بِضَرْبِهٖ. فَهٰذِهٖ يَدِيْ لِعَمَّارٍ فَلْيَقْتَصَّ مِنِّيْ اِنْ شَاءَ. [275]

ترجمہ: جہاں تک حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مارنے والے واقعہ کا تعلق ہے تو یہ واقعہ اس طرح نہیں جس طرح معترضین نے بیان کیا ہے بلکہ صحیح واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خدام نے مارا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر اس بات کی صفائی پیش کی کہ یہ میرے کہنے پر نہیں ہوا۔ چونکہ معترضین آپ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کر رہے تھے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے عذر بیان کرتے ہوئے صحیح صورتحال یہ بیان کی کہ عمار اور سعد رضی اللہ عنہما مسجد میں تشریف لائے اور انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس آئیں، ہم ان امور کے متعلق آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جو آپ نے جاری کیے ہیں۔ میں نے جواباً کہلا بھیجا کہ میں آج مصروفیت کی وجہ سے نہیں آسکتا، لہذا فلاں دن تشریف لے آئیں۔ سعد رضی اللہ عنہ واپس

[275] تاریخ الخمیس: ج2 ص272 الجواب عن الطعن الثانی عشر

چلے گئے لیکن عمار رضی اللہ عنہ نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ میں نے بار بار ان کی طرف قاصد بھیجا لیکن پھر بھی یہ انکار کرتے رہے۔ پھر قاصد میرے کہے بغیر ان سے الجھ پڑا۔ واللہ! نہ میں نے ایسا کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر راضی تھا (اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟)۔ یہ ہے میرا ہاتھ عمار کے سامنے، اگر یہ چاہیں تو قصاص لے لیں۔

جواب نمبر 3:

معترض کا بیان کردہ یہ واقعہ غلط ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کی تفصیلات میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مارا تو ان کی انتڑیاں باہر نکل آئیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین سن 37 ہجری میں شہید ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سن 35 ہجری میں ہوئی۔ اگر اس واقعہ کو عہد عثمانی کے آخر زمانے کا بھی مانا جائے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے دو سال بعد زندہ رہے حالانکہ انتڑیوں کے نکل جانے کے دو سال بعد اس طرح زندہ رہنا ناممکن ہے۔

چنانچہ امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد المَعافري ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت 543ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوْا مُتَعَدِّيْنَ مُتَعَلِّقِيْنَ بِرِوَايَةِ كَذَّابِيْنَ: جَاءَ عُثْمَانُ فِيْ وِلَايَتِهِ بِمَظَالِمَ وَمَنَاكِيْرَ مِنْهَا: ضَرْبُهُ لِعَمَّارٍ حَتّٰى فَتَقَ أَمْعَاءَهُ .... هٰذَا كُلُّهُ بَاطِلٌ سَنَدًا وَمَتْنًا .... ضَرْبُهُ لِعَمَّارٍ إِفْكٌ ..... وَلَوْ فَتَقَ أَمْعَاءَهُ مَا عَاشَ أَبَدًا. [276]

ترجمہ: معترضین نے حدود سے تجاوز کرتے ہوئے جھوٹے لوگوں کی روایت کا سہارا لے کر یہ الزام لگایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ظلم کیے اور کئی قابل اعتراض کام کیے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مارا جس سے ان کی انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ (میں ابن العربی کہتا ہوں کہ) یہ ساری کی ساری روایات سند اور متن کے اعتبار سے باطل ہیں۔ جہاں تک حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مارنے کا معاملہ ہے تو یہ بات صریح جھوٹ ہے۔ (اس لیے کہ) اگر ان کی انتڑیاں باہر آ جاتیں تو وہ کبھی بھی زندہ نہ رہتے (حالانکہ اس واقعہ کے بعد وہ کافی عرصہ زندہ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ جھوٹ ہے۔)

---

[276] العواصم من القواصم: ص 61 تا ص 64 المظالم والمناکیر التی ادعوھا علی عثمان

اعتراض نمبر 18

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں طرزِ نبوت کی مخالفت کی

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

قِيْلَ: نَفَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الطَّائِفِ لِكَوْنِهِ حَكَاهُ فِيْ مِشْيَتِهِ وَفِيْ بَعْضِ حَرَكَاتِهِ، فَسَبَّهُ وَطَرَدَهُ فَنَزَلَ بِوَادِيْ "وَجٍّ" وَنَقَمَ جَمَاعَةٌ عَلٰى أَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ كَوْنَهُ عَطَفَ عَلٰى عَمِّهِ الْحَكَمِ وَآوَاهُ وَأَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ. [277]

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی طرف جلا وطن کر دیا تھا اس لیے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چلنے میں یا بعض حرکات میں نقل اتاری تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو برا بھلا کہا اور ان کو جلا وطن کر دیا۔ چنانچہ وہ وادی "وَج" میں چلے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بعض لوگوں نے اس بات پر گرفت کی کہ انہوں نے اپنے چچا حکم (بن ابی العاص) پر نرمی کی اور ان کو ٹھکانہ دیا اور ان کو مدینہ میں واپس بلا لیا۔

فائدہ: "وَج" طائف میں واقع ایک وادی کا نام ہے۔

اعتراض:

مذکورہ بالا روایت کی بنیاد پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے نکال دیا تھا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں انہیں دوبارہ مدینہ بلا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔

---

[277] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج3 ص296 ترجمۃ الحکم بن ابی العاص

جواب نمبر 1:

حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے متعلق جلاوطنی والی روایات سند صحیح سے ثابت نہیں ہیں۔

حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَقِصَّةُ نَفْيِ الْحَكَمِ لَيْسَتْ فِي الصِّحَاحِ وَلَا لَهَا إِسْنَادٌ يُعْرَفُ بِهِ أَمْرُهَا. [278]

ترجمہ: حکم (رضی اللہ عنہ) کی جلاوطنی والے قصہ کا تذکرہ صحیح احادیث میں بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی سند ہے جس سے اس قصہ کی حقیقت واضح ہو سکے۔

فائدہ: علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) نے یہ واقعہ لفظ "قِيْلَ" سے نقل کر کے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

دلیل:

حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی جلاوطنی والا قصہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، عہد نبوی، عہدِ صدیقی اور عہدِ فاروقی میں مکہ ہی میں رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تو پھر جلاوطنی کیسے بنتی ہے!

امام محمد ابن سعد ابن منیع البصری رحمہ اللہ (ت 430ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ أَسْلَمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى كَانَتْ خِلَافَةُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَمَاتَ بِهَا فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [279]

ترجمہ: حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، مکہ ہی میں رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی اجازت کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئے۔

---

[278] منہاج السنۃ لابن تیمیہ: ج 3 ص 304 بحث طرد الحکم بن ابی العاص

[279] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 6 ص 5 ترجمۃ الحکم بن ابی العاص

فائدہ: مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اول تو حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف ہی نہیں لائے بلکہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں ہی رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی اجازت کے ساتھ مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے۔ لہذا ان کی جلاوطنی سے متعلق کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔

جواب نمبر 2:

بالفرض اس روایت کی صحت کو تسلیم کر بھی لیا جائے جس میں ہے کہ حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی جلاوطنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی تھی۔ تو عین ممکن ہے کہ یہ سزا معین مدت تک کے لیے تھی نہ کہ ہمیشہ کے لیے۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دورِ خلافت میں واپس مدینہ بلا لیا۔ لہذا یہ بات قابلِ اشکال ہی نہیں ہے۔

چنانچہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری رحمہ اللہ (ت 456ھ) لکھتے ہیں:

وَنَفْيُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَكَمِ لَمْ يَكُنْ حَدًّا وَاجِبًا وَلَا شَرِيْعَةً عَلَى التَّأْبِيْدِ وَإِنَّمَا كَانَ عُقُوْبَةً عَلٰى ذَنْبٍ اسْتَحَقَّ بِهِ النَّفْيَ وَالتَّوْبَةُ مَبْسُوْطَةٌ فَإِذَا تَابَ سَقَطَتْ عَنْهُ تِلْكَ الْعُقُوْبَةُ بِلَا خِلَافٍ مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَصَارَتِ الْأَرْضُ كُلُّهَا لَهُ مُبَاحَةً. [280]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کو (مدینہ منورہ سے) جلاوطن کرنا حد واجب کے طور پر نہیں تھا اور نہ ہی یہ حکم ہمیشہ کے لیے تھا۔ جلاوطنی کا حکم تو محض ایک قصور کی سزا کے طور پر تھا جس کے وہ (حکم بن العاص رضی اللہ عنہ) مستحق قرار پائے تھے۔ توبہ میں چونکہ بڑی وسعت ہوتی ہے اس لیے جب انہوں نے توبہ کر لی تو ان سے وہ سزا باتفاق اہلِ اسلام ساقط ہو چکی اور تمام روئے زمین ان کے لیے مباح قرار پائی۔ (اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کو واپس مدینہ بلانا درست ٹھہرا)

[280] کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل: ج 5 ص 177 الکلام فی حرب علی من حاربہ من الصحابۃ رضی اللہ عنہم

اعتراض نمبر 19

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بنو امیہ اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو عہدے دیے

اعتراض:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمام عہدے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر کے اقرباء پروری کی ہے۔

(شیعہ مصنف) جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر المعروف حِلّی (ت726ھ) لکھتے ہیں:

قَسَمَ الْوِلَایَاتِ بَیْنَ اَقَارِبِہٖ.[281]

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) عہدے و مناصب اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیے۔

جواب نمبر 1:

ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کے تمام عہدے داروں کے نام اور ان کے قبائل کو ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان پر "اقرباء پروری" کا الزام کس قدر بے بنیاد ہے!

ذیل میں اس کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

نمبر شمار	نام	قبیلہ	جائے تقرری
1	خالد بن العاص	بنو مخزوم	والی مکہ
2	عبد اللہ بن عمرو الحضرمی	بنو کندہ	والی مکہ
3	علی بن ربیعہ	بنو عبد شمس	والی مکہ
4	عمرو بن العاص	بنو سہم	والی مصر، اسکندریہ
5	عقبہ بن عامر	جہنی (انصاری)	والی مکہ

[281] منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ: ص66

نمبر شمار	نام	قبیلہ	جائے تقرری
6	زید بن ثابت	بنو خزرج	قاضی مدینہ
7	قاسم بن عبد اللہ بن ربیعہ	بنو ثقیف	والی طائف
8	یعلیٰ بن امیہ	بنو تمیم	والی صنعاء یمن
9	عبد اللہ بن عامر	بنو عبد شمس	والی بصرہ
10	عبد اللہ بن مسعود	بنو ہزیل	قاضی وخازنِ کوفہ
11	عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح	بنو عامر	والی مصر
12	عبد اللہ بن ارقم	بنو زہرہ	ناظم بیت المال
13	عبد اللہ بن ابی ربیعہ	بنو مخزوم	والی جند
14	عبد اللہ بن سوار العبدی	بنو عبد	والی بحرین
15	سعد بن ابی وقاص	بنو زہرہ	والی کوفہ
16	اشعث بن قیس	بنو عدی (کندی)	والی آذربائیجان
17	سعید بن قیس	بنو عدی	والی رے
18	عثمان بن ابی العاص	بنو ثقیف	والی بحرین ویمامہ
19	ابو الاعور عمرو بن ابی سفیان	سلمی	والی اردن
20	ابو الدرداء	انصاری	قاضی دمشق
21	ابو موسیٰ اشعری	اشعر	والی کوفہ
22	جریر بن عبد اللہ بجلی	بجیلہ	والی قرقیسیا
23	حذیفہ بن یمان	بنو مازن	سالار آذربائیجان
24	حبیب بن مسلمہ	بنو فہر	سالار قنسرین
25	حکیم بن سلامہ	حزامی	والی موصل

نمبر شمار	نام	قبیلہ	جائے تقرری
26	خنیس بن خبیش	اوس	معلوم نہ ہو سکا
27	جابر بن عمر المزنی	مزنی	محصلِ خراج (عراق)
28	خارجہ بن حذافہ	بنو عدی	محاسب مصر
29	شریح بن حارث	کندی	قاضی کوفہ
30	سبرۃ بن عمرو	عنبری	والی یمامہ
31	سلمان بن ربیعہ	باھلی	سالار آرمینیا
32	سماک بن مخرمہ انصاری	بنو اسد	معلوم نہ ہو سکا
33	سائب بن الاقرع	بنو ثقیف	والی اصفہان
34	عبد اللہ بن قیس	بنو فزارہ	معلوم نہ ہو سکا
35	عبد الرحمٰن بن خالد	بنو مخزوم	والی حمص
36	عتیبہ بن النہاس	العجلی	والی حلوان
37	علقمہ بن حکیم الکنانی	بنو کنانہ	والی فلسطین
38	قعقاع بن عمرو	بنو تمیم	سالار کوفہ
39	مغیرہ بن شعبہ	بنو ثقیف	والی کوفہ (آذربائیجان)
40	کعب بن سور	ازدی	قاضی بصرہ
41	مالک بن حبیب	یربوعی	والی ماہ
42	نُسیر العجلی	عجلی (انصاری)	والی ہمدان
43	معاویہ بن ابی سفیان	بنو امیہ	والی شام
44	مروان بن حکم	بنو امیہ	والی بحرین (کاتب)
45	ولید بن عقبہ	بنو امیہ	والی کوفہ

نمبر شمار	نام	قبیلہ	جائے تقرری
46	سعید بن العاص	بنو امیہ	والی کوفہ
47	حبیش	بنو اسد	والی ماسبذان

مذکورہ بالا تفصیلی فہرست ان 47 افراد کی ہے جو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں اہم عہدوں پر فائز رہے تھے۔ ان میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اعزہ واقارب میں سے صرف چھ افراد ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

بنو امیہ سے تعلق رکھنے والے رشتہ دار:

1: حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ (ماں شریک بھائی)

2: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (چچازاد)

3: حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (چچازاد)

4: مروان بن حکم (چچازاد)

بنو امیہ کے علاوہ دیگر رشتہ دار:

1: حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ (ماموں زاد)

2: حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ (رضاعی بھائی)

47 افراد میں سے صرف چھ افراد اپنے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں اور وہ بھی ایسے حضرات ہیں جو ان عہدوں کے حقیقتاً مستحق تھے، ان کے علاوہ 41 عہدیداران دیگر قبائل سے ہیں۔ بھلا کوئی عقلمند اس کو اقرباء پروری میں شمار کرسکتا ہے؟

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اپنی اولاد 9 بیٹے اور 7 بیٹیاں تھیں۔ ان 9 بیٹوں میں سے کسی ایک کو بھی عہدہ نہ دینا اس بات کی دلیل ہے وہ مناصب کی تقسیم میں بہت محتاط تھے۔

9 بیٹوں کے نام یہ ہیں: عبد اللہ، عبد اللہ الاصغر، عمرو، خالد، ابان، عمر، ولید، سعید، عبد الملک

امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی رحمہ اللہ (ت597ھ) نقل کرتے ہیں:

كَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ: عَبْدُ اللهِ مِنْ رُقَيَّةَ وَعَبْدُ اللهِ الْأَصْغَرُ أُمُّهُ فَاخِتَةُ بِنْتُ غَزْوَانَ وَعَمْرٌو وَخَالِدٌ وَأَبَانُ وَعُمَرُ وَمَرْيَمُ أُمُّهُمْ أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ جُنْدُبٍ مِنَ الْأَزْدِ وَالْوَلِيدُ وَسَعِيدٌ وَأُمُّ سَعِيدٍ أُمُّهُمْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْوَلِيدِ وَعَبْدُ الْمَلِكِ أُمُّهُ أُمُّ الْبَنِينَ بِنْتُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَعَائِشَةُ وَأُمُّ أَبَانَ وَأُمُّ عَمْرٍو أُمُّهُنَّ رَمْلَةُ بِنْتُ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَمَرْيَمُ أُمُّهَا نَائِلَةُ بِنْتُ الْفَرَافِصَةِ وَأُمُّ الْبَنِينَ بِنْتُ عُثْمَانَ أُمُّهَا أُمُّ وَلَدٍ. [282]

جواب نمبر2:

اعتراض تو تب بنتا ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منصب وعہدہ کسی ایسے آدمی کو دیں جو اس کا اہل نہ ہو اور عہدہ محض قرابت کی بنا پر دیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عہدے مستحق رشتہ داروں کو دیے تھے۔

جواب نمبر3:

اگر کسی شخص میں صلاحیت کے ساتھ ساتھ تعلقِ قرابت بھی موجود ہو تو وہ بنسبت غیر کے منصب کا زیادہ حقدار ہے۔ آدمی قریبی رشتہ داروں کے عادات واخلاق سے واقف ہوتا ہے اور طبائع میں باہم الفت ومناسبت ہوتی ہے۔ اس لیے اسے عہدہ دیا جاسکتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت1396ھ) لکھتے ہیں:

اس دعا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو وزیر طلب فرمایا اس کے ساتھ ایک قید "مِنْ اَهْلِيْ" کی بھی لگا دی کہ یہ وزیر میرے خاندان واقارب میں سے ہو، کیوں کہ اپنے خاندان کے آدمی کے عادات واخلاق دیکھے بھالے اور طبائع میں باہم الفت ومناسبت ہوتی ہے جس سے اس کام میں مدد ملتی ہے بشرطیکہ اس کو کام کی صلاحیت میں دوسروں سے فائق دیکھ کر لیا گیا ہو، محض اقرباء پروری کا داعیہ نہ ہو۔ اس زمانے میں چونکہ عام طور پر دیانت و

[282] تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر: ص109، 110 تحت ذکر اولادہ

اخلاص مفقود اور اصل کام کی فکر غائب نظر آتی ہے اس لیے کسی امیر کے ساتھ اس کے خویش وعزیز کو وزیر یا نائب بنانے کو مذموم سمجھا جاتا ہے اور جہاں دیانت داری پر بھروسہ پورا ہو تو کسی صالح واصلح خویش کو کوئی عہدہ سپرد کر دینا کوئی عیب نہیں بلکہ مہماتِ امور کی تکمیل کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین عموماً وہی حضرات ہوئے جو بیتِ نبوت کے ساتھ رشتہ داریوں کے تعلقات بھی رکھتے تھے۔[283]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[283] معارف القرآن: ج6 ص78 تفسیر سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 29

اعتراض نمبر 20

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے نوجوانوں کو عہدے دیے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام کو معزول کر کے نوجوانوں کو عہدے دینے شروع کر دیے تھے۔

جواب نمبر 1:

عہدہ دینے کی بنیاد صلاحیت اور معزول کرنے کی وجہ شکایت یا انتظامی معاملات ہوا کرتے ہیں جس میں عمر کو کوئی دخل نہیں ہے اور یہ بات عہد فاروقی سے ثابت ہے۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَعْمَلَهُ [اَیْ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِیَّ] عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلٰى إِمْرَةِ الْبَصْرَةِ بَعْدَ أَنْ عَزَلَ الْمُغِیْرَةَ. [284]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو وہاں کا عامل بنایا تھا۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (جب کہ ان کی عمر تقریباً 45 سال تھی) کو معزول کیا تھا اور ان کی جگہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ (جب کہ ان کی عمر مختلف اقوال میں آخری قول کے مطابق تقریباً 35 سال تھی) کو متعین کیا تھا۔

[284] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج2 ص1112 ترجمۃ عبد اللہ بن قیس بن سُلَیم

جواب نمبر2:

کس شخص کو حاکم بنایا جائے اور کس کو معزول کیا جائے، یہ امور عام افراد کی سمجھ میں نہیں آتے بلکہ اسے خلیفہ ہی جان سکتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقدامات بھی اسی قبیل سے ہیں۔

امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد المعافری ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت 543ھ) لکھتے ہیں:

اَلْوِلَایَاتُ وَالْعَزْلَاتُ لَهَا مَعَانٍ وَحَقَائِقُ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ.[285]

ترجمہ: حکام کے متعین کرنے اور معزول کرنے میں کئی مقاصد و حقائق ہوتے ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں سمجھ سکتے (مطلب یہ ہے کہ ان تقاضوں کو خلیفہ وقت ہی صحیح معنوں میں سمجھ سکتا ہے)

جواب نمبر3:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت (23ہجری تا 35ہجری) کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ جو صحابی، عہد نبوی میں چالیس برس کا ہو گا، وہ اس زمانے میں لازمی طور پر 60-65 سال کا ہو چکا ہو گا۔ اس وقت ضرورت اس چیز کی تھی کہ نوجوان نسل کو آگے لایا جائے تاکہ تیزی سے پھیلتی ہوئی سرحدوں کا موثر اور مضبوط انتظام کیا جائے۔ یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا تجربہ اس نسل تک منتقل کیا اور پھر اس نسل نے ذمہ داریاں سنبھال لیں اور بزرگ صحابہ کرام ان کی نگرانی کرتے رہے، یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حسن تدبر کی دلیل ہے نہ کہ اعتراض کی بات ہے۔

[285] العواصم من القواصم: ص 243 نکتۃ للولایات والعزلات معان وحقائق

اعتراض نمبر 21

بیعتِ رضوان؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماعِ صلوٰۃ وسلام کی نفی کی دلیل ہے

صلح حدیبیہ کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مشرکین کے پاس مذاکرات کے لیے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام پر بیعت لے لی، حالانکہ وہ اس وقت زندہ تھے۔ ظاہری بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک بھی بھیجتے ہوں گے اور اھل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ کے مطابق درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش بھی ہوتا ہوگا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید سمجھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ پتہ چلا کہ درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتا۔ اگر پہنچتا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی بیعت نہ لیتے۔

جواب نمبر 1:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ صبح کی نماز کے بعد پہنچی، ابھی ظہر کی نماز قضا ہی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے۔ جب اس دوران انہوں نے کوئی نماز ادا نہیں فرمائی اور نہ ہی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کعبۃ اللہ کا طواف کرنا مناسب سمجھا۔ تو درود شریف کس طرح پڑھا ہوگا؟ اس لیے ان کا درود شریف پڑھنا معترض ثابت کر دے تو سماعِ صلوٰۃ وسلام ہم ثابت کر دیں گے۔

جواب نمبر 2:

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے ہیں؟ اگر درود شریف پہنچا دیا جاتا تو امتحان؛ امتحان نہ رہتا۔

جواب نمبر 3:

یہ واقعہ وفات سے پہلے دنیا کی زندگی کا ہے جبکہ منکرین سماع صلوٰۃ وسلام کا اختلاف وفات کے بعد قبر شریف میں درود شریف سننے کے متعلق ہے۔ لہذا اس واقعہ کو بطورِ استدلال پیش کرنا درست نہیں ہے۔